بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مولف (اجر رسالت)

ایک نئی سرخیٔ حیات ملی
جب بھی اوراقِ کربلا پلٹے

مجالس عزا کا انعقاد سنّتِ سید سجادؑ بیمار کربلا ہے اور سوگواران اہلبیتؑ اظہار کے لئے عزائے روح اور کیوں نہ ہو جبکہ عزاداران سید الشہداء امام حسین علیہ السلام روحی وارواح العالمین لہ' فدا مصداق پیغمبر آخر الزماں صلے اللہ علیہ وسلم وہی قوم ہے جسے خدا نے بنت رسول ثقلین سیدہ طاہرہ فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہما کے قلب وجگر کی تشفی وتسکین کے لیے خلق کیا۔

ریگزارِ کربلا پر تین دن کی بھوک اور پیاس میں محض اور محض بقائے اسلام کی خاطر نہایت بے دردی سے شہید ہونے والے حسینؑ اُن کی اولاد اور انصار پر رونا عین عبادت ہے۔ اور یہ رونا ہی شیعت کی زندگی کا حاصل ہے۔ اس رونے میں کیا مزہ ہے؟ اس سوال کا جواب اس وقت تک سمجھ میں نہیں آسکتا جب تک کہ کسی انسان کا دل مودتِ اہلبیتؑ کا گنج گراں مایہ نہ بن جائے۔

ہم غم حسینؑ میں روئیں گے۔ سینہ کوبی کریں گے۔ زنجیر زنی کریں گے۔ یوں ہی کرتے آئے ہیں اور یوں ہی کرتے رہیں گے۔

رباعیات سوز، سلام قطعہ۔ مرثیے محافل ومجالس کی روح ہیں۔ اور نوحے جلوسِ عزا کی جان ہے۔ غم حسینؑ میں شعرائے قدیم وجدید نے حسب مقدور نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ سبحان اللہ خوب خوب انداز میں پیش کئے ہیں۔

میں نے ہند وپاک کے مشہور زمانہ اساتذہ کے نایاب بکھرے ہوئے کلام کو ایک عجیب انداز میں بہنوں کی آسانی کے لئے تاریخ وار مجالس کی صورت میں اور

اجرِ رسالت کے طور پہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

پیاری بہنوں کو یہ مجموعہ بہت پسند آئے گا کیونکہ اس کے مرتب کرنے میں ہر اس چیز کو ذہن میں رکھا گیا ہے جس کی عام طور پر ضرورت پڑتی ہے اور بہنوں کو کم وقت میں کافی کتابوں کو دیکھنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد تاریخ کے لحاظ سے مطلوبہ کلام ملتا ہے لیکن ہم نے کافی کتابوں کی مدد سے یہ مشکل ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آسان کردی بغیر کسی پریشانی کے تسلسل کے ساتھ تاریخ وار مجالس مل جائے گی جس کے اندر تاریخ کے حساب سے سوز رباعی۔ قطعہ۔ سلام اور مرثیئے موجود ہیں۔ اس سلسلہ میں اپنی زوجہ محترمہ جناب نذیر زہرا کا شکریہ ادا نہ کروں تو یہ ایک بہت بڑی ناانصافی ہوگی کیونکہ اس کتاب کی تیاری میں انھوں نے رہنمائی کی ہے یہ ایک اچھی سوزخواں ہیں

آخر میں دعا ہے کہ خدائے بزرگ میری ان کوششوں کو قبول فرمائے نیز اجرِ عظیم عطا کرے اور بارگاہِ اہلبیتِ اطہار میں میری نذر قبول فرمائے

قسم خدا کی بڑا نیک کام کرتے ہیں   غمِ حسینؑ کا جو اہتمام کرتے ہیں

خاکپائے مومنین

محمد وصی خان

صدر محفلِ حیدری ناظم آباد

صدر مرکزی تنظیم عزا،

صدر انجمن ناصر العزا کراچی

۸ ستمبر ۱۹۸۰ء

۲۷ ۳ ای پاکستان کوارٹر

نشتر روڈ۔ کراچی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وارث نبیؐ کے علم کی تنہا بتولؑ تھیں
پردہ نشیں نہ ہوتیں تو یہ بھی رسول تھیں
(نسیم امروہوی)

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین
(مولانا محمد علی جوہر)

مجلس

در بیان شہادت حضرت فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا

انہدامِ جنت البقیع

قطعہ

جس قدر اسلام پہ احسان ہے شبیرؑ کا
اس میں حصہ ہے مساوی زینبؑ دلگیر کا
تربیت کا ماں کی دونوں میں برابر ہے اثر
کربلا ہے کارنامہ فاطمہؑ کے شیر کا

(۲)

کیوں یہ عمل حضورؐ کو اتنا پسند ہے
ناکام اس میں فہم بشر کی کمند ہے
کی عمر بھر حضورؐ نے تعظیم فاطمہؑ
بیٹی کا گویا باپ سے رتبہ بلند ہے

(از افسر عباس زیدی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱)

مرکز ہر ایک حسن خفی و جلی کی ہے
باغ جہاں میں سوندھی مہک اس کلی کی ہے
خود سیدہ ہے باپ نبیؐ اور پسر امامؑ
کتنی بلند مرتبہ زوجہ علیؑ کی ہے

(از افسر عباس زیدی)

سلام

گھر فاطمہ زہرا کا عجب شان کا گھر ہے
یہ وحی کی منزل ہے یہ قرآن کا گھر ہے
اسلام کے ماحول میں ایمان کا گھر ہے
مومن کی منافق کی یہ پہچان کا گھر ہے
کچھ لوگ مرے جاتے ہیں اس رنج و محن میں!
اس گھر کا جو دروازہ ہے مسجد کے صحن میں

قطعہ

نبیؐ کس شان سے میدان میں اللہ اکبر ہیں
علیؑ ہیں فاطمہؑ ہیں ساتھ میں شبیرؑ و شبرؑ ہیں
نصاریٰ کہہ رہے ہیں دیکھ کر ایک اک کو آپس میں
یہ کیسا کارواں ہے جسمیں سب ہی رہبر ہیں

قطعہ

علیؑ کے لال تھے شاہِ انام ہو جاتے
شریکِ آلِ نبیؐ لاکلام ہو جاتے
وقارِ حضرتِ عباسؑ کم نہیں تھا مگر
پلائیں دودھ جو زہراؑ امام ہو جاتے

ممکن نہیں اُمت کا قیاس آلِ نبیؐ پر!
یہ لوگ الگ لوگ ہیں یہ گھر ہے الگ گھر
اس گھر کے تو بچے بھی بدل دیتے ہیں اکثر
انسانوں کی تقدیر فرشتوں کا مقدّر

یہ عزم کے فولاد اسی گھر میں ملیں گے
یہ نور کے اجساد اسی گھر میں ملیں گے
جبریلؑ کے استاد اسی گھر میں ملیں گے
اس سطح کے افراد اسی گھر میں ملیں گے

اللہ نے اس گھر کو نبوّت سے نوازا
دُنیا میں اسے دین شریعت سے نوازا
عصمت سے امامت سے ولایت سے نوازا
ہر فرد کو قرآن کی آیت سے نوازا

راہب کو کوئی لال اسی گھر سے ملے ہیں!
فطرس کو یہ وہ بال اسی گھر سے ملے ہیں

مخلوق کی بس آخری سرحد نظر آیا!
جس فرد کو دیکھا وہ محمدؐ نظر آیا!

سانچے میں شیعت کے یہ افراد ڈھلے ہیں
سب چادرِ تطہیر کے سائے میں پلے ہیں

مُسَدَّس

مسند نشینِ بزمِ طہارت ہے فاطمہؑ

از نتیجۂ فکر حضرت نسیم امروہوی

بند (۱)

مسند نشینِ بزمِ طہارت ہے فاطمہؑ
دُرِّ یتیم تاجِ شفاعت ہے فاطمہؑ
نفسِ نفیسِ جسمِ رسالت ہے فاطمہؑ
اصلِ اصولِ نخلِ امامت ہے فاطمہؑ
شوہر خلیلِ عصر تو بیٹے ذبیح ہیں!
مریمؑ کا ایک آپ کے گیارہ مسیح ہیں!

بند (۲)

مریم بھی ان سے کم ہیں مسیحا سے پوچھ لو
آدھا بھی مرتبہ نہیں سارہؑ سے پوچھ لو!
اپنوں کا کیا ہے تذکرہ اعدا سے پوچھ لو
جاؤ مباہلہ میں نصاریٰ سے پوچھ لو!
زہراؑ سی عورتیں ہیں نہ حیدرؑ سے مرد ہیں
ختمِ رسلؐ کے بعد یہ دو ہی فرد ہیں

بند ۳

زہرا کا وجود فاطمہؑ سے پنجتن کا نور
نفسِ نبیؐ کا نور، رسولِؐ زمن کا نور
قائم ہے تا قیام حسینؑ و حسنؑ کا نور
وجہِ بقا بنا ہے علیؑ کی دلہن کا نور
جلوے سے دین کے جو زمیں رشکِ طور ہے
یہ فاطمہؑ کے نور کا سارا ظہور ہے

بند ۴

صورت سے آشکار ہے سیرت رسولؐ کی
میراث میں ملی ہے کرامت رسولؐ کی
باتیں رسولؐ کی، تو فصاحت رسولؐ کی
تطہیرِ فاطمہؑ ہے طہارت رسولؐ کی
وارث نبیؐ کے علم کی تنہا بتولؑ تھیں
پردہ نشیں نہ ہوتیں تو یہ بھی رسولؐ تھیں

بند ۵

بی بی پہ ہے طہارت و عصمت کا خاتمہ
شوہر پہ ہے شجاعت و ہمت کا خاتمہ
بابا وہ ہے کہ جس پہ رسالتؐ کا خاتمہ
پوتا وہ ہے کہ جس پہ امامتؑ کا خاتمہ
زہراؑ نہ ہوں تو دین کا قصہ تمام ہے
نامِ خدا انھیں سے محمدؐ کا نام ہے

بند ۶

پرسے میں واں تھیں بنت شہنشاہ مشرقین
یاں بے نقاب فاطمہ زہراؑ کی نورِ عین
واں تھیں مخدرات رجز خوان زیب و زین
یاں پڑھ رہا تھا کہف کا سورہ سرِ حسینؑ
کہتی تھیں روحِ مریمؑ و حواؑ دہائی ہے
مشکل کشاؑ کی لاڈلی بندوں میں آئی ہے

بند ۵

حوریں وہاں تھیں ساتھ بصد شوکت و جلال
یاں فاطمہؑ کی روح پریشاں کیے تھی بال
پر مارنے کی واں نہ پرندے کو تھی مجال
یاں تازیانے مارتا تھا شمر بد خصال!
عباسؑ تھے مدد کو نہ شاہِ جلیل تھے
خوں بہہ رہا تھا جسم سے شانوں پہ نیل تھے

بیاض تسکین زہراؑ

حصہ اول، دوئم، سوئم

مارکیٹ میں موجود ہے آپ شیعہ کتب خانوں سے حاصل کریں

مرثیہ

در حال شہادت جناب زہراؑ

کہتے ہیں جس کو شافعِ محشر وہ فاطمہؑ

١

کہتے ہیں جسکو شافعِ محشر وہ فاطمہؑ
ہے جو حسنؑ حسینؑ کی مادر وہ فاطمہؑ
بیٹے کا جسکے آہ کٹا سر وہ فاطمہؑ
بیٹی کی جسکی چھن گئی چادر وہ فاطمہؑ
کیا کیا مصیبتیں سہیں امت کے واسطے
آئیں گی روزِ حشر شفاعت کے واسطے

٢

بیٹھے تھے ایک روز نبیؐ فاطمہؑ کے پاس
تھا آفتاب روئے رسولؐ خدا اداس
جھک کر کہا بتولؑ سے یوں میری حق شناس
شبرؑ پیئے گا زہر سہے گا حسینؑ پیاس
جب مرتضیٰؑ کو دیکھے امت کا ذکر ہے
بیٹی تمھیں بھی کچھ مری امت کی فکر ہے

بولے رسولِ پاک بھلا کچھ سنیں تو ہم
بولی کہ سنیے بادشہ آسماں حشم
اعمال ہائے نیک ہوئے وزن میں جو کم
میں ہوں گی پاس آپ کے شیعوں کے کیلئے غم
سم ہے نصیب میں حسنؑ خوش خصال کے
رکھ دونگی جلد لختِ جگر اپنے لال کے

ہنس کر کہا مری تو اسی دن بن آئے گی
مجبور اختیار اسی روز پائے گی!
اُس باغ میں ہماری گل کھلائیگی
جنت میں سب لئے انھیں زہرا نہ جائیگی
ہوں گی میانِ حشر نہایت ہجوم سے
جنت میں لیکے جاؤنگی شیعوں کو دھوم سے

میزان عدل ہوگی قیامت میں جب عیاں
اعمال فرد فرد کے تولیں گے بے گماں
اُمت کا واں جو پلۂ عصیاں ہوا گراں
اُس وقت کیا کرو گی بتاؤ تو میری جاں
عاصی گنہ سے ہوں گے سبکبار کس طرح
دوزخ سے پھر بچیں گے گنہگار کس طرح

القصہ جب جہاں سے اُٹھے شاہِ دوجہاں
ہر دم تڑپ کے فاطمہؑ کرتی تھی یہ بیاں
بیٹی پہ گھر کو چھوڑ کے بابا گئے کہاں
تنگ آ گئے سارے اہلِ محلّہ کی فغاں!
غم میں نبیؐ کے صاحبِ آزار ہو گئیں
آخر جناب فاطمہؑ بیمار ہو گئیں!

ارشاد پھر یہ کرنے لگے سید البشرؐ
بیٹے نہ یوں بھی دونوں برابر ہوئے اگر
آواز دی کہ رکھونگی زخمی علیؑ کا سر
پوچھا جو یوں بھی کم ہوئے بولی کہ کیا خطر!
ہر طرح فضلِ حق سے بچائیگی فاطمہؑ
اصغرؑ کی لاش دوڑ کے رکھدے گی فاطمہؑ

گویا ہوئے یہ حضرتِ محبوبِ ذوالمنن
اس پر بھی گر زیادہ ہوئے جرمِ مرد و زن
رکھو گی کیا بتاؤ تو پھر میری کم سخن
بولی بتولؑ بازوئے عباسؑ صف شکن!
یوں بھی گھٹیں گنہ جو نہ اہلِ قصور کے
رکھدے گی فاطمہؑ دُرِ دنداں حضورؐ کے

۹

زینب سرہانے بیٹھ کے کرنے لگی بُکا!
ہے ہے میں کیا کروں مری اماں کو کیا ہوا
جُھک جُھک کے اضطراب سے دیتی تھی یہ صدا
لی مجھ سے نزع میں بھی نہ خدمت یہ کیا کیا
کیا جانے رُوح جسم سے کیونکر نکل گئی!
اماں تمھارے چہرے کی رنگت بدل گئی!

۱۰

اُٹھیے سبھوں کو پاس بُلا کر بٹھلائیے!
کیا نوش کیجیے گا میں لاؤں بتائیے!
بھائی گئے ہیں دیر سے ان کو بُلائیے
رونے کو قبرِ احمدِ مرسل پہ جائیے
ایسی بھی نیند ہوتی ہے بیدار ہو جئے
گھر ہے اُداس بیٹھیے ہوشیار ہو جئے

۱۱

شہزادے آئے لئے ہیں باہر سے دردناک
دل ہو گیا حسینؑ کا صدمے سے چاک چاک
دوڑے حسنؑ ملے ہوئے اپنی جبیں پہ خاک
بولے علیؑ سے ہو گئے ہم جیتے جی ہلاک
جو قہر ہو گیا وہ کہیں کس زبان سے
بابا چلو کہ اُٹھ گئیں اماں جہان سے!

۱۲

تا دیر آ کے شیرِ خدا نے بُکا کیا
اسمؑا کو غسل دینے کی خاطر بُلا لیا
کفنائی لاش، رنج سے خونِ جگر پیا
تابوت لا کے صحن میں حیدرؑ نے رکھ دیا
شبّرؑ پکارے لاؤ عزادار گلے ملو!
لو آؤ ماں سے اے مرے بھیا گلے ملو!

۱۳

مل لو کہ پھر بتولؑ کہاں اور تم کہاں
لپٹے گلے سے لاش کے دونوں شکستہ جاں
تھرّائی لاش فاطمہؑ زہرا کی ناگہاں
کھُل کھُل کے بند، ہاتھ کفن سے ہوئے عیاں
ماں سے آخر ملنے میں دونوں جو ساتھ تھے
گل سے گلوں میں فاطمہؑ زہرا کے ہاتھ تھے

۱۴

لرزے میں تھا زمیں کا بدن حشر تھا بپا
ناگاہ ایک سمت سے آنے لگی صدا
بیٹوں کو ماں سے جلد کرو یا علیؑ جدا
مرقد میں بیقرار ہیں محبوبِ کبریا
گرتا ہے پھٹ کے چرخِ بریں کو سنبھال لو
ان کے گلوں سے مُردے کی باہیں نکال لو!

مرثیہ

در حالِ مسماریٔ جنت البقیع

"توڑا ہے نجدیوں نے مزارِ بتولؑ کو"

جانِ نبیؐ و خامسہؑ داور ہے فاطمہؑ
کچھ شک نہیں شفیعۂ محشر ہے فاطمہؑ
سبطین ذی وقار کی مادر ہے فاطمہؑ
افسوس آج بیکس و بے پر ہے فاطمہؑ
جنت میں چین ہوئیگا کیونکر رسولؐ کو
توڑا ہے نجدیوں نے مزارِ بتولؑ کو!

دن آج ہی کا تھا یہ قیامت ہوئی بپا
تاریخ آٹھویں تھی مہینہ یہی تو تھا
اعدا نے ڈھا دیا لحدِ بنتِ مصطفےٰؐ
حیرت ہے کیوں جہاں میں نہ محشر ہوا بپا
نازل عذاب اُن پہ الٰہی شتاب ہو!
بے دین قومِ نجد کا خانہ خراب ہو!

زندہ رہیں تو دکھ میں ہمیشہ ہوئی بسر
زہراؑ نے چین پایا نہ دنیا میں ایک پہر
بعدِ رسولؐ کھیل گئیں اپنی جان پر
اُمت سے تنگ ہو کے جہاں سے کیا سفر!
کی تھی یہ فاطمہؑ نے وصیت امام سے
دفنائیں شب میں مجھکو چھپا کر عوام سے

کیا ظلم کر گئے کہ نہیں جس کی انتہا
قبوں کو توڑا قبروں کو مسمار کر دیا
اللہ اہلبیتؑ سے کیا ان کو بغض تھا
مرنے کے بعد بھی یہ ستم وا مصیبتا
یا رب گرا دے نجدیوں پر آسمان کو
دکھلا دے قہر اپنا تو اہلِ جہان کو!

زندہ رہیں تو باپ کو رونے نہیں دیا
محروم جا کے در محمدؐ سے کر دیا
دروازہ کو گرایا تو محسنؑ نے کی قضا
پہلو شکستہ ہو گیا ظلم ایسا کچھ کیا
راحت نہ دی حیات میں بنتِ رسولؐ کو
مسمار آج کر دیا قبرِ بتولؑ کو!

۳

اللہ کوئی پوچھنے والا ذرا نہیں
قبروں میں بھی تو چین سے آلِ عبا نہیں
اس ظلم کی خدا کی قسم انتہا نہیں
حیرت ہے آسمان یہ کیوں پھٹ پڑا نہیں
جس کی نہیں نظیر ہے ایسا ستم کیا
ان نجدیوں نے کعبۂ ایماں کو ڈھا دیا

۴

اُس مرقدے پہ کہوں کہ مٹی قبرِ سیدہ
توڑی گئی مزارِ حسنؑ وا مصیبتا!
زین العبادؑ، باقرؑ و جعفرؑ کی قبر کا
ہے ہے نشان بھی کوئی باقی نہیں رہا
اس ظلم کی نظیر تو اے آسماں نہیں
سادات کی بھی قبروں کا نام و نشاں نہیں

۵

قبریں بھی تھیں بنائی علیؑ نے کئی جگہ
تھی اس میں مصلحت، بڑی شک کی نہیں ہے جا
بنتِ رسولؐ پاک کو اعدا سے خوف تھا
یعنی نہ کھود ڈالیں لعیں قبرِ سیدہؑ
افسوس اس کا ہے کہ یہ نجدی نہ مر گئے
اس وقت جو نہ ہو سکا وہ آج کر گئے

۱۱

مولاؑ ظہور کیجئے ترحم کا ہے مقام
واللہ انتظار تمہارا ہے صبح و شام
افسوس ہے کہ آئیں نہ جائیں ہماری کام
پرسہ کو یا امام زماں آئے ہیں غلام
توہین کی لعینوں نے احمدؐ کی آل کی!
ڈھایا لحد کو فاطمہؑ خوش خصال کی

۱۰

عباسؑ نامدار مدینے کو جلد آؤ!
مولا خدا کے واسطے دیری نہ اب لگاؤ!
اعدا کو ذوالفقار کا جلدی مزہ چکھاؤ!
ان نجدیوں کو زور یداللہ کا دکھاؤ!
توہین کی ہے آپ کی ماں کے مزار کی
لعنت ہو اہل نجد پہ پروردگار کی

۹

اے قبرِ سیدہؑ تری حرمت کے ہیں نثار
اے قبرِ سیدہؑ تری عزت کے ہیں نثار!
اے قبرِ سیدہؑ تری عظمت کے ہیں نثار!
اے قبرِ سیدہؑ تری عزت کے ہیں نثار!
اعدا نے مرتبہ ترا جانا نہ حیف ہے
اقوالِ مصطفیٰؐ کو بھی مانا نہ حیف ہے

۱۲

پرسہ قبول کیجئے یا شاہ نیک نام
کیا حال ہوگا آپ کا اے قبلۂ انام
چاہیں تو ایک دم میں ابھی ہوگا انتقام
اِس صبر پہ فدا ترے سجاد یا امام
عالم پہ زورِ حیدرِ صفدر عیاں کرو!
کر کے ظہور جلد منوّر جہاں کرو!

نوحہ
اِنہدام جنت البقیع

"پھر فاطمہؑ پہ ظلم ہوا وامصیبتا"!

پھر فاطمہؑ پہ ظلم ہوا وامصیبتا — کی دشمنوں نے اور جفا وامصیبتا
آرام گاہِ فاطمہؑ زہرا اُجڑ گئی — بے چین ہیں رسُولِ خدا وامصیبتا
نام و نشان بنتِ پیمبرؐ مٹا دیا — آخر مزار تک نہ رہا وامصیبتا
مرنے کے بعد فاطمہؑ زہراؑ پہ یہ ستم — تُربت میں بھی نہ چین ملا وامصیبتا
قبرِ حسنؑ پہ قہر گرایا غضب کیا — دردِ جگر کچھ اور بڑھا وامصیبتا
قبروں میں سو رہے تھے مسافر بھلے بُرے — کی ظالموں نے ان پہ جفا وامصیبتا
کی اشقیا نے بے ادبی تُربتوں کے ساتھ — قبروں میں بھی نہ چین دیا وامصیبتا
اب قبرِ سیدہ کا پتہ بھی نہیں رہا — سیدانیوں پہ حشر ہوا وامصیبتا

سیدانیوں کو چاہیئے اس غم میں خاک اُڑائیں　　دادی پہ اُن کی ظلم ہوا وا مصیبتا

اس وقت فاطمہؑ کا نہیں ہے کوئی عزیز
سیدانیوں تمھارے سوا وا مصیبتا

مولا علیؑ علیؑ مرا آقا علیؑ علیؑ
دینِ محمدیؐ کا سہارا علیؑ علیؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس ۲

شہادت امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام

کہتا ہے یہ کہ زہر اثر اپنا کر چکا!
کس کی دوا کروں مرا آقا تو مر چکا!

قطعہ

سلمانؓ سے پوچھئے نہ ابوذرؓ سے پوچھئے　　کعبے میں جو کھلا تھا نہ اس در سے پوچھئے
گیتی میں خود رسولؐ سے، بعد ان کے عرش پر　　رتبہ علیؑ کا خالق اکبر سے پوچھئے

رُباعیات

(١)

اے دوست، چھوڑ دشمن آل عبا کا ہاتھ　　وہ ہاتھ جھوٹ ہے، مکر و فریب و ریا کا ہاتھ
آئیں بتاؤں، ڈھونڈھنے والے بغور سن　　مشکل پڑے تو تھام لے مشکلکشا کا ہاتھ

(٢)

خیبر میں یہ ہے دھوم کہ جرار آیا　　افواج محمدؐ کا علمدار آیا
فی النار ہوا کفر تو کافر فرار　　میدان میں جب حیدر کرار آیا

(٣)

میں کیا بتاؤں علیؑ کو کدھر کدھر دیکھا　　جدھر جدھر بھی نظر کی ادھر ادھر دیکھا
زمیں پہ یہ علیؑ عرش پر علیؑ عظیم　　علیؑ علیؑ نظر آئے جدھر جدھر دیکھا

(٤)

تجھ کو ملا رسولؐ کا بستر جو یا علیؑ　　تیری حیات مل گئی حق کی حیات میں
ہجرت کی شب تھی طالع اسلام کی سحر　　دین خدا کے پھر گئے دن ایک رات میں

سوز

(١)

کعبہ کے گلے میں کفنی کالی ہے　　ماتم میں حرم کو سخت بے حالی ہے
مثل دل اہلبیت مسجد ہے اداس　　محراب عبادت علیؑ خالی ہے

(۲)

اے مومنو! لازم ہے تمہیں شیون و شین — ماہِ رمضاں میں ہوئی زہراؑ بے چین
اس ماہ میں آقا کو تمہارے ہے مارا — اس ماہ میں بے پدر ہوئے ہیں حسنینؑ

(۳)

دامادِ رسولؐ کی شہادت ہے آج — معصوموں پہ فاطمہؑ کے آفت ہے آج
جنت میں تڑپتے ہیں رسول الثقلینؐ — خاتونِ قیامت پہ قیامت ہے آج

سلام!

"ماتم چمنِ دہر میں برپا ہے علیؑ کا"

مغموم ہے جو عاشقِ شیدا ہے علیؑ کا — اب کوچ سوئے جنتِ اعلیٰ ہے علیؑ کا
گل رنگ لہو سے رخِ زیبا ہے علیؑ کا — ماتم چمنِ دہر میں برپا ہے علیؑ کا
ہے آج کی شب حیدریو! صبحِ قیامت — مہمان ہیں اب خاتمہ ہوتا ہے علیؑ کا
پیشانیٔ پُرنور ہے تلوار سے زخمی — اللہ کی طاعت میں یہ نقشہ ہے علیؑ کا
افلاک سے کہتے ہوئے آتے ہیں فرشتے — پرسا ہمیں شہزادوں کو دینا ہے علیؑ کا
شانوں کو یداللہ کے تھامے ہیں نمازی — سجدے کی جگہ خون ٹپکتا ہے علیؑ کا
سر پیٹتے ہیں خاک اڑاتے ہیں زن و مرد — جس سمت سے تابوت نکلتا ہے علیؑ کا
گھٹ آتی ہے آواز نکل پڑتے ہیں آنسو! — ہر ایک مؤذن کو یہ صدمہ ہے علیؑ کا
سر پیٹتی ہیں پہلوؤں میں زینبؑ و کلثومؑ — ہیں گرد حرم بیچ میں لاشہ ہے علیؑ کا

ہر سمت ہے غل قتل ہوا شیعوں کا آقا
غم فرش سے تا عرشِ معلیٰ ہے علیؑ کا

سلام ۲۶

شہادت امیر المومنینؑ

حضرت علیؑ علیہ السلام

"بے کل ہے کل سے کلُ کا مددگار ہائے ہائے"

بے کل ہے کل سے کلُ کا مددگار ہائے ہائے
ظالم نے کس جفا کا کیا وار ہائے ہائے
تیغِ ستم سے ہو گیا دو نیم نیلگوں!
فرقِ جنابِ حیدرِ کرار ہائے ہائے
ہر خانۂ خدا سے صدائیں بلند ہیں
اے جانشینِ احمدِ مختار ہائے ہائے!
بیوؤں کا مددگار غریبوں کا مُدرّس!
ہے آج تین روز سے بیمار ہائے ہائے!
اِک اِک کو طلب کرتے ہیں وہ اپنے سرہانے
فرماتے ہیں آخری دیدار ہائے ہائے
روزے پہ روزہ ہو گیا ہے تین روز سے!
گھر میں کیا کسی نے نہ افطار ہائے ہائے
مشغول سب بکا میں ہیں لیکن ابوالحسنؑ
کم وار ہے ہر اک کو ہیں افطار ہائے ہائے!

زینبؑ کے بازوؤں پہ گلے پر حسینؑ کے
رو رو کے کر رہے ہیں علیؑ پیار ہائے ہائے!

سلام ۲

او بدنصیب دیکھ علیؑ کو پکار کے!

بیٹھا ہے مشکلات کے رستے پہ ہار کے
او بدنصیب دیکھ علیؑ کو پکار کے

ہیں بسترِ رسولؐ پہ حیدرؑ یہ کب کھلا
انگڑائی جبکہ لی شبِ ہجرت گذار کے

مرحب کا قتل بھی کوئی خیبر میں قتل تھا
پھینکا تھا ذوالفقار کا صدقہ اُتار کے

خیبر کے در نے کھل کے اشارہ یہ کر دیا
مظہر بھی ہیں قوتِ پروردگار کے

تاریخ خونِ شاہ چھپائیں تو کس طرح
یہ نقش رکھ گئی ہے جو زینبؑ ابھار کے

لیلےٰ کے دل کو دیکھ رہے ہیں ستارہ زمین
اکبرؑ کو رن میں بھیجا ہے گیسو سنوار کے

اصغر جگر کو تھام کے روتی ہے فوجِ شام
تم تیر کھا کے آئے ہو یا تیر مار کے

اکبرؑ تمہارا باغِ جوانی اُجڑ گیا
لیلےٰ نے چار دن بھی نہ دیکھے بہار کے

روباہِ جنگ عونؑ و محمدؑ یہ کہتے تھے
یہ شیر جانے چھوٹ گئے کس کچھار کے

تاریکیاں یہ شامِ غریباں کی اے قمر
تارے بھی چھپ گئے فلکِ کج مدار کے

مرثیہ

"مسجد میں ستمگار نے کعبہ کو گرایا"

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تھا ساتھ لعیں مسجد کوفہ سے سراسر
گھر لے کے چلے سبطینِ نبیؐ شہ کو اٹھا کر
تھے گرد تو اس لاش کے سب شیعۂ حیدرؑ
فرزند یتیم آ گئے تھے سر ننگے برابر
زینبؑ پہ یتیمی کی مصیبت جو پڑی تھی
چلاتی تھی سر پیٹتی تھی در پہ کھڑی تھی

اب واقعۂ شیر خداؑ کرتا ہوں تحریر
قاتل کو پکڑ لائے جو ہیں شبرؑ و شبیرؑ
مشکیں تھیں بندھی کانپتا تھا خوف سے بے پیر
لعنت کی طرح تیغ تھی قاتل کے گلو گیر
رحم آ گیا ظالم کے لرزنے پہ علیؑ کو
فرمایا مرے آگے سے سرکا دو شقی کو

مسجد میں ستمگار نے کعبہ کو گرایا
بے قدر نے شب قدر کا کچھ دھیان نہ لایا
محراب میں قندیل امامت کو بجھایا
سیدانیوں کو عید کے نزدیک رلایا
دردانۂ لولاک کے داماد کو مارا!
فریاد کہ جبریلؑ کے استاد کو مارا!

۵۱

یہ کہتے ہی بے چین ہوئے حیدرِؑ کرار
شبیرؑ کی غربت پہ جگر ہو گیا افگار
ایک سمت سے اتنے میں سنا نوحہ کئی بار
لیٹے تھے یہ اُٹھ بیٹھے یہ کرتے ہوئے گفتار
کس درد رسیدہ کی یہ فریاد و بُکا ہے
یہ تو مرے عباسؑ کے رونے کی صدا ہے

۵۲

القصہ شب بست و یکم جب ہوئی پیدا
سب اہل و عیال اپنے علیؑ نے کیے یکجا
پھر دستِ حسنؑ میں دیا ہاتھ اور کہا بیٹا
ان کو تمھیں سونپا تمھیں اللہ کو سونپا
گو حادثہ ہے خواہشِ تقدیر سے ہونا
پر تم نہیں غافل مرے شبیرؑ سے ہونا

۵۳

عباسؑ سے حیدرؑ نے کہا چپکے سے جاؤ
ہاں فاطمہؑ کی بیٹی کو ڈیوڑھی سے ہٹاؤ
سمجھاؤ کہ بس عرشِ خدا کو نہ ہلاؤ
رہگیروں کو آوازِ نہ رونے کی سناؤ
ایک وقت یہ تھا ایک وہ آفت کی گھڑی تھی
رن میں یہی زینبؑ تھی کہ سر ننگے کھڑی تھی

۵۸

فرمایا علیؑ نے کہ نہ روئے مرے دلدار!
کیوں روتے ہو جیتا ہے ابھی حیدرؑ کرار
بے وارث و والی تمھیں چھوڑوں گا نہ زنہار
تو دولت کونین تمھیں دیتا ہے غفار!
اللہ سلامت رکھے مولا کو تمھارے
روٹھو نہیں بلواتا ہوں آقا کو تمھارے

۵۹

رو کر کہا مولا نے عبث اس کو ہے وسواس
کیوں اب مرا عباسؑ نہیں آتا مرے پاس
یہ سنکر پھرے سر کو جھکائے ہوئے عباسؑ
اور باندھ کے ہاتھوں کو یہ کی عرض بصد یاس
وہ درد ہے مجھ کو کہ افاقہ نہیں بابا
ان سب کا ہے آقا، مرا آقا نہیں بابا

۵۲

سب بولے یہی روتا ہے یہ کہہ کے بصد یاس
بابا بھی مجھے بھولے تو اب کس کی رکھوں آس
سونپا نہ حسنؑ کو مجھے کم رتبہ تھا عباسؑ
اب آج سے بیٹھوں گا نہ میں بھائیوں کے پاس
ہم صورت و ہم شان شہ قلعہ شکن تھا
کیا میں نہ سزاوار غلامیٔ حسنؑ تھا

۱۱

پھر رو کے کہا راضیٔ تقدیر کو لاؤ!
مظلوم کو لاؤ شہ دلگیر کو لاؤ!
شمع لحد صاحب تطہیر کو لاؤ!
شبیرؑ کو لاؤ مرے شبیرؑ کو لاؤ!
لاؤ اُسے آفت کا فلک جس پہ گرے گا
سر جن کا اسی کوفہ میں نیزہ پہ پھرے گا!

۱۲

شبیرؑ جو آئے تو کہا ہاتھوں کو پھیلاؤ!
بیٹا مرے عباسؑ کو تم سینے سے لپٹاؤ!
عباسؑ سے فرمایا کہ تم قدموں پہ جھک جاؤ
پابوسیٔ سردار کے آداب بجا لاؤ!
شبیرؑ مرا فخر ہے زہرا کا شرف ہے
تو میرا خلف ہے یہ پیمبرؐ کا خلف ہے

۱۳

وہ دونوں برادر جو گلے مل چکے بارے
شبیرؑ سے فرمایا سنو اے مرے پیارے
تھے آپ کے نانا سے جو آئین ہمارے
عباسؑ بھی آئے گا یوں ہی کام تمہارے
عباسؑ سے فرمایا امام اپنا سمجھنا
شبیرؑ سے فرمایا غلام اپنا سمجھنا

ماہِ مبارکِ رمضان اور خدا کا گھر
تڑکا وہ نور کا وہ شبِ قدر کی سحر
پیشِ خدا وہ سجدے میں شیرِ خدا کا سر
اور ہائے تیغِ ظلم کی ضربت وہ فرق پر
فوارے خوں کے زخمِ جبیں سے بہا کیے
سجدے میں آپ ربی الاعلیٰ کہا کیے

مرثیہ نمبر ۲

اے روزہ دارو آہ و بکا کے یہ روز ہیں
سادات پر نزولِ بلا کے یہ روز ہیں
سرتاجِ اوصیا کی عزا کے یہ روز ہیں
تم سے وداعِ شیرِ خدا کے یہ روز ہیں
زخمی ہوئے امام تمہارے نماز میں
ظالم نے روزہ دار کو مارا نماز میں

یہ کہتے ہی شبیرؑ سے غش کر گئے حیدرؑ
اور جانبِ اللہ پیمبرؐ گئے حیدرؑ
دلدار کے پیاسے لبِ کوثر گئے حیدرؑ
حیدرؑ کے پسر رونے لگے مر گئے حیدرؑ
غش پڑ گیا شاہنشہِ ذی جاہ سدھارے
جنت کو جہاں سے اسد اللہ سدھارے

تا کہ نمازیوں کے گروہ آکے ننگے سر
حیدرؑ نے مجتبیٰؑ سے کہا آنکھ کھول کر
پڑھواؤ تم نماز جماعت کی اے پسر
ہم بیٹھے بیٹھے پڑھتے ہیں اپنے مقام پر
لیکن جبیں کے زخم پہ رومال باندھ دو
میرا سر شگافتہ اے لال باندھ دو!

دوڑے یہ کہہ کے جانب مسجد وہ نیک ذات
ڈوبی ہوئی ہو میں ملی کشتیٔ نجات
ماتھے پہ خون باپ کا مل کر کہی یہ بات!
ہے ہے اُٹھایا قبلہ و کعبہ پہ کس نے ہات
رُلوایا نانا جان کو دار السلام میں
بن باپ کا کیا ہمیں ماہِ صیام میں

لکھا ہے جب دو نیم ہوا فرقِ مرتضیٰ
سدرہ سے جبرئیلؑ کے رونے کا غل اُٹھا
چھینی سروں سے زینبؑ و کلثومؑ نے ردا
چونکا کے بھائیوں کو پکاریں غضب ہوا
سنتے ہو جبرئیلؑ نے اس وقت کیا کہا!
وہ بولے پیٹ کر قُتل المرتضیٰ کہا

۵۳

بولے علیؑ حواس ابھی سے بجا نہیں!
زینب سے کہدو کوفہ ہے یہ کربلا نہیں!
ہیں بے دیار و بیکس و بے آشنا نہیں
شیعہ ہیں گرد نرغۂ اہل جفا نہیں
پردے سے ننگے سر تو ابھی کیوں نکلتی ہے
کیا حلق پر حسینؑ کے تلوار چلتی ہے

۵۴

پڑھوا کے پھر نماز جماعت کی مجتبےٰ
بابا کے سر پہ پڑھنے لگے آیۂ شفا
ناگاہ آ کے یہ کسی عورت نے دی صدا
زہراؑ کے پیارو تم سے یہ زینبؑ نے ہے کہا
بابا کو میرے جلد جو گھر میں نہ لاؤ گے
تو سر برہنہ مجھکو بھی مسجد میں پاؤ گے

۵۵

باندھا حسنؑ نے زخم سر شیر ذوالجلال
بولے علیؑ کہ اور کسو درد ہے کمال!
شبرؑ نے پھر کسا تو کیا پھر یہی مقال
پھر حسینؑ باندھ کر یہ پکارا وہ خوش خصال
اب درد کیسا اے اسد ذوالجلال ہے
ہاتھوں سے سر پکڑ کے کہا وہ ہی حال ہے

۹

شیعوں میں اس بیاں سے ہوا اور شور و شین
لائے پسر گلیم پہ شاہِ مشرقین
یوں لے چلے گلیم میں حیدرؑ کو نورِ عینؑ
کاندھا دیے سرہانے حسنؑ پائینتی حسینؑ
آکر جلو میں روحِ امیں تھامے سر چلا!
لاشہ کشندۂ درِ خیبر کا گھر چلا!

۱۰

پہونچا جو لاشۂ شہِ مرداں قریبِ در
بے ساختہ نکل پڑی زینبؑ برہنہ سر
بعد اس کے یونہی آئی تھیں اکبرؑ کی لاش پر
یہ واقعہ تھا باپ کا وہ ماتمِ پسر
رکھ رکھ کے ہاتھ آنکھوں پہ سب خلق ہٹ گئی
پھیلا کے ہاتھ لاش سے زینبؑ لپٹ گئی

۱۱

لاشے کی پیشوائی کو سب اہلبیتؑ آئے
سر کو سنبھالے ہاتھوں پہ بیت الشرف میں لائے
امّ البنینؑ زمیں پہ تڑپ کر پکاری ہائے
عباسؑ ہے کہاں اُسے جرّاح کو بلائے
جلد آئے زخمِ سینہ کو مرہم لگانے کو
بولا کوئی حسینؑ گئے ہیں بلانے کو!

۱۴

کھولا حسنؑ نے زخم سر شیر کبریا
جرّاح نے مشاہدہ کرتے ہی رو دیا
جھک کر حسنؑ کے کان میں اظہار کچھ کیا
سنتے ہی مجتبیٰؑ نے کلیجہ پکڑ لیا
وہ آہ کی کہ ہل گئے دل سب کے سینہ میں
تھرا گئی ضریح پیمبرؐ مدینہ میں

۱۳

زینبؑ کے آگے لونڈیوں نے روک دی ردا
جرّاح کو حسینؑ پکارے کہ گھر میں آ!
رونے لگے حسینؑ کی اُلفت پہ مرتضیٰ
پوچھا تو بولے تیری غریبی پہ میں فدا!
جز خنجر دو دم کوئی ہمدم نہ ہووے گا
زخموں کا تیرے بخیہ و مرہم نہ ہووے گا

۱۲

باہر سے آ کے راستے میں شبیرؑ ننگے سر
زینبؑ کو پایا باپ کی بالیں پہ نوحہ گر
بولے کہ جاؤ حجرے میں لے عاشقِ پدر
بابا کا زخم دیکھے گا جرّاح آن کر
وہ بولی ایسے وقت نہ جُدا ہونا چاہیے
مل مل کے اب پدر کے گلے رونا چاہیے

ناگاہ اہلبیتؑ کی بستی اُجڑ گئی
اکیسویں کو دھوم قیامت کی پڑ گئی!
دُنیا کے انتظام کی صورت بگڑ گئی!
غُل پڑ گیا کہ باپ سے زینبؑ بچھڑ گئی
شیعو چلو خوزادیوں کا دم نکلتا ہے
تابوت بادشاہ دو عالم نکلتا ہے

اس زہر میں بجھائی ہے قاتل نے یہ حسام
جسکے نہ ایک زخم سے جانبر ہوں خاص و عام
بخیہ کی یہ جگہ ہے نہ مرہم کا ہے مقام
اب کوئی دن میں قبلۂ حاجات ہیں تمام
اُمت کے دل میں بُغض رسالت پناہ ہے
گھر فاطمہؑ کا رُوز بروز اب تباہ ہے

زینبؑ نے روحِ فاطمہؑ کا واسطہ دیا
بولی کہ بھائی جان بیاں اسنے کیا کیا
پوچھو تو اس طرح کا ہے زخمی کوئی جیا
تجویز کیا ہے بہرِ شہ اوصیا
ٹانکوں کا یہ محل ہے کہ مرہم کا کام ہے
ہے جان کی تو خیر یہ نازک مقام ہے

۶۹

بابا یتیم بچے تمہارے تڑپتے ہیں!
گِر گِر کے بھائی جان ہمارے تڑپتے ہیں
اے لو خدا کے عرش کے تارے تڑپتے ہیں
امّاں کے اور نانا کے پیارے تڑپتے ہیں!
لاشِ علیؑ نے دی یہ صدا شور و شین سے
زینبؑ نہ جُھنیاں حسنؑ اور حسینؑ سے

۷۰

نزدیک تھا زمیں پہ گرے عرش کردگار!
جب اونٹ پر علیؑ کا جنازہ ہوا سوار!
زینبؑ پکاری کیوں مرے بابا ہو زار زار!
کھولو گے آج رو رو کہاں تم پہ میں نثار!
نانا کے پاس آج تمھیں شام ہوئے گی
یاں زینبؑ انتظار میں حضرتؑ کے رو ئے گی

کتاب **علیؑ علیؑ** حصّہ اول حصّہ دوم

مُعلومات کا خزانہ ہے ضرور پڑھیئے

(ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسری مجلس

در بیان شہادت حضرت امام حسن علیہ السلام

قطعہ

نبوّت ان کی امامت انکی ازل کے دن سے ملی جلی ہے
خدا کے اک نور کے دو ٹکڑے کوئی نبیؐ ہے کوئی ولی ہے
نبی نہ ایسا ہوا نہ ہوگا نہ ایسا پایا وصی کسی نے
فلک پہ ذکر علیؑ علیؑ ہے زمیں پہ ذکر علیؑ علیؑ ہے

(سید اولاد حسن ظفر جونپوری مرحوم اعلی اللہ مقامہ)

رُباعیات

(۱)

ان ہی کا عکس ہے تنویرِ مہرِ ضو افگن ان ہی کے حسن سے ہے رنگ و نکہتِ گلشن
ہر ایک غنچہ چٹک کر یہ صدا دیتا ہے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسینؑ و حسنؑ

(احسان امروہوی)

(۲)

اخلاق کی اُجڑی ہوئی بستی دیکھی دُنیا نے اولوالعزم کی ہستی دیکھی
تاریخ کے اوراق پہ ڈالی جو نظر! انسان کی ہر دور میں پستی دیکھی

(احسان امروہوی)

(۳)

باپ کی شمشیر کا ہمسر ہے بیٹے کا قلم بازوئے حیدرؑ کی طاقت خامۂ شبیرؑ میں ہے
فتحِ خیبر میں ہے مضمر مقصدِ صلحِ حسنؑ مقصدِ صلحِ حسنؑ فتحِ درِ خیبر میں ہے

(صابر تھاریانی)

قطعہ

(۴)

عجب کمال کا حامل ہے فاطمہؑ کا پسر نبیؐ کا خلق حسنؑ ہے علیؑ کا فکر و نظر
نبیؐ کی صلح کے مقصد کو زندگی دینے خدا کے فضل سے دُنیا میں آ گئے شبرؑ

سوز

شبرؑ نے مجتبیٰؑ نے قضا کی غضب ہوا شیعوں کے پیشوا نے قضا کی غضب ہوا
مہرو نے مہ لقا نے قضا کی غضب ہوا ہادی نے رہنما نے قضا کی غضب ہوا
جو پوچھتا ہے کہتے ہیں شبرؑ لُٹ گئے
ہے ہے ہم آج اپنے برادر سے چھُٹ گئے

سلام

فضائیں ہونے لگیں صلح کن زمانے کی!

خبر سُنی جو امام حسنؑ کے آنے کی فضائیں ہونے لگیں صلح کن زمانے کی
نہ مٹ سکیں گے دلوں سے نقوشِ صلحِ حسنؑ زمانہ لاکھ کرے کوششیں مٹانے کی!

خدا نے ناز اٹھائے ہیں جس گھرانے کے
ہمارے دل میں ہے عظمت اسی گھرانے کی
یہاں نہ برق کی جھنجھٹ نہ طور کا جھگڑا
یہاں ہے شرط نظر سے نظر ملانے کی
غمِ حسینؑ کچھ اس طرح بھا گیا دل کو
کہ ہم نے چھوڑ دی عادت ہی مسکرانے کی
ہزار برق گریں، لاکھ آندھیاں آئیں
علیؑ کی ذات محافظ ہے آشیانے کی!
علیؑ کی جنگ ہو صلح حسنؑ کہ صبر حسینؑ
یہ ساری سرخیاں ہیں ایک ہی فسانے کی

علیؑ کی چشم عنایت جو ہے نظر ہم پر!
مجال کس کی ہے ہم سے نظر ملانے کی!

(حسین بھائی نظر)

مرثیہ

جس دم حسنؑ کا زہر سے ٹکڑے جگر ہوا

۱
جس دم حسنؑ کا زہر سے ٹکڑے جگر ہوا
سیپارہ دل کا آہوں سے زیر و زبر ہوا
سم کا جو روئے پاک پہ ظاہر اثر ہوا!
حال اس امام پاک کا اس دم دگر ہوا۔
راحت میں فرق اور شکم میں خلل پڑا!
کٹ کر کلیجہ طشت کے اندر نکل پڑا!

زینبؑ نے جلد لاکے رکھا سامنے لگن
ہاتھوں سے دل پکڑ کے جھکے سرورِ زمن!
آئی جو قے تو کان جواہر بنا دہن
الماس ہلکے لعل اگلنے لگے حسنؑ
رنگِ زمردی کا اثر اب عیاں ہوا!
معراج کی حدیث کا مطلب عیاں ہوا

تکیہ لگائے تھے حرم جو ادھر ادھر
بازو کو تھام لیتی تھی کوئی تو کوئی سر
فرمایا لاؤ طشت ۔ ہوا زہر کا اثر
رہ رہ کے کوئی کاٹتا ہے تیغ سے جگر
بڑھتا تھا جبکہ درد جگر میں امام کے
جھکتے تھے بار بار کلیجہ کو تھام کے

دوڑیں جنابِ زینبؑ بیکس برہنہ پا
دیکھا کہ لوٹتے ہیں بچھونے پہ مجتبیٰؑ
بولی یہ سر کو پیٹ کے وہ غم کی مبتلا
ہے ہے بہن نثار ہو بھائیؑ یہ کیا ہوا!
کیا پھر کسی نے زہر دغا سے پلا دیا
کس نے مرے کلیجے پہ خنجر پھرا دیا!

ش

بھیا تمہاری گود میں نکلے گا میرا دم
تم دو گے ہم کو غسل و کفن جب مریں گے ہم
ہوگا تمہارے پاس نہ کوئی بجز الم
قاتل سرہانے ہوئیگا یا خنجر ستم
شبیرؑ تو بعد مرگ بھی راحت سے سوئے گا
لاشہ تمہارا گھوڑوں سے پامال ہوئے گا!

ع

اُسے حسینؑ اتنے ہیں با چشم اشکبار
چلاتے تھے کہ آپ کی غربت کے ہیں نثار!
شبیرؑ گلے کو چوم کے کہتے تھے بار بار
میں تم پہ صدقے اے مرے نانا کے یادگار
مجھ سے زیادہ ظلم و ستم تم پہ ہوئیں گے
ہم قبر میں تمہاری مصیبت پہ روئیں گے

حہ

فرماتے تھے حسنؑ کہ بلاؤ حسینؑ کو ....!
تھا دم سلام پہ حکم کہ بلاؤ حسینؑ کو
بھائی کا حال زار سناؤ حسینؑ کو
ٹکڑے مرے جگر کے دکھاؤ حسینؑ کو
کہدو کہ جلد آئے رحلت کا وقت ہے
سن جائیے کچھ آکے وصیت کا وقت ہے

ش

غسل و کفن امام کو جب دے چکے امام
اور جمع ہو چکے درِ دولت پہ خاص و عام
جس دم اٹھا جنازۂ شہزادۂ انام
کرتے تھے انبیائے اولوالعزم اہتمام
تھے شیثؑ، نوحؑ چاک گریباں کیے ہوئے
الیاسؑ و خضرؑ حال پریشاں کیے ہوئے!

ف

برپا تھا اہلِ بیتِ پیمبرؐ میں شور و شین
بہنیں پچھاڑیں خاک پہ کھاتی تھیں کرکے بین
چھاتی پہ ہاتھ مار کے چلاتے تھے حسینؑ
اب اٹھ گیا زمانے سے ہم بیکسوں کا چین
دل اب ہمارا ٹوٹ گیا وا مصیبتا
باپ آج ہم سے چھوٹ گیا وا مصیبتا

ش

بڑے کٹورہ لے کے حسینؑ فلک جناب
دیکھوں تو بی بی کے ہیں بھی کہ کس طرح ٹپکائے آب
بھائی سے لپٹی دوڑ کے زینبؑ جگر کباب
پکڑا حسنؑ نے دستِ برادر بصد شتاب
جلدی سے پی نہ لیں یہ قلق تھا امام پر
اک ہاتھ تھا کلیجہ پہ اک ہاتھ جام پر!

۱۱

تابوت پر جو تیر لگے آ کے ناگہاں
آمادۂ نبرد ہوئے شاہ انس و جاں!
آئی ندائے غیب کہ یا شاہ دو جہاں
سر پیٹتی ہے فاطمہؑ زہرا بصد فغاں
جنبش میں اس الم سے پیمبرؐ کی قبر ہے
اے شیر حق کے شیر یہ ہنگام صبر ہے

۱۲

واں دی کسی نے زینبؑ بیکس کو یہ خبر
چلتے ہیں تیر ظلم حسنؑ کے جنازہ پر
تیغیں کھینچی ہیں غیظ میں ہیں شاہ بحر و بر
یہ سُن کے پیٹنے لگی ہاتھوں سے اپنا سر
چلائی گھر سے مضطرب الحال جاتی ہوں
قبر نبیؐ پہ کھولے ہوئے بال جاتی ہوں

۱۳

زخمی نہ ہو کہیں پسرِ مصطفیٰ اللہ!
ہم بیکسوں کا اب وہی وارث وہی ہے شاہ
اک بھائی کو تو قتل کیا دشمنوں نے آہ!
کچھ اُن پہ بن گئی تو یہ گھر ہو گیا تباہ
اب تو حسنؑ سے تا بہ قیامت جدائی ہے
ہے ہے یہی جہاں میں مرا ایک بھائی ہے

۴۳

…کریاں یہ کرتی تھی ہاں زینبؑ حزیں
واں لے گئے بقیع میں تابوت شاہِ دیں
مہرِ سپہرِ دیں ہوا پنہاں تہِ زمیں
گر دیا لپٹ کے قبر سے زہراؑ کا نازنیں
محشر بپا تھا نالہ و فریاد و آہ سے
ہفتاد تیر نکلے تھے تابوتِ شاہ سے

قطعہ

یہ گلستانِ پیمبری میں علیؑ مثالِ اک کلی ہے
کھلیں گے پھول اس کلی سے گیارہ ازل سے اسکی خبر ملی ہے
وہ کون دوشِ نبیؐ پہ دیکھو قدم رکھے مسکرا رہا ہے
ابھر کے مُہرِ رسولؐ بولی علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے

(سیّد اولادحسن ظفر جونپوری مرحوم اعلی اللہ مقامہٗ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

چھٹی مجلس در بیان شہادت حضرت امام حسینؑ عمل

یعنی حضرت امام عالی مقام

ڈوبے نہ جو کبھی وہ ستارہ حسینؑ ہے!

رباعیات

(۱)

رتبۂ دینِ محمدؐ کو بڑھایا تو نے — عشق کو بامِ ترقی پہ چڑھایا تو نے
زیرِ شمشیر ادا کر کے نمازِ خالق — کلمۂ حق کا زمانے کو پڑھایا تو نے

(۲)

ذالحجہ میں اشکوں کی روانی ہے ضرور — ہر مرثیہ گو کو نکتہ دانی ہے ضرور
حقا کہ وہ ہے پیشِ رو فوجِ حسینؑ — حالِ مسلمؑ پہ خون فشانی ہے ضرور

(۳)

کیا ایلچیٔ شاہ کی مہمانی کی — کھانا تو کہاں بوند نہ دی پانی کی
ہے ختم نیا عید سے اک دن آگے — مسلم کی ستمگاروں نے قربانی کی

سوز

مسلم سا بھی مظلوم زمانہ میں نہ ہوگا — دشمن تو ہزاروں تھے وہ بیکس تنہا
دم لیں کہیں اتنا نہ روا دار کوئی تھا — کچھ امن کی صورت نظر آتی تھی نہ اصلا
اس پر بھی نہ رنج تھا اپنا نہ الم تھا
کوفے میں چلے آویں نہ شبیرؑ یہ غم تھا

(۲)

قتل جب مسلمؑ ہوا کوفہ میں! — خوں مدینہ کے مسافر کا بہا کوفہ میں
اس کے بیٹوں کا نشاں جب نہ ملا کوفہ میں — حکم یہ حاکم کوفہ نے دیا کوفہ میں
ڈھونڈھو جس جا ہوں چھپے نورِ نظر مسلمؑ کے
شہر سے بھاگ گئے پائیں نہ پسر مسلمؑ کے

(سوز ۲)

جھکے وہ عشق کے سجدے میں مسلمؑ دیندار — چلا وہ حلق کے بوسے کو خنجر خونخوار
پڑی وہ کوفے میں تمہید کربلا اک بار — اٹھے بتولؑ کے نوحے سے وہ در و دیوار
تڑپ رہا ہے تن پاش پاش ہائے غضب!
زمیں پہ پھینک دی کوٹھے سے لاش ہائے غضب

سلام

اک ابتدائے شہادت کا باب ہیں مسلمؑ !!!

از اعجاز امام مرحوم

اک ابتدائے شہادت کا باب ہیں مسلمؑ — اصول فتح کی کامل کتاب ہیں مسلمؑ
ہراول سپہ بو تراب ہیں مسلم — سفیر جان رسالت مآبؐ ہیں مسلمؑ
در فتوح اگر بند ہوں خدا نخواستہ — تو ہم کو فکر ہے کیا فتح باب ہیں مسلمؑ
مجسمہ ہیں شجاعت کا صبر کی تصویر — کبھی حسینؑ کبھی بو تراب ہیں مسلمؑ!
کتاب دین شہادت ہے رزم کرب و بلا — اور اس کتاب میں پہلا ہی باب ہیں مسلمؑ
جو منتخب ہیں ہزاروں میں فرد لاکھوں میں — حسینؑ کا وہ حسین انتخاب ہیں مسلمؑ
لہو سے اپنے کیا سرخرو شہادت کو — تصورات عمل کا شباب ہیں مسلمؑ
جو انقلاب شریعت میں ہونے والا تھا — اس انقلاب کا اک انقلاب ہیں مسلمؑ
نبیؐ کے لال کا اک معجزہ ہے یہ اعجاز
دم جہاد کرامت مآب ہیں مسلمؑ!

● برائے ایصال ثواب والدۂ محترمہ مرحومہ جناب محمد وصی خانصاحب مرتب بیاض تسکین زینبؑ جملہ مومنین و مومنات سے ایک سورۂ فاتحہ کی التجا ہے کیونکہ مرحومہ نے شہدائے کربلا کے غم میں صف ماتم بچھا کر جناب فاطمۃ الزہراؑ کو پرسا دینا اپنی زندگی کا مقصد اولین سمجھا تھا۔ — (ناشر)

مرثیہ

"ایذائے سفر مسلمؑ ناشاد سے پوچھو!"

۱

انساں کے لئے موت ہے غم بے وطنی کا
جانکاہ ہے، اندوہ والم بے وطنی کا!
صدمہ نہیں کچھ موت سے کم بے وطنی کا
آفت ہے قیامت ہے ستم بے وطنی کا
کانٹوں کے الم سیّد سجّاد سے پوچھو
ایذائے سفر مسلمؑ ناشاد سے پوچھو

۲

کی منت دعا کوفیوں نے گھر میں بلا کے
سب پھر گئے جن لوگوں کے دعوے تھے وفا کے
لاکھوں ہیں عدو جائیں کدھر جان بچا کے
غربت میں گرفتار ہوئے کوفے میں آ کے
یاور نہیں ہمدم نہیں غم خوار نہیں ہے
نرغے میں ہیں اور کوئی مددگار نہیں ہے

۵۱

دشمن تو کئی سو تھے یہ بے یار و مددگار!
برچھی کبھی پڑتی تھی کبھی پڑتی تھی تلوار
اندوہ پہ اندوہ تھے آزار پہ آزار!
کس یاس سے اک ایک کا منھ تکتے تھے ہر بار
باندھو کو ستمگار جو باندھے تھے رسن سے
فوارہ خوں چھٹتا تھا ہر زخم بدن سے

۵۲

کب چھٹنے تھے بیکس کا سخن ظلم کے بانی
تھے قتل کی تدبیر میں وہ دشمن جانی!
لے آئی ضعیفہ وہیں اک جام میں پانی
قسمت نے مگر بجھنے نہ دی تشنہ دہانی
سوکھی ہوئی تھی گل سی زباں خشک گلو تھا
اس پانی کو منھ سے جو لگایا تو لہو تھا

۵۳

یہ کہتے تھے مسلمؑ کے لعینوں نے قضا را
اک سنگ ستم اس لب مجروح پہ مارا
ریش اور گریباں میں لہو بھر گیا سارا
جب حال یہ پہنچا تو کہاں جنگ کا یارا
اعدا سے کہا دل میں ذرا رحم کو جا دو
غش آتا ہے پانی مجھے تھوڑا سا پلا دو

زہراؑ نے کئی بار تڑپ کر یہ پکارا!
کیا دل تھا کہ مطلق نہ ڈرا وہ ستم آرا
ظالم نے کئی ضرب میں سر تن سے اُتارا
پھٹتا ہے جگر اب نہیں گویائی کا یارا
لکھا ہے چلا سکے جو قاتل سرِ مسلمؑ!
کوٹھے کے تلے پھینک دیا پیکرِ مسلمؑ

میرے لئے کم حشر کے دن سے یہ نہیں دن
تُربت سے میں نکلی ہوں لئے لاشۂ محسنؑ
مظلوم کو تو قتل تو کرتا ہے ولیکن
بن باپ کے ہو جائیں گے بچے کئی کم سن
خوں مرے سینہ نے چھوڑدے آوارہ وطن کو
کر رانڈ نہ عباس دلاور کی بہن کو!

فرما کے یہ گردن طرف قبلہ جھکائی
شمشیر جفا کار نے چمکا کے اُٹھائی
آواز یہ مخدومۂ کونین کی آئی!
مرتا ہے مرا دل مرے بچہ کی دُہائی
اس ظلم سے باز آ جو خدا کا تجھے ڈر ہے
ظالم سرِ مسلمؑ پہ مرا ہاتھ سپر ہے

۹

مسلمؑ تیری شرمندۂ احساں ہوئی زہراؑ
مسلمؑ تیری اس لاش کے قرباں ہوئی زہراؑ
مسلمؑ ترے مر جانے سے نالاں ہوئی زہراؑ
ماتم میں ترے چاک گریباں ہوئی زہراؑ
غمگیں ہوں دل افگار ہوں مجروح جگر ہوں
تو بے کفن و گور ہے میں بھی کھلے سر ہوں!

۱۰

دربار میں لائے سرِ مسلمؑ کو جو ناری
آلودۂ خوں چاند سی تصویر تھی ساری
اس وقت تو حاکم کے بھی آنسو ہوئے جاری
حضّار میں رونے کا ہوا غُل باری
حیرت ہوئی ظالم کو جو لوگوں کی فغاں پر
بھیجا طرفِ شام وہ سر رکھ کے سناں پر

۱۱

بیکس کی وصیت بھی بجا لائے نہ گمراہ
فرما گئے تھے دفن مجھے کیجیو للّٰہ!
سو اُس کے عوض لاشہ کو تشہیر کیا آہ
لٹکا دیا پھر لا کے درِ قلعہ پہ ناگاہ
صدمے جو سہے الفتِ شاہِ مدنی میں
سیدؑ کو یہ معراج ہوئی بے وطنی میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پانچویں مجلس

در بیان

شہادت صاحبزادگان حضرت مسلمؑ بن عقیل

سفیر امام عالی مقامؑ

مت بھولنا یہ بات مری پیاس کی قسم
ورنہ نہ دو دودھ بخشوں گی عباسؑ کی قسم

رُباعیات

(۱)

آیات سے قرآن کے پارے چمکے   یا بخشش امت کے سہارے چمکے
بکھرے جو شہ کے غم میں حقیقی آنسو!   میں سمجھا کہ دامن پہ ستارے چمکے

(۲)

جلاد تجھے مسلم کے پسر قتل نہ کر   مظلوم ہیں اور بے پدر قتل نہ کر
ہم بے وطنوں پہ رحم کر اے حارث   للہ ہمیں بیچ لے پر قتل نہ کر

سوز

(۱)

پوچھو رسول پاک سے توقیر میکدہ   کی حضرت خلیل نے تعمیر میکدہ
دست خدا سے پھر ہوئی تطہیر میکدہ   ساقی علیؑ ہیں شاہِ رسلؐ میر میکدہ

چودہ طبق میں بس یہی میخانہ ایک ہے
چودہ پلانے والے ہیں پیمانہ ایک ہے

(۲)

وطن سے چھٹ کے کوئی خستہ جاں شہید ہو   کوئی مسافر بے خانماں شہید نہ ہو
کسی کے گھر پہ کوئی میہماں شہید ہو   شہید ہو تو وہ تشنہ دہاں شہید نہ ہو

سفر میں موت کا آنا بڑی مصیبت ہے
جو لاش دفن نہ ہو اور بھی قیامت ہے

(۳)

جب قتل ہوئے ایلچی سید والا!   بچوں پہ عجب حادثہ تقدیر نے ڈالا

کوئی نہ یتیموں کا رہا پوچھنے والا   تھے ننھے سے سینوں میں کلیجے تہ و بالا
گیسو تھی پریشاں تھے کرتے بھی پھٹے تھے
خورشید سے منہ گردِ یتیمی سے اَٹے تھے

سلام / نوحہ

حارث نہ جفا کر، حارث نہ جفا کر!

(۱)

مسلمؑ کے جگر بند یہی کہتے تھے رو کر   مت مار ہمیں بیچ لے بازار میں چلکر
گر مال کا طالب ہے تو چل سوئے مدینہ   خوش ہوں گے علیؑ فاطمہؑ زہراؑ و پیمبرؐ
حارث نہ جفا کر، حارث نہ جفا کر!

(۲)

عمو مرے شبیرؑ تجھے مال بھی دینگے   احسان ترا مانیں گے عباسؑ دلاور
دنیا بھی ملے گی سب تجھے عقبیٰ بھی یقیں جان   اور حلۂ جنت بھی تجھے دیں گے پیمبرؐ
حارث نہ جفا کر، حارث نہ جفا کر!

(۳)

واللہ سفارش تری زہرا سے کریں گے   اور اس کے سوا دیں گی زر و مال بھی مادر
دریا کے کنارے کیا ہے بے کفن بے جان!   کہتے رہے اے برق یہی دونوں برادر
حارث نہ جفا کر، حارث نہ جفا کر!

حقیقتِ اہلبیتؑ

سورج غروب ہو گیا پھر روشنی رہی
انوارِ آفتابِ رسالتؐ ہیں اہلبیتؑ
(نجم جونپوری)

مرثیہ

پردیس میں مسلم کے یتیموں پہ جفا ہے

پردیس میں مسلم کے یتیموں پہ جفا ہے
درپے ہے پئے قتل عدو بیکے چلا ہے
چھوٹا تو بڑے بھائی کا منہ دیکھ رہا ہے
زورا اُس کا مدد کا نہیں مشغول بکا ہے
بے رحم کے قابو میں ہیں دونا زو لا پالے
ہر سو نگراں ہیں کہ کوئی آکے بچالے

چھوٹے کو بڑا بھائی ہے بڑھ بڑھ کے بچاتا
ہر بار ہے مصحف کی طرح بیچ میں آتا
رو دیتا ہے کچھ کہنے کا مقدور نہیں پاتا
بے ساختہ اک بات زباں پہ ہے یہ لاتا
سن حال غریبوں کا خدا کے لئے دم لے
اب ہم ترے گھر میں کبھی آئیں تو قسم ہے

۵۱

وہ بولا سُن ان دونوں کے لیجائیں گے جب ہم
دے گا دو ہزار ابن زیاد اُس گھڑی درہم
وہ بولی اگر طالب دولت ہے تو اُ ظالم
لے فاطمہؑ کے نام پہ بِکتی ہوں اِس دم!
اِس دولت کم کے لئے پھرتا ہے خدا سے
درہم دو ہزار اور یہ حیدرؑ کے نواسے

۵۲

سُنتا نہ تھا مظلوموں کی اک بات ستمگر
دیتے تھے ندا زوجۂ حارث کو یہ بڑھکر
یہ جانتے تو ہم کبھی آتے نہ ترے گھر
مہمانوں کو اپنے تو بچاتی نہیں مادر!
چھُڑوا دے کہ پکڑے ہوئے زلفوں کو عدو ہے
امّاں نہیں بابا نہیں جو کچھ ہے سو تو ہے

۵۳

بچّو گھر میں ترے چین نہیں پایا ہے اب
توڑا ہے فقط پانی سے فاقہ کئی دن کا!
خود آئے نہیں ہیں تری زوجہ نے لٹایا
حجرے میں نمازیں ہیں پڑھیں اور دیا کیا
ہم بچے ہیں تو اپنی بزرگی پر عمل کر
تقصیر جو کچھ ہم سے ہوئی اُس سے بحل کر!

۵۸

وہ بولا نبیؐ پر سے فدا ہوں بدل و جاں
چپکے سے کہا دونوں نے اب ہم ہوئے حیراں
عترت کا تو قاتل ہے نبیؐ پر سے ہے قرباں
وہ بولا پیمبرؐ کے عزیزوں میں ہو تم جاں
تقصیر ہوئی تو یہ پہلے نہ سنا تھا
حارث کا بُرا ہو مجھے واقف نہ کیا تھا

۵۹

تلوار کو جھکا کے بیٹھا وہ حبشی آہ
یہ تیغ تلے سر کو جھکا کر ہوئے ہمراہ
لکھا ہے کہ تھا وہ حبشی مردِ حق آگاہ
رستے میں خطاب اس سے کیا دونوں نے ناگاہ
ہمشکل بلالؓ شہ لولاک کا تو ہے
سچ کہہ کہ پیمبرؐ کا محب ہے کہ عدو ہے

۶۰

ظالم نے ہاتھ تیغ کیا زوجہ کو اس آن!
یا فاطمہؑ کہکے ہوئی زہراؑ پہ وہ قرباں
در پہ یہ عدو لایا انھیں پکڑے گریباں
دی تیغ غلام حبشی کو وہاں عریاں
غصے سے کہا دونوں کو انگلی سے دکھا کر
ہاں کاٹ لے سر ان کے کنارے پہ تو جا کر!

۹

پھر غصے سے حارث کی طرف پھینکدی تلوار
بے وار لگائے ہی وہ دریا کے ہوا پار
حارث نے کہا ہو گیا آقا سے تو بیزار
وہ بولا خدا سے تو نہیں پھر گیا زنہار
کیا حکم خدا سے بھی ترا حکم سوا ہے
میں تجھ سے پھرا ہوں کہ خدا تجھ سے پھرا ہے

۱۰

فرزند کو دی حارث ملعون نے تلوار
اور بولا کہ سر کاٹ دے ان دونوں کے اکبار
وہ بولا کہ مجھ سے تو نہیں ہوئے گا زنہار
یہ تو ہی ہے بدبخت سیہ رُو و جفا کار
حارث تو پدر کس کا شقی ازلی ہے
ماں فاطمہؑ ہے مومنوں کی باپ علیؑ ہے

۱۱

تو کور ہے ظالم نظر آئے تجھے کیونکر
لے دیکھ نبیؐ روتے ہیں دریا پہ کھلے سر
یہ سن کے اُٹھا حارث ملعون و ستمگر
ظالم نے کہا مجھکو نہیں خوف پیمبرؐ
اک تیغ تلے دونوں برادر کو بٹھا کر
سر کاٹا بڑے بھائی کا چھوٹے کو دکھا کر!

۱۵

ناگاہ غضب وطیش سے حارث یہ پکارا
بس لوٹ چکے اُٹھو کہ سر کاٹوں تمہارا
اُٹھ بیٹھا کہا جلد گلا کاٹ ہمارا
سر کاٹ کے دریا میں جو تن ڈال قضا را!
مردے نے کہا پورے ہوئے دل کے ارادے
اے ہجر مجھے بھائی کے لاشے سے ملا دے

۱۶

وہ بولا کہ ہو شوق سے غلطاں مجھے کیا ڈر
بھائی کے لہو میں لگا لوٹنے گر کر!
کہتا تھا بڑے بھائی کہاں ڈھونڈھے برادر
تم تو ابھی بیٹھے ہوئے تھے میرے برابر
کس نے بھی نصیب ایسے اُلٹتے ہوئے دیکھا
بھائی نے گلا بھائی کا کٹتے ہوئے دیکھا

۱۷

سر پاس رکھا لاش کو دریا میں بہایا!
بھائی کے گلے کا جو لہو خاک پہ پایا!
اُلفت سے برادر کا لہو جوش میں آیا!
تب جوڑ کے ہاتھ اپنے یہ قاتل کو سنایا
پونچھوں یہ لہو کرتے سے تلوار جھکا دے
لوٹوں بڑے بھائی کے لہو میں جو رہنے دے

۵۷

وہ لاشہ بھی تھا منتظر اے شہ بحر و بر!
نے غرق ہوا تھا نہ بہا تھا تن بے سر
اللہ کی قدرت سے وہ تھا پانی کے اوپر
اور ہائے اخی کہتا تھا ہر بار تڑپ کر!
بہہ کر جو کنارے سے یہ نزدیک کفن آیا
پھیلائے ہوئے ہاتھوں کو اس کا بدن آیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چھٹی مجلس
در بیان رویت ہلال و استقبال ماہ عزا

قسم خدا کی بڑا نیک کام کرتے ہیں
غم حسینؑ کا جو اہتمام کرتے ہیں!

قطعات

(۱)

کونین یہ روشن ہے کمالِ حیدرؑ — ہے کون شجاعت میں مثالِ حیدرؑ
اک انگلی سے چاہیں تو الٹ دیں کونین — خالق کا جلال ہے جلالِ حیدرؑ

(۲)

مومنو یہ مقام زاری ہے — رو واب وقت اشکباری ہے
فاطمہؑ آچکی ہیں مجلس میں — اب کہو کس کی انتظاری ہے

(۳)

پھر چاند محرم کا نظر آیا ہے — پھر جوش پہ ابرِ چشم تر آیا ہے
کیا خوب نصیب ہیں عزاداروں کے — فرزندِ رسولؐ ان کے گھر آیا ہے

سوز

(۱)

نعمت ہے مومنوں کے لئے مجلسِ عزا — نوحہ کہیں ہے اور کہیں ہوتا ہے مرثیہ
سن سن کے حالِ قتلِ شہِ مشرقین کا — ہوتا ہے شور واحسناوا حسین کا
دلِ ٹکڑے ہوتے ہیں شہِ بیکس کے نام سے
روتے ہیں سب لپٹ کے ضریحِ امام سے

(۲)

اے اہلِ عزا پھر الم و غم کے دن آئے — پھر تعزیہ و شیون و ماتم کے دن آئے
پھر بیکسیِ شاہِ دوعالم کے دن آئے — پھر آئی قیامت کہ محرم کے دن آئے
پھر جن و بشر محو ہوئے آہ و بکا میں
پھر فاطمہؑ بیتاب ہیں پیاروں کی عزا میں

سلام

"ہلالِ محرم نشانِ عزا ہے"

ہلالِ محرم نشانِ عزا ہے — جدھر دیکھئے ایک محشر بپا ہے
شہِ دیں کو اصحاب ایسے ملے ہیں — کہ جنکی وفا پر وفا خود فدا ہے
شبیہِ پیمبرؐ کی آمد سے رن میں — زمیں تا فلک شور صلِّ علیٰ ہے
کہوں کیا میں فوجِ حسینیؑ کی شوکت — ہزاروں سے ایک ایک تنہا لڑا ہے
نبیؐ کے نواسہ کا ماتم ہے گھر گھر! — اسی غم میں مصروف چھوٹا بڑا ہے
ہر اک دل پہ غم کی گھٹا چھا گئی ہے — سیہ پوش ہر مومنِ با صفا ہے
یہی وہ مہینہ ہے جسکی دہم کو — بھرا گھر رسولؐ خدا کا لٹا ہے
یہ ہے مختصر کہ بلا کی حقیقت — مدینہ اجڑ کر یہ جنگل بسا ہے

نہ اکبرؑ رہے اب نہ اصغرؑ رہے اب
بس اب تیغ ہے اور شہ کا گلا ہے

عظمت جہاں بیگم میرٹھی

امام بارگاہ سرکار حسینؑ پاکستان کوارٹرز نشتر روڈ کراچی کا میں شکر گزار ہوں جنھوں نے ہماری کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں بھرپور مدد فرمائی۔ اور اپنی قیمتی کتابوں سے وقتاً فوقتاً نوازا۔ خدا اُن کو خوش رکھے اور اُن کے گھر میں خوشحالی کا دور دورہ رہے

آمین ۔ وصی خان

مرثیہ

"آج حضرتؐ کے نواسے سے وطن چھٹتا ہے"

١

گھر سے جب بہرِ سفر سیدِ عالم نکلے
سر جھکائے ہوئے با دیدۂ پُرنم نکلے
خویش و فرزند کمر باندھ کے باہم نکلے
مُڑ کے فرمایا کہ اس شہر سے اب ہم نکلے
رات سے گریۂ زہرا کی صدا آتی ہے
دیکھیں قسمت ہمیں کس دشت میں لے جاتی ہے

٢

رُخ کیا شہ نے سوئے قبرِ شہنشاہِ انام
بہرِ تسلیم جھُکے متصل بابِ سلام
اذن پڑھ کر جو گئے قبر کے نزدیک امام
عرض کی آیا ہے آج آخری رخصت کو غلام
یہ مکاں ہم سے اب اے شاہِ زمن چھٹتا ہے
آج حضرتؐ کے نواسے سے وطن چھٹتا ہے

ش۵

یہ بیاں کر کے جو تعویذ سے لپٹے سرور
یوں ہلی قبر کہ تھرّائی ضریح انور
آئی تربت سے یہ آواز حبیب داور
تیری غربت کے ہیں صدقے میرے مظلوم پسر
کوئی سمجھا نہ مری گود کا پالا تجھ کو
ہائے اعدا نے مدینہ سے نکالا تجھ کو

ش۶

اب مرے سر کے لئے تیز ہوئے ہیں خنجر
اہل کیں شر پہ کمر باندھے ہیں یا خیر بشر
آپ نے دی تھی اسی روز کی اماں کو خبر
والدہ روئی تھیں دو روز تلک پیٹ کے سر
اس نواسے کو مگر بھول نہ جانا حضرت
ذبح کے وقت مدد کرنے کو آنا حضرت

ش۳

چین سے سب ہیں گھروں میں مجھے ملتا نہیں چین
سخت آفت میں ہے اب آپ کا یہ نور العین
ٹکڑے دل ہوتا ہے جب دیکھ کے حرم کرتے ہیں بین
ننھے بچوں کو بھلا کے کدہر جائے حسین
شہر میں چین نہ جنگل میں اماں ملتی ہے
دیکھئے قبر مسافر کو کہاں ملتی ہے

ماں کی تُربت پہ گئے شاہ بچشمِ خونبار
آئی محمل سے بصد آہ و فغاں زینبؑ زار
دوڑ کر قبر سے لپٹے جو امام ابرار
ہاتھ زہراؑ کے لحد سے نکل آئے ایکبار
آئی آواز نہ رو دل کو قلق ہوتا ہے
قبر ہلتی ہے کلیجہ مرا شق ہوتا ہے!

سُن کے یہ شہ نے کیا آخری رخصت کا سلام
نکلے روتے ہوئے جب روضۂ انور سے امام
شہ سے اُس دم کیا رو رو کے زینبؑ نے کلام
قبر پہ ماں کی مجھے لے چلو یا شاہِ انام!
لوگ ہمراہ ہیں محمل میں کیوں کر روؤں
ماں کی تربت سے پھر اک بار لپٹ کر روؤں

کئی دن سے تری مادر کو نہیں قبر میں چین
آئی تھی شب کو مرے پاس یہ کرتی ہوئی بین
گھر مرا لُٹتا ہے فریاد رسول الثقلین
صبح کو اپنا وطن چھوڑ کے جاتا ہے حسینؑ
کہنے آئی ہوں کہ منھ قبر سے موڑونگی میں
اپنے بچے کو اکیلا نہ چھوڑونگی میں

۱۱

آکے عباسؑ نے سر رکھ دیا پایئن مزار
آئی زہراؑ کی صدا میں تری غربت کے نثار
اپنے پیاروں کے برابر میں تجھے کرتی ہوں پیار
دھیان بھائی کی حفاظت کا رہے اے دلدار
کوئی غربت میں اسے مار نہ ڈالے بیٹا
میرا شبیرؑ ہے اب تیرے حوالے بیٹا

۱۰

ہاں بلاؤ مرا عباسؑ دلاور ہے کدھر
وہ فدا ہے مرے بچے پہ میں صدقے اس پر
شکم غیر سے گو ہے پہ وہ میرا ہے پسر
یہ صدا سن کے برادر کو پکارے سرورؑ
ابھی رہوار کو آگے نہ بڑھاؤ بھائیؑ
یاد فرماتی ہیں اماں ادھر آؤ بھائیؑ

۹

تھی عجب طرح کی اس وقت قیامت برپا
گردن شاہ میں تھے دست جناب زہراؑ
اور بصد درد یہی قبر سے آتی تھی صدا
اے مرے بیکس و مظلوم یہ ماں تجھ پہ فدا
تڑپے صدمے سے نہ کیوں روح ہماری بیٹا
چھوڑتے ہو مری تربت کو میں واری بیٹا

مرثیہ

جب قصد کیا شاہ نے کوفہ کا وطن سے

۱

جب قصد کیا شاہ نے کوفہ کا وطن سے
غل تھا کہ رواں باد بہاری ہے چمن سے
رو کر کہا بانوؑ نے یہ تب شاہ زمن سے
اے کاش نکل جاتی مری رُوح بدن سے
بیماری میں منہ بیٹی سے موڑا نہیں جاتا
اس حال سے صغراؑ کو تو چھوڑا نہیں جاتا!

۲

سُن کر یہ سخن شاہ کے آنسو نکل آئے
بیمار کے نزدیک گئے سر کو جھکائے
منہ دیکھ کے بانو کا سخن لب پہ یہ لائے
کیا ضعف و نقاہت ہے خدا اس کو بچائے
جس صاحبِ آزار کا یہ حال ہو گھر میں
دانستہ میں کیونکر اسے لے جاؤں سفر میں

شبیرؑ کا منہ تکنے لگی بانوئے مغموم !
صغراؑ کے لئے رونے لگیں زینبؑ و کلثومؑ
بیٹی سے یہ فرمانے لگے سیدِ مظلوم
پردہ رہا اب کیا تمہیں خود ہو گیا معلوم
تم چھٹتی ہو اسی واسطے سب روتے ہیں صغراؑ
ہم آج سے آوارہ وطن ہوتے ہیں صغراؑ

یہ گھر کا سب اسباب گیا کس لئے باہر
نے فرش ہے نے مسندِ فرزندِ پیمبرؐ
دالان سے کیا ہو گیا گہوارۂ اصغرؑ
اجڑا ہوا لوگو نظر آتا ہے مجھے گھر
کچھ منہ سے تو بولو مرا دم گھٹتا ہے اماں
کیا سبطِ پیمبرؐ سے وطن چھٹتا ہے اماں

بانوؑ نے کہا ہاں قہر ہی آئے ہیں مری جان
جو کہنا ہے کہہ لو کہ یہاں اور ہیں سامان
دیکھو تو ادھر روتی ہیں بی بی شہ ذیشان
صغراؑ نے کہا انکی محبت کے ہیں قرباں !
وہ کونسا ساماں ہے جو یوں روتے ہیں بابا
کھل کر کہو مجھ سے کہ جدا ہوتے ہیں بابا

منہ تکنے لگی ماں کا وہ بیمار بصد غم
چتون سے عیاں تھا کہ چلیں آپ ہوئے ہم
ماں کہتی تھی مختار ہیں بی بی شہ عالم
میرے تو کلیجے پہ چھری چلتی ہے اس دم
وہ درد ہے جس درد کا چارہ نہیں صغرا
تقدیر سے کچھ زور ہمارا نہیں صغرا

شہ بولے کہ واقف ہے مرے حال سے اللہ
میں کہہ نہیں سکتا مجھے درپیش ہے جو راہ
کھل جائے گا اس راز سے گو تم نہیں آگاہ
ایسا بھی کوئی ہے جسے بیٹی کی نہ ہو چاہ
ناچاری پہ فرقت کا الم سہتا ہوں صغرا
ہے مصلحت حق یہی جو میں کہتا ہوں صغرا

صغرا نے کہا کھانے سے خود ہے مجھے انکار
پانی جو کہیں راہ میں مانگوں تو گنہگار
کچھ دھوپ کا شکوہ میں نہیں کرنے کی زنہار
کافی ہے مجھے آپ کا بس شربت دیدار
گرمی میں بھی راحت سے گزر جائے گی بابا
آئے گا پسینہ تو اتر جائے گی بابا

۹

صغراؑ نے کہا کوئی کسی کا نہیں زنہار
سب کی یہی مرضی ہے کہ مر جائے یہ بیمار
اللہ نہ وہ آنکھ کسی کی ہے نہ وہ پیار
اک ہم ہیں کہ سب پر ہیں فدا سب کے ہیں غمخوار
بیزار ہیں سب کوئی بھی شفقت نہیں کرتا
سچ ہے کوئی مُردے سے محبت نہیں کرتا

۱۰

کس سے کہوں اس درد کو بیکس و رنجور
بہنیں بھی الگ مجھ سے ہیں اور بھائی بھی ہیں دور
اماں کا سخن یہ ہے کہ بیٹی میں ہوں مجبور!
ٹھہرائیے بیمار کسی کو نہیں منظور
بیزار ہیں سب کوئی بھی شفقت نہیں کرتا
سچ ہے کوئی مُردے سے محبت نہیں کرتا

۱۱

بانوؑ کو اشارہ کیا حضرتؑ نے کہ آؤ
اکبرؑ کو بلاؤ علیؑ اصغرؑ کو بھی لاؤ!
آئے علی اکبرؑ تو کہا شہؑ نے کہ جاؤ
روٹھی ہے بہن تم سے گلے اس کو لگاؤ
چلتے ہوئے جی بھر کے ذرا پیار تو کر لو
لینے انھیں کب آؤ گے اقرار تو کر لو

۱۲

رخساروں پہ سبزے کے نکلنے کے ہیں صدقے
تلوار لئے شان سے چلنے کے ہیں صدقے
افسوس ہے ان ہاتھوں کے ملنے کے ہیں صدقے
کیوں روتے ہو اشک آنکھوں سے ڈھلنے کے ہیں صدقے
جلد آن کے بھینا کی خبر لیجیو بھائی
بے میرے کہیں بیاہ نہ کر لیجیو بھائی

۱۳

مرنا تو مقدم ہے غم اس کا نہیں زنہار
دھڑکا ہے کہ جب ہوں گے عیاں موت کے آثار
قبلہ کی طرف کون کرے گا رخ بیمار
یٰسین بھی پڑھنے کو نہ ہوگا کوئی غمخوار
سانس اکھڑے گی جس وقت تو فریاد کروں گی
میں ہچکیاں لے لے کے تمہیں یاد کروں گی

۱۴

اس آن کے اکبرؑ نے جو کی پیار سے تقریر
کیوں مجھ سے خفا ہو گئیں صغراؑ مری تقصیر
چلانے لگی چھاتی پہ منہ رکھ کے وہ دلگیر
محبوب برادر ترے قربان یہ ہمشیر
صدقے ترے سر پر سے اتارے مجھے کوئی
بل کھائی ہوئی زلفوں پہ وارے مجھے کوئی

میں صدقے گئی اب نہ کرو گریہ وزاری
اصغرؑ مرا روتا ہے صدا سن کے تمہاری
وہ کانپتے ہاتھوں کو اٹھا کر یہ پکاری
آ اے مرے ننھے سے مسافر ترے واری
چھٹتی ہے یہ بیمار بہن جان سے گئے تم
اصغرؑ مری آواز کو پہچان گئے تم

ماں بولی یہ کہتی ہے صغراؑ ترے قرباں
گھبرا کے نکل جائیگی اب تن سے مری جان
بیکس مری بچی ترا اللہ نگہبان!
صحت ہو تجھے میری دعا ہے یہی ہر آن
کیا بھائیؑ جدا بہنوں سے ہوتے نہیں بی بی
کنبے کے لئے جان کو کھوتے نہیں بی بی

لکھنا مجھے نسبت کا تمھاری جو ہو ساماں
حقدار ہوں میں نیگ کی میرا بھی ہے دھیان
اور مر گئی میں تو رہا دل ہی میں ارماں
لے آنا دلہن کو مری تربت پہ میں قرباں
خوشنود مری روح کو کر دیجیو بھائیؑ
حق نیگ کا تم قبر پہ رکھ دیجیو بھائیؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ساتویں مجلس

در حال بیان

تعزیہ داری حضرت بی بی فاطمہؑ زہرا در مدینہ

یا حسینؑ

یا حسینؑ

رُباعیات

(۱)

ہر جادۂ اُلفت کے طلبگار رہیں ہم — شبیرؑ بہر طور وفادار رہیں ہم!
آنکھوں میں ہیں آنسو تو محبت دل میں — ہندو ہیں مگر تیرے عزادار ہیں ہم

(۲)

صغرا نے کہا تپ کی ہے شدّت مجھ کو — پیغام اجل ہے شہ کی فرقت مجھ کو
ہوتا ہے جدا مجھ سے مسیحا میرا — لو صاجو! اب ہو چکی صحت مجھ کو

قطعہ

(۱)

کربلا دیکھی ہے یا عرش معلّٰی دیکھا — کیا کہیں، دیکھنے والے نے ہے کیا کیا دیکھا
ہاتھ کو مس جو کیا، روضۂ شبیر کے ساتھ — ہاتھ پھر اپنا جو دیکھا ید بیضا دیکھا

(۲)

جو کاروانِ عزم کا رہبر تھا وہ حسینؑ — خود اپنے خون کا جو شناور تھا وہ حسینؑ
ایک دینِ تازہ کا جو پیمبر تھا وہ حسینؑ — جو کربلا کا داورِ محشر تھا وہ حسینؑ
جس کا نظریہ شیوۂ حق کا مدار تھا
جو رُوحِ انقلاب کا پروردگار تھا

سوز

لے کے خط کو یہ نامہ بر نے کہا — کچھ زبانی کہو گی اے صغرا
بولی چپکے سے وہ کہوں میں کیا — خط میں سب حال لکھ دیا اپنا
ناتوانی ایسی ناتوانی ہے!
بات کرنا مجھے گرانی ہے!

سلام

رو کے کہتی تھیں یہی بادلِ نالاں صغراؑ !

رو کے کہتی تھیں یہی بادلِ نالاں صغراؑ
کچھ خبر بھی ہے پدر ہوتی ہے بیجاں صغراؑ

تارے گن گن کے تصور میں گزارے کب تک
کون سرور سے کہے حالِ پریشاں صغراؑ

غمِ اکبرؑ میں اگر رو کے سحر کرتی ہے
یادِ خواہر میں ہوئی جاتی ہے بیجاں صغراؑ

رو کے کہتی ہے تصور میں علی اصغرؑ کے
بن تیرے زیست سے ہو جائیگی نالاں صغراؑ

ایک مدت سے جو آیا نہیں خط بابا کا
اس لئے حد سے زیادہ ہے پریشاں صغراؑ

کبھی کھاتی ہے پچھاڑیں کبھی کرتی ہے بکا
مثلِ آئینہ کبھی رہتی ہے حیراں صغراؑ

یاد آجاتی ہیں اصغرؑ کی جو بھولی باتیں
غش پہ غش آتے ہیں ہو جاتی ہے بیجاں صغراؑ

دیکھنے والے بھی دل تھام کے رو دیتے ہیں !
یوں رضی غم میں رہا کرتی ہے گریاں صغراؑ

مرثیہ

غم میں شہ دیں کے حزیں رہتی تھی صغراؑ

غم میں جو شہ دیں کے حزیں ہوتی تھی صغراؑ
کچھ کھاتی نہ تھی پیتی نہ تھی روتی تھی صغراؑ
شب کو جو کوئی دم کو وہاں سوتی تھی صغراؑ
چونک اٹھتی تھی اور جان حزیں کھوتی تھی صغراؑ
نانی سے یہ کہتی تھی وہ دو ہاتھ اٹھا کے
تم مانگو دعا حق سے ! ملوں باپ سے جا کے

صغراؑ نے کہا اس سے بصد اشک فشانی
معلوم ہوئی تجھ کو مری مرتبہ دانی
وہ بولا کہ اے فاطمہؑ زہراؑ کی نشانی
صغراؑ ہے ترا نام ہے شبیرؑ کی جانی!
بے شبہ یہی حیدرؑ کرار کا گھر ہے!
واللہ دو عالم کے مددگار کا گھر ہے!

پھر اس کا ہوا ڈیوڑھی پہ ناگاہ گذارا
خط ہاتھ میں اور راہ گذر کا وہ اشارا
اک ناقہ نشیں اتنے میں آیا جو قضا را
رُو رُو کے اسے فاطمہؑ صغراؑ نے پکارا
تاخیر نہ کی آیا وہ ناقہ کو بھگا کے
تسلیم کی اس شخص نے اشتر کو بٹھا کے

سو عرض ہے میری یہی اے مادر خوشخو
کل خط جو چچا نے مرے لکھا ہے سو لا دو!
وہ بولی کہ صدقے گئی موجود ہے لو یہ
بہتر ہے جو قاصد کوئی آئے اسے بھیجو!
وہ بات کرو جس میں کہ دلشاد رہو تم
ہے میری دُعا خلق میں آباد رہو تم!

۴

قاصد نے کہا دل میں کہ اے خالقِ باری!
یہ لشکرِ شبیرؑ ہے یا لشکرِ ناری!
کس سے کروں دریافت حقیقت یہ میں ساری
کس سمت ہے زہراؑ کا پسر خاصۂ باری
آفت میں گرفتار نہ وہ شاہِ ہدا ہو
مولا کی مرے خیر بس اب بارِ خدا ہو!

۵

صغراؑ نے جو یہ بات سنی بولی وہ دکھیا!
اے بھائی ترا عزم ہے اس وقت کدھر کا
وہ بولا کہ اے فاطمہؑ کوفہ کو ہوں جاتا!
صغراؑ نے کہا خط مرے بابا کو تو پہنچا
اس کام کا تجھ کو یہ صلہ دیوے گی صغراؑ
آفات سے محشر کی بچا لیوے گی صغراؑ

۶

خط لے کے وہ صغراؑ کا ہوا راہیٔ منزل
عمامے میں خط رکھتا تھا اور کانپتا تھا دل
وارد ہوا اس روز مگر ہائے وہ بسمل
جس روز تھے حیران و پریشان شہِ عادل
نرغہ تھا جو ابنِ شہِ لولاک کے اوپر
روتی تھی زمیں صدمہ تھا افلاک کے اوپر

۵۸

کہتے ہیں کبھی آنکھوں کو کھولو علیؑ اکبرؑ
اشکوں سے مرے چہرہ کو دھو لو علیؑ اکبرؑ
اے لختِ جگر باپ سے بولو علیؑ اکبرؑ
رخصت شہِ مظلوم سے ہو لو علیؑ اکبرؑ
اس باپ سے اس خلق میں منہ موڑ چلے تم!
اس عہدِ ضعیفی میں کمر توڑ چلے تم!

۵۹

اس سمت چلا کس کے یہ وہ قاصدِ نالاں!
ناقہ کو تو بس چھوڑ دیا سر کیا عریاں
پہنچا جو نہی نزدیک وہ شبیرؑ کے گریاں
کیا دیکھتا ہے جا کے یہ وہ حسنِ ایماں
چہرہ جو ہے وہ خاک میں اور خوں میں بھرا ہے
اک شیر کا لاشہ ہے سو زانوں پہ دھرا ہے

۶۰

یہ کہہ کے وہ بیکس لشکرِ بے دیں کو پکارا
ہے تم میں یہاں فاطمہؑ کا کون پیارا
وہ بولے کہ عرصہ ہوا لشکر کیا مارا
بیٹھا ہوا ہے خاک پہ وہ عرش کا تارا
جا دیکھ لے اس صاحبِ توقیر کی صورت
اب اٹھتی ہے اس خلق سے شبیرؑ کی صورت

۱۱

یہ کہتا تھا فرزند سے زہرا کا وہ پیارا
پہنچا جو قریں شاہ کے قاصد بھی قضا را
حضرت کے قدم چوم کے رو رو یہ پکارا
بتلاؤ کہ کس نے یہ کیا حال تمہارا
کیوں آپ کا دامان قبا خون میں تر ہے
یہ کون ہے زخمی کہ رکھا زانوں پہ سر ہے

۱۲

حضرت نے کہا کون ہے تو یہ مجھے بتلا
کس واسطے پاؤں پہ مرے سر کو ہے رکھا
وہ عرض لگا کرنے کہ اے سیّد والا!
آیا ہوں مدینہ سے میں ہوں قاصد صغراؑ
اس حال سے دیکھا تمھیں بتلاؤ یہ کیا ہے
ہوں کور جو آنکھیں مری اسدم تو بجا ہے

۱۳

رونے لگے شبیرؑ جو صغراؑ کا سنا نام
فرمایا یہ قاصد ہے کہ اے نیک خوش انجام
فرزند ہے شبیرؑ کا یہ اکبرؑ گلفام
مرتے ہیں یہ پیاسے نہ ملا پانی کا اک جام
دنیا سے اب عقبیٰ کا سفر کرتے ہیں اکبرؑ
بس جی چکے آفاق میں اب مرتے ہیں اکبرؑ

۱۴

یہ کہہ کے پھر اس لاش کو رہوار پہ ڈالا!
قاصد نے لٹکتے ہوئے پاؤں کو سنبھالا
خیمے کو چلے روتے ہوئے سیّد والا
کرتے تھے حرم در پہ یہاں شیون و نالا!
زینبؑ نے کہا بیٹیو غم کھاتے ہیں شبیرؑ
فرزند کو میداں سے لے آتے ہیں شبیرؑ

۱۵

گھوڑے پہ سے فرزند کو ڈالے ہوئے وہ شاہ
اور پاؤں لٹکتے ہیں اکبرؑ کے سنبھالے کوئی ہمراہ
ہٹ جاؤ در خیمہ سے اے بیبیو للہ!
برہم نہ ہو تم سب کہیں سرور ذیجاہ
زنہار نہ اب دست تاسف کو ملو تم!
ٹھہرو نہ یہاں خیمۂ عصمت میں چلو تم!

۱۶

یہ ذکر تھا جو خیمہ میں داخل ہوئے سرورؑ
ہاتھوں پہ لیا اہل حرم نے اسے مل کر
مسند پہ لٹا دی جو وہ تصویر پیمبرؐ
حلقہ میں لیا لاش کو اور رکھو لئے سر
سر پیٹ رہا اپنا ہر اک چھوٹا بڑا تھا
اس گھر میں قیامت تھی عجب حشر بپا تھا

۱۹

یہ سنتے ہی غش کر گئی شبیرؑ کی خواہر
بانوؑ یہ بیاں کرنے لگی با دلِ مضطر
بس سو چکے اب خواب سے اٹھو علیؑ اکبر
نامہ پڑھو صغراؑ کا یہ صدقے گئی مادر
بیماری نے واں تو نہ دیا اس کو سنبھلنے
اور یاں نہ دیا وقفہ تمھیں آہ اجل نے

۱۸

فرمایا یہ حضرت نے کہ اے دخترِ زہراؑ
یہ بندۂ اللہ مدینہ سے ہے آیا
خط لایا ہے صغراؑ کا یہ ہے قاصدِ صغراؑ
بتلاؤ اب اس کی میں مدارات کروں کیا
لاش اکبرؑ دلدار کی خیمہ میں پڑی ہے
میں کیا کروں میری بھی اجل سر پہ کھڑی ہے

۱۷

اک رونے میں شبیرؑ سے زینبؑ نے یہ پوچھا
وہ کون تھا جو آپ کے ہمراہ تھا بھیا
پکڑے ہوئے پاؤں کو وہ اکبرؑ کے تھا آیا
اور گھوڑے پہ تھا آپ کے فرزند کا لاشہ
یاں تو کوئی اب آپ کا غمخوار نہیں ہے
جز ذاتِ خدا کوئی مددگار نہیں ہے

٢٠

فرزند سے بانو یہ بیان کرتی تھی رو کر
جو اتنے میں بے دم ہوا ہے ہے علیؑ اکبر
بس خیمہ سے نکلے خلفِ ساقیؑ کوثر!
قاصد سے یہ فرمانے لگے با دلِ مضطر
جا جلد کہ اب مرنے چلا شاہِ ہدا ہے
اب شمر کی تلوار ہے اور میرا گلا ہے

٢١

یہ سن کے چلا پیٹتا سر قاصد بیمار
گھوڑے سے گرا یاں خلفِ حیدرؑ کرار
منہ پھیر کے کیا دیکھتا ہے وہ جگر افگار
شبیرؑ کا سر صاف ہے برچھی پہ نمودار
اک غل ہے کہ لو صاحبِ توقیر کو مارا
ہاں ظالموں نے حضرت شبیرؑ کو مارا

٢٢

سر پیٹتا واں سے وہ چلا قاصد مضطر
پہنچا جو نہی وہ فاطمہؑ بیمار کے در پر
چلایا کہ اے حضرت شبیرؑ کی دختر
آ ڈیوڑھی پہ سن لے خبر سبط پیمبرؐ
طے منزلیں کرتا ہوا اب آیا ہے قاصد!
کنبہ کی خبر واں سے ترے لایا ہے قاصد

۲۵

اس مردے کو شبیرؑ نے گودی میں اٹھایا
خیمہ میں وہ لاش آئی تو اک حشر مچایا
اس سمت کو جب میں نے قدم اپنا اٹھایا
ناگاہ صدا آئی کہ سرِ شہؑ نے کٹایا
منہ پھیر کے دیکھا تو یہ عالم نظر آیا
نیزہ پہ سرِ شاہِ دوعالم نظر آیا

۲۴

صغراؑ نے کہا بھائی یہ کیا شکل بنائی
وہ بولا کہ آفت ترے کنبہ پہ ہے آئی!
شبیرؑ سے واں ہو گئی اعدا سے لڑائی
کوئی نہ بچا مر گئے سب بھانجے بھائی
تب پہنچا تھا میں معرکۂ کرب و بلا میں!
جب مر چکا ہمشکلِ نبی راہِ خدا میں

۲۳

آواز سنی فاطمہ صغراؑ نے یہ جس آن!
روتی چلی بس ڈیوڑھی پہ وہ بیکس و نالاں
قاصد کو جو دیکھا تو نظر آیا وہ سامان!
عمامے کے سو ٹکڑے ہیں اور چاک گریباں
سر اپنا جھکائے ہوئے وہ عبدِ خدا ہے
آنسو ہیں رواں ہائے حسیناؑ کی صدا ہے

۲۸

یہ کہہ کے گری خاک پہ وہ بیکس و تنہا
غش آگیا اور یہ کہا ہے ہے مرے بابا
اُمِّ سلمہؑ نے جو اس احوال کو دیکھا
سر پیٹ کے چلائی کہ ہے ہے مری صغراؑ
داغ اپنا کلیجہ پہ مری دھر گئی صغراؑ
لو صاحبو دُنیا سے سفر کر گئی صغراؑ

۲۷

صغرا نے سُنا قاصدِ صغراؑ سے جو یہ حال
چلّائی کہ تم مر گئے اے فاطمہؑ کے لال!
بیٹی یہاں اب مرتی ہے اے شاہِ خوش اقبال
کیا جرم ہوا تم سے جو یوں تجھ میں کیا لال
تُم تو سفرِ خُلد وہاں کر گئے بابا!
ہم غم میں یہاں جیتے ہی جی مر گئے بابا!

۲۶

القصّہ ترے باپ کا لشکر گیا مارا
سقّہ بنا عباسؑ دلاور گیا مارا
قاسمؑ گیا مارا! علیؑ اکبر گیا مارا!
سب مر چکے تب سبطِ پیمبر گیا مارا!
کنبہ میں ترے گھر کوئی نہیں آہ بچا ہے
اک روتی بہن عابدؑ بیمار بچا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آٹھویں مجلس

دربیان

آمد اہل حرم

مشہد کربلا

در ریگزار کربلا

رباعیات

حق یہ ہے کہ ہر حال میں حامی ہیں حسینؑ
سیّد ہیں سخی ہیں سرا سامی ہیں حسینؑ
یہ یاد رہے یہی ہیں کل کے یاور
نام ایسا کہ جس نام سے نامی ہیں حسینؑ

(۲)

گھر چھوڑ کے خانۂ خدا میں پہنچے
پھر واں سے نواح نینوا میں پہنچے
تاریخ وہ دوسری محرم کی تھی
جس روز حسینؑ کربلا میں پہنچے!

سوز

(۱)

ہوگا یہ محرم میں ستم اے شہ ذی جاہ
چھپ جائے گا آنکھوں سے اسی چاند میں ماہ
تاریخ دہم جمعہ کے دن عصر کے وقت آہ
نیزے پہ چڑھائیں گے سر پاک کو گمراہ
کٹ جائے گا جب سر تو ستم لاش پہ ہوں گے
گھوڑوں کے قدم سینۂ صد پاش پہ ہوں گے

(۲)

شمشاد بوستان رسالت حسینؑ ہے
مفتاح باب گلشن جنت حسینؑ ہے
ابر عطاء و آیۂ رحمت حسینؑ ہے
نقش نگین مہر نبوت حسینؑ ہے
ہر جا ظہور حق ہے انھیں کے ظہور سے
سب خاک سے بنے ہیں یہ خالق کے نور سے

(۳)

تاریخ ذرے لکھے ہے یہ آواز دم بدم
دشت ثبات و عزم ہے دشت بلا و غم
صبر و رضا و جرأت سقراط کی قسم
اس راہ میں ہے صرف ایک انسان کا قدم

جس کی رگوں میں آتشِ بدر و حنین ہے
جس سورما کا اسمِ گرامی حسینؑ ہے

سلام

کربلا میں فاطمہؑ زہرا کا لال آ ہی گیا

کربلا میں فاطمہؑ زہرا کا لال آ ہی گیا
رفتہ رفتہ دین تا حدِ کمال آ ہی گیا

کھینچ لی تھی تیغ حیدرؑ میاں سے شبیرؑ نے
رک گئے نانا کی اُمت کا خیال آ ہی گیا

رن میں جب ابن مظاہر باندھ کر آئے کمر
روز ماضی پھر کے مستقبل مثال آ ہی گیا

جذب الفت کا سکینہ تک کہ شمر دیکھنے
باپ کا سر سامنے وقت وصال آ ہی گیا

نزع میں مجھ کو نظر آیا جمال مرتضےٰ
وقت مشکل دافع رنج و ملال آ ہی گیا

بوند پانی مانگنا کب تھا گوارہ شاہ کو
بر بنائے ختم حجت یہ سوال آ ہی گیا

قصۂ ساحل بہت عباسؑ سلجھایا کئے!
سوزش پیہم پہ اعدا کی جلال آ ہی گیا

مرثیہ

عزیزو آج پہلی رات ہے ماہ محرم کی

عزیزو آج پہلی رات ہے ماہ محرم کی
[illegible] دھوم جنت میں [illegible] ماتم کی
ہوئی ہے اب بھی جبرائیل کی [illegible] دیدہ پرنم کی
سنو یوں [illegible] ابتدا غم کی
علی کی بیٹیاں جن کا نبی [illegible] صدمے
اٹھانے کا [illegible] خالق نے [illegible]
[illegible]

۵

گئی ہیں آج حوریں قبر زہراؑ پر برہنہ پا
ادب سے جھک کے پہلے تو کریں گی قبر کو مجرا
پکاریں گی وہ پھر رو کر اٹھو زہراؑ اٹھو زہراؑ
فرمائیں گی زہراؑ قبر سے سر پیٹ کر اپنا
مجھے اس بیقراری سے جو تم سب نے پکارا ہے
دوبارہ کیا مرے شبیرؑ کو ظالم نے مارا ہے

۵

محبو تم کو واجب ہے عزائے سبط پیغمبرؐ
ادب سے تعزیہ خانوں میں بیٹھو سر کو نہوڑا کر
گزر ہوتا ہے روح انبیاءؑ کا اس جگہ اکثر
ذرا دیکھو علم صف بستہ ہیں ستادہ سر تا سر
زیارت سیدؑ مظلوم کی کرنے کو آتے ہیں
جناب حضرت عباسؑ ہاں تشریف لاتے ہیں

۵

یہ محرم ہے وہ عشرہ جس میں زہراؑ خاک اڑائے گی
جہاں پر تعزیہ دیکھے گی رو رو غل مچائے گی
شہ بیکس کا پرسہ مومنوں سے لینے آئے گی
تمہیں روتا جو دیکھے گی بہت آنسو بہائے گی!
بہا کر اشک وہ سر پیٹتے پیش خدا آئے
بتولؑ آئی حسنؑ آئے جناب مصطفیٰؐ آئے

۵۵

بیانِ فاطمہؑ سُن سُن کے حوریں کہتی ہیں وکم
ہوا ماہ محرّم تعزیئے رکھے گئے گھر گھر
گئے ہیں مصطفےٰؐ اور مرتضےٰ رونیکو ہر جا پر
تمھارے لاڈلے کے غم میں ہیں مومن برہنہ سر
چلو زہراؑ چلو زہراؑ عزا اے شاہ عالی ہے
تمھاری جا فقط اب تعزیہ خانے میں خالی ہے

۵۶

کسی ظالم نے کیا کھودی ہے قبر نائب حیدرؑ
اگر کھودا لحد کو لاش اب ڈالی ہے کس جا پر
وہاں ہے دھوپ یا سایہ ہے کچھ بہرِ پیغمبرؐ
اُٹھا لاؤ ذرا اُس لاش کو یاں تک بچشمِ تر
نہ جلتی ریت پہ رکھو بدن سبطِ پیمبرؐ کا
مرے پہلو میں لاشہ دفن کر دو ابنِ حیدرؑ کا

۵۷

خدا کے واسطے جلدی بتاؤ ماجرا کیا ہے
کہو تو خیر سے محبوبِ خالق کا نواسا ہے
وہ کیا خنجر کے نیچے ایڑیاں اس دم رگڑتا ہے
بتاؤ تم مرا فرزند بھوکا ہے کہ پیاسا ہے
علیؑ کی بیٹیوں کی بلوہ میں کیا بے ردائی ہے
کسی نے کیا مرے عابدؑ کو پھر بیڑی پہنائی ہے

۸

پہن کر ماتمی ملبوس زہراؑ با سرِ عریاں
صفِ ماتم میں آ کر بیٹھتی ہیں بیکس و نالاں!
سر اپنا پیٹ کر ہر اک سے یہ کہتی ہیں بصد فغاں
غمِ سبطِ نبیؐ دس روز ہے اے اصبا جو مہماں
میں لینے آئی ہوں اس بیکس و دلگیر کا پرسا
عزادارو مجھے دو دو کے دو شبیرؑ کا پرسا

۹

مرے بیٹے کو مارا شمر ملعون نے دُہائی ہے
چھری آگے مرے دلبر کی گردن پر پھرائی ہے
نہیں اک بوند پانی کی پیاسے کو پلائی ہے
مرا شبیرؑ یا رب اب مرے گھر کی صفائی ہے
غضب ہے سر شہِ بیکس کا نیزے پر چڑھا دیکھوں
میں کس آنکھ سے لاشے کا رن میں لوٹنا دیکھوں

بیاضِ تسکینِ زہراؑ
حصہ اول
" دوم
" سوم
لاجواب نوحوں کا مقبول عام مجموعہ بہترین کتابت اور اعلیٰ کاغذ مشہور شیعہ کتب خانوں سے حاصل کیجئے (محفل حیدری ناظم آباد ۴ کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نویں مجلس

در بیان

شہادت حضرت عونؑ و محمدؑ

پسران جناب حضرت زینب علیہا السلام

قطعہ

فلک پر چاند دیکھا آج سے ماہ محرم ہے — غضب باغ جہاں میں صبح سے آئی شب غم ہے
زبان بلبل کی سوکھی اور پُرنم چشم شبنم ہے — لبوں پر گل کے بھی ضامن نہیں اب تو تبسم ہے

رُباعی!

جب دار فنا سے جان کھونا ہوگا — میّت پہ عجب طرح کی رونا ہوگا
عادت نہیں مُنہ ڈھانپ کے سونے کی انہیں — کیا گزرے گی جب قبر میں سونا ہوگا

سوز

زینبؑ نے کہا فضل ہے یہ داور کا — بیٹوں کا مرے یاؤں نہ ران سے سر کا
ان دونوں کی قبروں پہ میں لکھواؤں گی — ایک فدیہ ہے اکبرؑ کا ایک اصغرؑ کا

(۲)

بیٹوں نے رہِ حق میں جو سر بخش دیا — زینبؑ نے حق اپنا سر بسر بخش دیا
بولے بوقت نزع کہ اماں پانی — پانی تو نہ تھا دودھ مگر بخش دیا

(۳)

گذر منزل تسلیم و رضا مشکل ہے — سہل ہے عشق بشر عشق خدا مشکل ہے
جن کے رتبہ میں سوا ان کو سوا مشکل ہے — وعدہ آسان ہے وعدہ کی وفا مشکل ہے

یہ فقط امر ہوا فاطمہؑ کے جانی سے
مشکلیں جتنی تھیں کاٹ گئیں آسانی سے

سلام

اے سلامی وہ محبت کا بھرم رکھتے ہیں ہم

احسان امروہوی

اے سلامی وہ محبّت کا بھرم رکھتے ہیں ہم
اے دلِ پُر داغ صد رشکِ ارم رکھتے ہیں ہم

ہیں غلامانِ علیؑ جاہ و حشم رکھتے ہیں ہم
عظمتِ دُنیا تجھے زیرِ قدم رکھتے ہیں ہم

تاج شاہی کو کبھی ہم ہر گام ٹھکرائے رہے
فقر و فاقہ میں بھی وہ جاہ و حشم رکھتے ہیں ہم

زینت رومالِ زہراؑ جن کو بننا ہے ضرور
دیدۂ خونبار میں وہ اشکِ غم رکھتے ہیں ہم

ذرّہ ذرّہ ہے تیرا شوقِ شہادت کا نقیب
تجھ کو خاکِ کربلا یوں محترم رکھتے ہیں ہم

تیر کھا کر مسکرانے کی ادا ہے یادگار
اے وفا نا آشنا وہ سوزِ غم رکھتے ہیں ہم

جان دیدیتے ہیں راہِ حق میں ہنستے کھیلتے
عاشقی کا اپنے سر الزام ہم رکھتے ہیں ہم

جنبشِ پیہم سے آتی ہے صدا ہائے حسینؑ
صفحۂ قرطاس پر جب بھی قلم رکھتے ہیں ہم

پرچمِ عباسؑ کا سایہ مقدّر بن گیا
اب کہاں احسان فکرِ بیش و کم رکھتے ہیں ہم

مرثیہ

جب زخم کھا کے بنتِ علیؑ کے پسر گرے!

جب زخم کھا کے بنتِ علیؑ کے پسر گرے
جلتی ریتی پہ تشنہ جگر یوں ہیں شیر گرے
عمامہ پیہ گیا کہ گرا خاک پہ اپنا قمر گرے
حسن حسینؑ قاسمؑ و اکبرؑ جگر تھام کر گرے
عباسؑ دل پہ داغ لیے ... کھا کے گرے
جعفرؑ ... یہ بھول ... پشت ... جھک کے گرے

۵۴

مولا نے پیار سے کہا، ہیں ہیں! یہ کیا یہ کیا!
لرزاں ہیں جسم، کس کا تمھیں ڈر ہے میں فدا
شہ کے قدم پکڑ کے پکارے وہ مہ لقا
دھڑکا ہمیں یہ ہے، کہیں اماں ہوں خفا
زحمت ہوئی امامِ فلک بارگاہ کو!
سمجھیں گی وہ، ہمیں نے بلایا ہے شاہ کو!

۵۳

شانے ہلا ہلا کے پکارے شہِ ہدا
ماموں نثار ہوش میں آؤ تو اک ذرا
کچھ حال دل سناتے ہوئے جائیں ہم فدا
یہ سن کے دونوں شیروں نے کیں آنکھیں نیم وا
دیکھا رخِ امامؑ تو گھبرا کے رہ گئے
یاد آگئی وہ بات کہ تھرا کے رہ گئے

۵۲

سینے پہ ہاتھ مار کے زینبؑ نے دی صدا!
ہے ہے حسینؑ بھائی چلے رن کو ہیں فدا
اور اس پہ یہ غضب کہ مرا لال بھی چلا
فضہؑ کسی طرح علی اکبرؑ کو پھیر لا
بچے کو ضامنی اسدؑ ذوالجلال کی
یارب مری کمائی ہے اٹھارہ سال کی

۵۵

رخصت کے وقت کی تھی نصیحت یہ چند بار
نصرت میں جبکہ وقت شہادت ہو آشکار
دیکھو پکارنا شہ دیں کو نہ زینہار
گھر جائیں فوج میں نہ کہیں شاہ بے یار
مت بھولنا یہ بات مری پیاس کی قسم
ورنہ نہ دودھ بخشوں گی عباسؑ کی قسم!

۵۶

در پر جو منتظر تھیں اُدھر بنت مرتضیٰؑ
مقتل کی سمت دیکھ کے کہتی تھی ما متا
پیارو! بڑے دلیر ہو شاباش! مرحبا
میں صدقے جاؤں بھائی پہ میرے کرو فدا!
آئی نہ واں خیال امام غیور سے
لو دیکھ لو بلائیں میں لیتی ہوں دور سے

۵۷

بے چین تھے جو ماں کی زیارت کو لالہ فام
ان زخمیوں کو لے کے چلے شہ سوئے خیام
فضہ نے در سے دیکھ کے رو کر کیا کلام
زینبؑ کے پاس جمع ہوں آ کر حرم تمام
جوڑے ہیں سرخ لٹکے ہیں گیسو گھنے ہوئے
بی بی کے لال آتے ہیں دولہا بنے ہوئے

نانا کی بغلیں لا کے یہ آئے ہیں میرے گھر
زخمی بہت ہیں مرتے ہیں۔ جیتے ہیں بیشتر
کب زخم ہیں گلے پہ بجز مرنے کا ہو خطر
پھر مجھکو کیا خوشی ہے یہ زندہ رہیں اگر
جاں دے کے فدیۂ شہ ابرار بھی تو ہوں
بخشش ہے سب ملیگا یہ حقدار بھی تو ہوں

۹
بچوں کی آنکھوں سے جو نمایاں تھا انتظار
سمجھے یہ سب کہ ڈھونڈتے ہیں ماں کو دلفگار
بانوئے شاہ رو کے پکاریں بحال زار
بی بی ادھر تو دیکھئے بچے ہیں بے قرار
وہ بولیں بات کیا ہے یہ کیوں اشک بہتے ہیں
میں خود یہ سن رہی ہوں کہیں کیا یہ کہتے ہیں

آئے بحال پریشاں سے گھر میں شہ ہدا
چہرے پہ خاک خون میں تر دامن قبا
لاشہ اٹھائے اکبرؑ و عباسؑ باوفا
دو مسندوں پہ لا کے لٹایا بصد بکا
بیٹھے تمام اہل عزا ان کو گھیر کے
ماں بھی سرہانے بیٹھ گئی منہ کو پھیر کے

۱۰۱

۱۳

پیاسے ہیں تین روز سے بی بی یہ نامراد
کاری ہے گھاؤ ضعف بھی ہے دمبدم زیاد
اُکھڑی ہوئی ہے سانس، جئیں گے یہ خوش نہاد؟
کہہ دو زباں سے کہ یہ جائیں جہاں سے شاد
ہو اس عطش میں کچھ تو بھلا شکل چین کی
لازم ہے تم کو صبر، بہن ہو حسینؑ کی!

۱۲

سب نے کہا سخی ہے رسولؐ خدا کی آلؑ
مشہور ہے سخاوتِ ضرغامِؑ ذوالجلال
آخر انھی کی بیٹی ہیں زہراؑ کی نونہال
کیوں رد کریں گی اپنے جگر بند کا سوال
مرنے کو گر کہو تو دم واپسیں ہے یہ
ہے ہے بچیں گے یہ ابھی ان کو یقیں ہے یہ

۱۱

کہنے کو یہ کہا مگر آنسو ہوئے رواں
حسرت سے منہ کو تکنے لگیں ساری بی بیاں
بانوؑ سے پوچھنے لگی کوئی بصد فغاں
اُن کا کلام کیا ہے اور ان کا ہے کیا بیاں
رو کر وہ بولیں تاب ہمیں کہنے کی نہیں
وہ دودھ بخشواتے ہیں یہ بخشتی نہیں

۱۶

دادی کو اپنے دل کے قلق تو سناتے جاؤ
تم اب تو ماں سے خوش ہو بس اتنا بتاتے جاؤ
پھر اشتیاقِ جنگ سنا کر رلاتے جاؤ!
کھائے ہیں کتنے زخم بدن پہ گناتے جاؤ
لشکر عدو کے تابہ خیام آئے ہیں اٹھو
اذنِ جہاد دینے امامؑ آئے ہیں اٹھو

۱۵

بچوں نے ہاتھ ماتھے پہ رکھے پئے سلام
روحیں چلیں خوشی میں سوئے وادی السلام
غل پڑ گیا کہ مر گئے زینبؑ کے لالہ فام
سر پیٹ کر پکاریں یہ مخدومۂ انام
کیوں ہو گئے خموش یہ ساماں کیا ہوئے
پیارو میں دودھ بخش چکی کیوں خفا ہوئے

۱۴

رو رو کے تب یہ خواہرِ شبیرؑ نے کہا
لوگو بھلا حسینؑ کجا اور میں کجا
وہ شاہِ دو جہاں۔ میں کنیزِ شہؑ ہدا
میں بھی نثار اُن پہ مرے لال بھی فدا
کہہ دو کہ بس تڑپ کے نہ یوں جان کھوئیں یہ
اچھا میں دودھ بخشتی ہوں اب نہ روئیں یہ

۱۰۳

۱۷

نزغے میں ہیں امامؑ ہمارے مسافرو
تم نے کدھر کا قصد کیا اے مسافرو
منزل کا دیتے جاؤ پتہ اے مسافرو
جاؤ نگاہبان خدا اے مسافرو
ڈرنا نہ اب کہ تم ہو نبیؐ کی پناہ میں
نانا بھی ملنے آئیں گے جنّت کی راہ میں

۱۸

ڈرکے کوئی تو خوف نہ کھانا بہادرو
جعفرؑ کے سب وقار سنانا بہادرو
نانا کے اپنے نام بتانا بہادرو
عبدیّتِ حسینؑ جتانا بہادرو
کہنا کہ ماموں جان شہِ مشرقین ہیں
ہٹ جاؤ ہم غلامِ جنابِ حسینؑ ہیں

نوحہ جات کا بیمثال مجموعہ
بیاض تسکینِ زہراؑ
حصّہ اول - حصّہ دوم - حصّہ سوم ضرور پڑھیے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمدؐ مصطفٰے اور اس کے رب سے پیار کرتا ہوں
علیؑ کا ہاتھ میں دامن ہے سب سے پیار کرتا ہوں
(کرشن بہاری لال)

دسویں مجلس

در بیان

شہادت جناب حرؑ

غمِ حسینؑ کا دل پر تو داغ لیتا جا
یہ داغ بندۂ عالی دماغ لیتا جا
اندھیری قبر میں جانا ضرور ہے تجھ کو!
تو اپنے ساتھ یہ روشن چراغ لیتا جا
(انور لدھیانوی)

رُباعی

اللہ نے مرتبہ بڑھانے کے لئے
اعزازِ غمِ شاہ دکھانے کے لئے
پوشیدہ کیا اشکوں میں بحرِ رحمت
اک آتشِ دوزخ کو بجھانے کے لئے

(ثمرؔ لکھنوی)

سوز

شاہد ہے کعبہ قبلۂ ایماں حسینؑ ہے
حافظ نبیؐ ہیں جس کے وہ قرآں حسینؑ ہے
ہر دردِ لاعلاج کا درماں حسینؑ ہے
برجِ شرف کا نیرِ تاباں حسینؑ ہے
روشن ہے عرش و فرش اسی کے ظہور سے
خلقت ہے اس کے نور کی خالق کے نور سے

سَلام

مومنو جب تک کہ دم میں دم رہے
کچھ بھی ہو شبیرؑ کا ماتم رہے
صبر میں شبیرؑ ہے ایوبؑ بھی
جی میں آتا ہے کہ یہ دل کم رہے
کربلا والوں کی کیا تعریف ہو
جو ارادے تھے وہ مستحکم رہے
تشنگی تھی شاہ کی جن میں رقم
مدتوں تک وہ صحیفے نم رہے
اصغرِ بے شیر ہنگامِ جہاد
کمسنی میں کب کسی سے کم رہے
جانور سیراب ہوں کیوں اے فرات
اور پیاسا شاہِ دو عالم رہے
دخترِ شہ تک نہ پہنچی مشکِ آب
شرمگیں عباسؑ مرتے دم رہے
تشنہ لب اصغر ہوئے رن میں شہید
تیر پہ قطرے لہو کے جم رہے
ہاتھ تھے اکبرؑ کے لاشے پر حسینؑ
مر گئے تم آہ زندہ ہم رہے

کہتی تھی زینبؑ یہ شہؑ کی لاش پر
ٹھوکریں کھانے کو بھیّا ہم رہے!

سلام

لے لیا بڑھ کر علم اور ہم نشیں دیکھا کئے

ذاتِ حیدرؑ میں صفاتِ مرسلیںؑ دیکھا کئے
اہلِ عرفاں وجہِ ربّ العالمیں دیکھا کئے

برق کی مانند چمکی ذوالفقارِ حیدریؑ
بازوؤں کو دیر تک روح الامیں دیکھا کئے

اللہ اللہ بسترِ احمدؐ پہ شانِ بوترابؑ
عرش والے جانبِ فرشِ زمیں دیکھا کئے

کوئی طاقت روک سکتی تھی بھلا دستِ علیؑ
لے لیا بڑھ کر علم اور ہمنشیں دیکھا کئے

سوئے مقتل ایک کے بعد ایک شیر آتا رہا
اشقیا حیرت سے نظمِ شاہِ دیں دیکھا کئے

آنکھ سے عباسِ غازی کے ٹپکتا تھا لہو!
شاہ یہ اندازِ چشمِ خشمگیں دیکھا کئے

جب بندھے بازو رسن میں زینبؑ کلثومؑ کے
آسماں کی سمت سجادؑ حزیں دیکھا کئے

(احسان امروہوی)

مرثیہ

"رن میں جب شہؑ کی طرف فیصلے تر دینا لے آیا"

[illegible]

۵۲

سیف جھکنے میں لعینوں نے جو فرصت پائی
سامنا چھوڑ کے سب فوج عقب سے آئی
لاکھ خوں ریز ادھر اور ادھر تنہائی
باگ گھوڑے کی پھراتا تھا کہ برچھی کھائی
آگیا موت کے پنجہ میں نہ کچھ دیر لگی
فرق پر گرز لگا دوش پہ شمشیر لگی

۵۳

بڑھ کے فرماتے تھے عباسؑ زہے عزت و جاہ
بارک اللہ کی دیتا تھا صدا دلبر شاہ
کہتے تھے ابن حسنؑ واہ چچا غازی واہ
شاہ ہر ضرب پہ فرماتے تھے ماشاء اللہ
اپنی جانبازی کا غازی جو صلہ پاتا تھا
مسکراتا ہوا تسلیم کو جھک جاتا تھا!

۵۴

یہ سخن سن کے پکارا پسر سعد شریر
ہاں طرفدار شہِ دیں پہ چلیں نیزہ و تیر
لے کے حربوں کو بڑھا فوج کا انبوہ کثیر
فاتحہ پڑھ کے جو اک مرد نے کھینچی شمشیر
چرخ کا منہ سرخ ہوا فوج ستم زرد ہوئی
شعلۂ تیغ سے بجلی کی چمک گرد ہوئی!

٩٢

یہ سخن کہہ کے چلے رن کو جناب شبیرؑ
واں گرا خاک پہ گھوڑے سے حرؑ باتوقیر
دیکھ کر شاہ کو آتے ہوئے بھاگے بے پیر
پہونچے لاشے پہ امامِ دوجہاں وقتِ اخیر
چمنِ ہستیِ مہماں کو اجڑتے دیکھا
خاک پہ ایڑیاں زخمی کو رگڑتے دیکھا

٩٣

شاہ رونے لگے یہ سنتے ہی مہماں کی خبر
ہوگئی آنسوؤں سے ریش مبارک سب تر
علی اکبرؑ سے کہا تم ابھی ٹھہرو دلبر
حرؑ کی امداد کو ہم جائیں گے اے نورِ نظر
کس سے اس وقت کہوں میں جو قلق مجھ پر ہے
لاش اٹھاؤں گا کہ مہماں کا حق مجھ پر ہے

٩٤

سینہ غربال ہوا تیر چلے اعدا کے
رکھ دیا شیرؑ نے قربوس پہ سر نہوڑا کے
علی اکبرؑ نے یہ حضرت سے کہا چلا کے
گر ہوا ارشاد تو مہماں کو بچاؤں جا کے
خادمِ حضرتِ زہراؑ و علیؑ گرتا ہے
خاک پر اب وہ سعیدِ ازلی گرتا ہے

۵۸

محبوب کو لینے چلے آتے ہیں فرشتے یا شاہ
ملک الموت بھی کرتا ہے محبت کی نگاہ
خلد سے شبیرؑ خفا نکلے ہیں اللہ اللہ!
لو برآمد ہوئے شبرؑ بھی پدر کے ہمراہ
ننگے سر احمدؐ مختار کی پیاری آئی!
دیکھئے آپ کے ناناؐ کی سواری آئی!

۵۹

نیم وا چشم سے تو نے رُخ مولا دیکھا
زیر سر زانوئے شبیرؑ کا تکیہ دیکھا
مسکرا کر طرف عالم بالا دیکھا
شہؑ نے فرمایا کہ اے حُرؑ کیا دیکھا
عرض کی حُسن رُخ محمدؐ نظر آتا ہے
فرش سے عرش تلک نور نظر آتا ہے

۶۰

گر کے لاشے کے برابر یہ پکارے سرورؑ
چھوڑے مہمان و مددگار و معین و یاور
گر نہ کیا تجھ کو لگا لوٹ گئی میری کمر
گر پڑے گھوڑے سے اور آہ نہ کی ہم کو خبر
دوست کے ہجر میں کب دوست کو چین آتا ہے
کھول دے چشم کو بھائی کہ حسینؑ آیا ہے

۱۱

ہائے یہ گود میں شبیرؑ کے لی انگڑائی
آیا ماتھے پہ عرق چہرے پہ زردی چھائی
شہؑ نے فرمایا ہمیں چھوڑ چلے کیوں بھائی
چل بسے حمزہؑ جری پھر نہ کچھ آواز آئی
طائر روح نے پرواز کی طوبا کی طرف
پتلیاں رہ گئیں پھر کر شہ والا کی طرف

۱۲

رو کے اکبرؑ نے کہا حمزہؑ دلاور ہے ہے
اے مددگار جگر بند پیمبرؐ ہے ہے
خون میں سب ہوا تر روئے منور ہے ہے
تشنۂ و بیکس و مظلوم کے یاور ہے ہے
ادھر آنا تھا اجل بھی تری آئی بھائی
گھر میں سادات کے دعوت بھی نہ کھائی کھائی

کتاب حسینؑ حسینؑ

قیمت ۶۰ روپے

مجلسیں پڑھنے والی خواتین کیلئے نایاب تحفہ

ہر شیعہ کتب خانہ سے حاصل کی جا سکتی ہے

مرثیہ ۲۷

از جناب فیض بھرت پوری

در بیانِ شہادت حضرت حُرؑ

آئے روتے ہوئے مقتل میں امامؑ ذی جاہ!

۶

حُر نے غش میں جو سُنی دلبرِ حیدر کی صدا
چونک کر اُٹھنے لگا ہائے مگر اُٹھ نہ سکا!
شہؑ نے آغوش میں سر رکھ کے بصد آہ و بُکا
خون رومالِ بتولِ عذرا سے پونچھا
اسی رومال کو پھر فرق پہ باندھا شہؑ نے
جیتے جی دے دیا جنّت کا قبالا شہؑ نے

۷

آئے روتے ہوئے مقتل میں امامِ ذی جاہ
عقبِ شاہ سب انصار تھے باحالِ تباہ
دل سنبھالے ہوئے فرزندِ مظاہر ہمراہ
جھک کے عباسؑ نے حُرؑ سے یہ کہا بھر کر آہ
راحتِ جانِ شہؑ بدر و حُنین آئے ہیں
بہرِ تعظیم تو اُٹھو کہ حسینؑ آئے ہیں!

سن کے یہ حرؑ کے رخ پاک پہ زردی چھائی
منہ کا ڈھلنے لگا ضرغام نے لی انگڑائی
شہؑ نے یٰسین پڑھی شیر کو ہچکی آئی
غل ہوا شاہ کے دلبر نے شہادت پائی
لاش اٹھا کر شہ مظلوم کے انصار چلے
سر پہ سایہ کئے پرچم کا علمدارؑ چلے

عرض کی حرؑ نے یہ اس بندہ نوازی کے فدا
مجھ سے عاصی پہ یہ الطاف امام دوسرا
ان بزرگوں سے بھی کہئے کہ خجل ہوں مولا
عفو کر دیں مری تقصیر یہ سب بہر خدا
شہؑ نے فرمایا کہ کیوں ہے تجھے وسواس اے حرؑ
پنجتنؑ اب دم رحلت ہیں ترے پاس اے حرؑ

رک گیا خون تو پھر ہوش میں آیا وہ جری
عرض کی عفو کا طالب ہوں میں اے جان نبیؐ
یاں تک آنے کی مری وجہ سے تکلیف ہوئی
بولے شبیرؑ یہ ہے فرض ہمارا بھائی
حسنؑ و فاطمہؑ و شاہ حسینؑ آئے ہیں
تیرے لینے کو رسولؐ الثقلین آئے ہیں

ح

جائے تو خلد میں مقتل سے جو اے نیک انجام
عرض کر دیجیو اماں سے مری میرا سلام
یہ بھی کہنا کہ ہے نرغے میں تمہارا گلفام
لاکھوں تلواریں ہیں اور اک پسرِ خیر انام
سخت آفت میں ہے احمدؐ کا نواسہ اماں
مختصر یہ ہے کہ اصغرؑ بھی ہے پیاسا اماں!

ط

سن کے یہ خیمۂ اقدس میں ہوا حشر بپا
بیبیاں کرنے لگیں پیٹ کے سر آہ و بکا
ہائے بھائی کوئی کہتی تھی کوئی ہائے چچا
بین کرتی تھیں یہ ثانیٔ جنابِ زہراؑ
بندھ گیا تھا ترے سر آنے سے سہارا بھائیؑ
چھوڑ کر کیوں مرے بھائیؑ کو سدھارا بھائیؑ

ی

لاش آئی درِ خیمہ پہ کہ آیا محشر!
رو کے زینبؑ کو پکارے یہ شہِ جن و بشر
پردۂ در کے قریں لاؤ حرم کو خواہر
روئے حرؑ کے لئے سب آلِ نبیؐ پیٹ کے سر
رو سکو گی نہ پھر اب گریۂ پیہم کر لو
لو بہن میرے وفادار کا ماتم کر لو

ڈوب کے مر جا کہیں اے فلک کج رفتار

۱۱

جس کے شیدائی کو یوں روئے حرم و انصار
اس کے لاشہ پہ بہن روئی جو گر گر اک بار
ضربِ شمشیر سے مجروح ہوئی سینہ فگار
بنتِ زہرا نہ کڑھو، جان اگر کھو نہ سکیں
ہم اسے روئیں گے بی بی جسے تم رو نہ سکیں

ہائے وہ لاشۂ حرؑ اور حرمِ پاک کے بین

۱۰

جن کو سن سن کے محمدؐ کا نواسہ بے چین
اے وفادار مبارک تجھے یہ شیون و شین
لاش کے پاس تڑپ کر تجھے روتے ہیں حسینؑ
دخترِ فاطمہؑ غم میں ترے جاں کھوتی ہے
جس طرح ہمشیر کے بھائی کو بہن روتی ہے

شہؑ سے چھٹ جائیں گا ناشکری ہے معلوم مجھے

۹

مارے جائیں گے برادر یہ ہے معلوم مجھے
میری چھن جائے گی چادر یہ ہے معلوم مجھے
گھر جلائیں گے ستمگر یہ ہے معلوم مجھے
آپ کی ہو جو اجازت تو کھلے سر نکلوں
جلتے خیمے ہی میں جل جاؤں کہ باہر نکلوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

گیارہویں مجلس

در بیان

شہادت حضرت قاسمؑ (دولھا)

(مہدی جناب قاسمؑ کی)

خصوصی مجلس

اشقیا چھٹے نہ تھے سنگ لولاک پر
اصل میں بت آستینوں سے گرے تھے خاک پر
(جوش)

آب خنجر سے گلا جب شاہؑ کا تر ہو گیا
پانی پانی اے سلامی غم سے کوثر ہو گیا
(انیس)

قطعہ

علیؑ نے کر دیا ثابت کہ حیدرؑ ایسے ہوتے ہیں	بہادر ایسے ہوتے ہیں دلاور ایسے ہوتے ہیں
وہی عادت وہی جرأت وہی قدرت وہی حکمت	پیمبرؐ کے وصی بعد از پیمبرؐ ایسے ہوتے ہیں

(۲)

جنت میں صلہ مدح کا حیدرؑ دیں گے	مداح کا مُنہ موتیوں سے بھر دیں گے
ہم تشنوں میں آبرو بڑھانے کیلئے	اپنے ہاتھوں سے جام کوثر دیں گے

(۳)

قاسمؑ کو عدو نے خوں میں جب لال کیا	شبیرؑ نے یہ کہہ کے عجب حال کیا
تابوت پہ جس کے باپ کے مارے تیر	گھوڑوں کے سموں سے اسے پامال کیا

سوز

بس اتنے میں ناگاہ برسنے لگے جو تیر	خیمے کی طرف دیکھ کے چپ ہو گئے شبیرؑ
گھوڑے کو بڑھا کر یہ پکارے شہِ دلگیر	مجبور ہوں اب کھینچتا ہوں میاں سے شمشیر
ہنگامِ وغا برق ہوں، طوفاں ہوں غضب ہوں
ہشیار کہ میں روحِ شجاعانِ عرب ہوں!

(۲)

یارو نہیں ہے مرثیہ پڑھنے کی احتیاج	مقتول رن میں قاسمِ نوشہ ہوا ہے آج
لوٹا گیا ہے رات کی بیاہی کا تخت و تاج	اور دوسرا یہ غم ہے کہ جس کا نہیں علاج
ہے آج رنج فاطمہؑ کے نورِ عین پر
پانی ہوا ہے بند جنابِ حسینؑ پر

سوز ۳

یہ سن کے مادرِ قاسمؑ کا دِل جو بھر آیا — تو اشک پی کے جگر تھام کے یہ فرمایا!
مُبارک اے مرے قاسمؑ کہ اَوج یہ پایا — کہ تم نے فدیۂ شبیرؑ کا لقب پایا
کلامِ دُخترِ زہراؑ کا احترام کرو!
اُٹھو میں واری پھوپھی جان کو سلام کرو

(سوز ۴)

جب لاشۂ قاسمؑ یہ شہؑ بحر و بر آئے — چاک اپنا گریباں کئے ننگے سر آئے
نیزہ لئے ہمشکلِ نبیؐ نوحہ گر آئے — عبّاس سنبھالے ہوئے تیغ و سپر آئے
دیکھا صفت شیر ستمگاروں کو تن کے
حملہ کیا قاتل پہ جگر بند حسنؑ کے!

سلام

سلامی کربلا میں جب بنا ابنِ حسنؑ دولھا

سلامی کربلا میں جب بنا ابنِ حسنؑ دولھا — جو دیکھا آ رہی ہے صحف بہت روئے دلہن دولھا
دلہن نے آستیں پکڑی کہا گر رن کو جاتے ہو — وصیّت کیوں نہیں کرتے مرے اے کم سخن دولھا
اے ابنِ عمؑ نہ شرماؤ مجھے کچھ حکم کر جاؤ! — تمہاری قبر پر بیٹھوں کہ میں جاؤں وطن دولھا
نشانی دو مجھے ایسی کہ محشر میں تمہیں ڈھونڈوں — طلب کرتی ہوں تم سے آستیں پیرہن دولھا
لٹے گا گھر کھلے گا سر پھروں گی قید میں در در — تمہارے بعد سہنے ہیں مجھے رنج و محن دولھا
میری شادی کا ہونا اور تمہاری موت کا آنا — کہیں گے بدقدم مجھ کو جہاں کے مرد و زن دولھا
تمہاری لاش آئیگی تو کن آنکھوں سے دیکھونگی — تمہارا خون میں ڈوبا ہوا زخمی بدن دولھا
تمہارے ہاتھ میں کنگنا بندھا ہے آج شادی کا — تمہارے بعد ظالم اس میں باندھیں گے رسن دولھا
ہوا زخمی گرا گھوڑے سے جب آواز یہ آئی — فدا تم پر ہوا اب رن میں بادشاہ زمن دولھا

جب آئی لاش خیمہ میں دُلہن یہ بین کرتی تھی
مرے مجروح تن دولھا مرے ابن حسنؑ دولھا

شان محرم مہدی جناب قاسمؑ

مرثیہ

اے مومنو جُدائی ہے دولھا دلہن میں آج !

۱
اے مومنو جُدائی ہے دُولھا دولہن میں آج
خلعت کفن ہے پیکر ابن حسنؑ میں آج!
ہے شور الوداع ہر اک مرد و زن میں آج
ہے بے قرار روح حسنؑ کی کفن میں آج
شادی کی جا پہ نوبت فریاد و آہ ہے
دُولھا کی تخت گاہ بس اب قتل گاہ ہے

۲
روتے تھے ڈاڑھیں مار کے ناموس شاہ دیں
آیا دُلہن سے ملنے کو شبّر کا نازنیں
روتی تھی سر کو زانو پہ رکھے وہ مہ جبیں
صدمے سے ہل گیا جگر قاسمؑ حزیں
دل تھام کر سوئے رخ کبراؑ نگاہ کی!
یہ درد اٹھا کے بیٹھ کے مسند پہ آہ کی!

۴۵

آخر بہا کے اشک یہ بولی وہ رشک ماہ
لٹتے ہیں بچپنے میں کہیں کیا زباں سے آہ
چھوڑیں جب آپ نے تو ہمارا کہاں نباہ
قسمت میں تھا کہ قید ستم میں پھریں تباہ
بستی لٹا کے قبر کو آباد کیجئے
جو آپ کی خوشی ہمیں برباد کیجئے

۴۶

ابن حسن نے باتوں میں کھولا بہت مگر
قفل دہن حیا تھی نہ بولی وہ نوحہ گر
دولہا نے جبکہ یہ کہا جھک کر قدم پہ سر
پہلو میں دل تڑپ گیا پھٹنے لگا جگر
گھونگھٹ میں آفتاب سا منھ زرد ہو گیا
کانپی یہ شرم سے کہ بدن سرد ہو گیا

۴۷

رکھ کر دلہن کے ماتھے پہ ہاتھ اپنا یوں کہا
سر کو اٹھاؤ روتی ہو کیوں تم پہ میں فدا
صاحب تمھارے باپ نے تو ہم کو دی رضا
دو تم بھی اذن جنگ کہ نرغے میں ہیں چچا
آتے ہیں تیر ظلم شہ خوش خصال پر
واللہ جائے رحم ہے عمو کے حال پر

شه

صاحب ہمیں کلام کی طاقت نہیں ہے اب
یہ تو کہو کہ تم سے ملاقات ہوگی کب
دولہا نے بھر کے آنکھوں میں آنسو کہا یہ تب
کوثر پہ روزِ حشر ملوں گا میں تشنہ لب
دادی کے ساتھ جب سوئے فردوس جاؤ گی
جس جا حسین ہوں گے وہیں ہم کو پاؤ گی!

شه

جب تک کہ آپ کا نہ ملے گا مجھے سراغ
گلہائے لختِ دل سے رکھوں گی لحد کو باغ
صاحب کی قبر کو نہیں کچھ حاجتِ چراغ
راتوں کو واں جلیں گے ہمارے جگر کے داغ
بادِ صبا کو چلنے نہ دوں گی مزار پر
چھڑکاؤ آنسوؤں سے کرونگی مزار پر

یه

گزرے گی زندگی یونہی مجھ سوگوار کی
تسکین اسی میں ہوگی دلِ بیقرار کی
جاروب کش بنوں گی تمہارے مزار کی
چادر رہے گی فرق پہ گرد و غبار کی
درکار ہے لباس نہ زیور نہ زر مجھے
کافی ہے ایک سید کفنی عمر بھر مجھے

۹

روسنے لگا دُلہن سے یہ کہکر وہ نامدار
اور واں دُہل بجانے لگی فوج نابکار
جرأت کا جوش کرنے لگا دل کہ بیقرار
اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ بیٹھ گئے تین چار بار
جز الفراق پھر نہ سخن کچھ کہا گیا
روتے ہوئے چلے تو دُلہن کو غش آگیا

۱۰

رو کر پکاری ماں کہ میں قربان جاؤں آؤ!
نرغہ ہے شامیوں کا چچا کی مدد کو جاؤ
بیٹا بس اب دُلہن کی محبت سے ہاتھ اُٹھاؤ
لینا ہے باغ خلد تو پھل برچھیوں کے کھاؤ
صدقے گئی عزیز نہ ایسا لہو کرو
جلدی گلا کٹا کے مجھے سُرخ رو کرو

۱۱

ٹپکا کے اشک آنکھوں سے بولا وہ نوجواں
لو اماں جان خالق اکبر نگاہ باں!
جب رن سے آئے لاشہ مجروح خونچکاں
اس تہلکہ میں رکھیے گا اپنی بہو کا دھیاں
روئیں تو آنسو پونچھ کے سمجھائیو انھیں
اماں ہماری لاش نہ دکھلائیو انھیں

مرثیہ ۲

اب دلبرِ حسنؑ کی مصیبت بیاں کریں

در رخصت حضرت قاسمؑ علیہ السلام!

اب دلبرِ حسنؑ کی مصیبت بیاں کریں

۱

مادر کا صبر، بیٹے کی جرأت بیاں کریں!
پیاسے کے بچپنے کی شجاعت بیاں کریں!
دل پائمال ہوں وہ شہادت بیاں کریں!
غل ہو کہ ہائے جانِ حسنؑ خوں میں بھر گئے
پورے جواں بھی ہونے نہ پائے کہ مر گئے

۲

بانوؑ پکاری قاسمؑ ذی جاہ الوداع!
اے نورِ چشم چودھویں کے ماہ الوداع
آواز دی دُلہن نے کہ نوشاہ الوداع
اے ابنِ فاطمہؑ کے ہوا خواہ الوداع
پھر چاند سی یہ شکل دکھانا نصیب ہو
دولھا بنا ہوا تمھیں آنا نصیب ہو!

۳

گھر سے چلا یہ کہہ کے وہ نورِ خدا کا نور
سب سے کہا کہ صاحبو ہوتا ہوں تم سے دور
بخشوائیے ہوا ہو کوئی مجھ سے گر قصور
تم کو دعائے خیر مرے حق میں ہے ضرور
جا پہنچوں جلد خدمتِ شیرِ الٰہ میں
صدقے بہت ہیں گودِ غریباں کی راہ میں

۴

قاسمؑ نے کی یہ عرض کہ ہم خود ہیں بیقرار
دیتے نہیں امامؑ اُنہیں اذن کارزار
یہ کہہ کے ٹال دیتے ہیں عمّوؑ ہر ایکبار
تم تو مرے اخی کی نشانی ہو ہیں نثار!
روئے گی ماں جو خون میں بھرنے کو بھیجدوں
اکبرؑ یہاں رہیں تمھیں مرنے کو بھیج دوں

۳

طفت جگر سے کہتی ہیں یہ زوجۂ حسنؑ
مانگو چچا سے رن کی رضا میرے گلبدن
دو لال صدقے کر کے ہوئی سرخرو بہن
بھائی کے گھر سے کچھ نہیں فدیہ دم محن
انجام الفتوں کا ابھی تک بہ خیر ہے
کہنے میں بات آئے گی بھاوج تو غیر ہے

۲

شبّرؑ کا چاند - کاہش غم سے ھلال ہے
ملتی نہیں رضا یہ تردّد کمال ہے
مادر بھی بے قرار پسر بھی نڈھال ہے
بیٹھے ہیں سر جھکائے، یہ حزن و ملال ہے
بیٹے کو چاہ ہے کہ شہادت حصول ہو
ماں کی ہے آرزو مرا ہدیہ قبول ہو

۶۳

ماتم کریں گی آپ تو سرورؑ نہ روئیں گے
سرورؑ کے ساتھ حضرت شبیرؑ نہ روئیں گے
کیا فاطمہؑ نہ روئیں گی حیدرؑ نہ روئیں گے
یہ سب جو روئیں گے تو پیمبرؐ نہ روئیں گے
جب روئے پنجتن تو قیامت نہ آئے گی
صرف ایک آہ آپ کی یہ حشر ڈھائے گی

۶۴

بولے کہ ہاں یہی ہے یقیں ہم کو اماں جان
پھر بھی یہ عرض ہے کہ اک اشک ہو رواں
زہراؑ کا یہ ہے کہ غم سے جو کی آپ نے فغاں
رو دیں کہیں نہ دیکھ کے آنسو شہؑ زماں
پالا ہے ہم کو نانا اٹھا کر امامؑ نے
میں صدقے رویئے گا نہ ان کے سامنے

۶۵

کیوں اماں جان ٹھیک ہے کیا شہؑ کا یہ خیال
ہم سے بچھڑ کے آپ کو ہوگا غم و ملال؟
کیا رو دیں گے لاش پہ بکھرا کے سر کے بال
ماں اشک پی کے بولی نہیں میرے نونہال
ہرگز نہ میں کروں گی عزا اپنے لال کی
سیکھا ہے صبر میں نے بھی صحبت میں آل کی!

ط

یوں دُرفشاں ہوئے تو گُلِ مدّعا ملا!
مادر نے کی وہ سعی کہ اِذنِ وغا ملا
ایک ایک کے گلے سے وہ یوسف لقا ملا
حضرتؑ ملے تو دل نے کہا اب خدا ملا!
چومے قدم جو شاہ کے اُس نورِ عین نے
پہنا دیا حسنؑ کا عمامہ حسینؑ نے

٩

دیکھیں حضور جب سے شملے کو تار تار
سہرا سمجھ کے دل کو مسرّت ہو بار بار
پُر خوں لباس کو یہ سمجھئے گا ہیں نثار
شادی کا جامہ پہنے ہے بیٹا وفا شعار
رو کر رُلائیے گا نہ ستارہ غیور کو
اماں ہمارے سر کی قسم ہے حضور کو

مہ

خود شہ سے کہہ کے ہم کو دلا دیجئے رضا
جب اذن دیں امامِ اممؑ ۔ آپ دیں دُعا
مقتل میں ہم جو ہوں شہِ مظلوم پر فدا
رکھے نہ دل پہ ہاتھ کبھی ، رونے کا ذکر کیا
فوجیں ہوں خوش تو کہئے کہ شکر اللہ ہے
باجے بجیں تو جانئے قاسمؑ کا بیاہ ہے

۱۳

مجرے کو خم ہوا جو یہ سُنکر وہ دلرُبا
دل کو پکڑ کے رہ گئے مظلومؑ کربلا
قاسمؑ کی ماں نے کھول کے سر کو یہ کی دُعا
نُصرت میں فتحیاب ہو یارب یہ مہ لقا
سرسبز ہو کمائی مری تیرہ سال کی
رہ جائے آبرو زنِ بیوہ کے لال کی!

۱۲

ماں سے وداع ہو کے چلا جب وہ گلعذار
لے آئے ہم شبیہ نبیؐ در پہ راہوار
عباسؑ نے رکاب جو تھامی بصد وقار
بازو پکڑ کے خود شہؑ دیں نے کیا سوار
رُو رُو کر پکاریں زینبؑ ناچار، الوداع
سونپا خُدا کو اے مرے جرّار، الوداع

۱۱

اٹھا پہن کے سبز عمامہ جو گلبدن
دہوکا ہوا کہ آگئے فردوس سے حسنؑ
بھائیؑ کو یاد کر کے جو روئے شہؑ زمن
غم سے پچھاڑیں کھانے لگیں شاہ کی بہن
دیکھی جو شان سبطِ حسنؑ خوشخصال کی
مادر بلائیں لینے لگی اپنے لال کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بارھویں مجلس

در بیان

شہادت حضرت عباس علمبردار

سقائے سکینہ

---

(۱) حاضری حضرت عباسؑ علمبردار

---

(۲) علم حضرت عباس علمبردار

جو وہ شیشے میں کہاں ہے جو الماس میں ہے
سارے عالم کی وفا حضرت عباسؑ میں ہے

قطعہ

ذکرِ علیؑ ہر ذکر سے اعلیٰ دیکھا
اسی اول کو ہر اول سے بالا دیکھا
ہم نے تو اسی ذکرِ علیؑ سے اے نورؔ
سو بار اندھیرے گھر میں اُجالا دیکھا

رُباعیات

تم کہوگے یہ کہ دریا کے قریں عباسؑ ہیں — میں کہوں گا دل میں مومن کے مکیں عباسؑ ہیں
تشنگی صبر و وفا سقائی اور مشک و علم — جس جگہ ملجائیں یہ سب بس وہیں عباسؑ ہیں

(۲)

جسکی شامل ہے مودت دین میں ایمان میں — کس کا منہ ہے حرف لائے کچھ جو اسکی شان میں
ہل اتیٰ پڑھکر بتا اے منکرِ وصفِ علیؑ — مدح میں کس کی قصیدے آئے ہیں قرآن میں

(۳)

جہاں میں آئے تھے عباسؑ بھی وفا کے لئے — ہوئے تھے خلق فقط شاہِ کربلا کے لئے
علیؑ نبیؐ پہ فدا اور حسینؑ پہ عباسؑ — وہ ابتدا کے لئے تھے یہ انتہا کے لئے

قطعہ

چلّو سے پانی پھینک کے عظمت بڑھا گئے — اُلفت کا نقش آبِ رواں پر جما گئے
پر انتہائے عشق تو اس امر میں ہے دوست — پانی چھوا تھا اس لئے شانے کٹا گئے

سوز

عباسؑ کے لاشے پہ آئے جو شہِ دیں — تھی مشک کہیں لاش کہیں ہاتھ کہیں
رو رو کے کہا آنکھ تو کھولو بھائی — لاشے نے ندا دی کہ سکینہؑ تو نہیں

(۲)

سقّائے حرم نے جو نہ پایا پانی — غیرت سے تہِ خاک سمایا پانی!
کیا عشق ہے کوثر پہ سکینہؑ کے بغیر — عباسؑ نے منھ سے نہ لگایا پانی

(۳)

جب قصد کیا نہر کا سقّائے حرم نے — مشکیزہ رکھا دوش پہ اس بحرِ کرم نے
رو رو کے برادر سے کہا شاہِ اُممؑ نے — بھائی تمھیں بیٹوں کی طرح پالا ہے ہم نے

مرنے کو نہ جاؤ کہ نشانی ہو [illegible] علی کی
توڑو نہ ضعیفی میں کمر سبطِ نبیؐ کی

(۴)

شہ نے آنسو جو بہائے یہ وصیت سُن کر — شدتِ غم سے جگر تھام کے روئے اکبرؑ
بولے شبیرؑ کہ اے نورِ نگاہِ حیدرؑ — خاتمہ تجھ پہ وفا کا ہے مرے رشکِ قمر
کہہ کے یہ لاش برادر کے قریں بیٹھ گئے!
گود میں بھائیؑ کا سر رکھ کے وہیں بیٹھ گئے!

(۵)

شیر دل اور اسداللہ کے دلبر ہیں یہی — تیور دیکھے یہ ہے ظاہر کہ غضنفر ہیں یہی
اور بازو سے عیاں فاتحِ خیبر ہیں یہی — دیکھنے والوں کو دھوکا ہو کہ حیدرؑ ہیں یہی
لڑتے ان سے تو سرِ مرحب و عنتر کٹتے!
زد پہ آ جاتے تو جبریلؑ کے شہپر کٹتے!

سلام

از معجز جونپوری

پوچھنے والے! بتائیں ہم کہ کیا عباسؑ ہیں — تاجدارِ کشورِ اہلِ وفا عباسؑ ہیں
اِبنیت نے فاطمہؑ زہرا کی وہ بخشا شرف — سایۂ محبوب، محبوبِ خدا عباسؑ ہیں
مطلعِ انوارِ صبحِ آرزوئے مرتضٰے — نازِ فرزندِ علیؑ مرتضٰے عباسؑ ہیں
اپنی جانب جس نے گھر بھر کی توجہ موڑ دی! — عہدِ طفلی ہی سے وہ بختِ رسا عباسؑ ہیں
ہم مزاجی بھی جسے معصوم کی حاصل رہی — زندگی کیا شے ہے اس کے آشنا عباسؑ ہیں
جیسے حیدرؑ تھے محمدؐ کی کتابِ زندگی — ویسے ہی سرورؑ کے قرآنِ وفا عباسؑ ہیں
زندگی بھر آنچ آنے ہی نہ دی شبیرؑ پر — ہر جہت سے ثانیٔ مشکل کشا عباسؑ ہیں
نصرتِ حق میں علمداری خدا کی دین ہے — ابتدا جس کی علیؑ ہیں انتہا عباسؑ ہیں

جو سرِ فہرست ہے تاریخ کے اوراق میں — ایسی ہستی بعد شاہِ کربلا عباسؑ ہیں
فاطمہ صغرا کے گھر سے خیمۂ شبیرؑ تک — کتنے ہی بے وارثوں کے آسرا عباسؑ ہیں
گھاٹ پہ پہرے لگا کر روکنا آساں نہیں — شاہ میں یہ ضیغم شیرِ خدا عباسؑ ہیں

تم بھی اے مجبر اس صورت عمل کرتے رہو
جو لبِ معصوم پر ہے وہ دعا عباسؑ ہیں

سلام ۲

وفا کی داستاں ہے اور زباں بے زبانی ہے — مرے ہر اشکِ غم میں دردِ دل کی ترجمانی ہے
مٹا کر اپنی ہستی کو یہ ثابت کر دیا تو نے — وفا کی راہ میں مرنا حیاتِ جاودانی ہے
تری تشنہ دہانی تھی بہ اندازِ وفا! ورنہ — ترے قبضہ میں دریا ہے تری ٹھوکر میں پانی ہے
یہ کس کے نام کا چلتا ہے سکہ بزمِ عرفاں میں — یہ کس کی آج تک اہلِ وفا پر حکمرانی ہے
ترا ثانی نہ پایا کوئی اے ماہِ بنی ہاشم — زمانے بھر کی خورشیدِ فلک نے خاک چھانی ہے
علیؑ میں اور عباسؑ علیؑ میں فرق ہے اتنا — وہ نقشِ نقشِ اوّل ہے یہ نقشِ نقشِ ثانی ہے

زمانہ رفتہ رفتہ ہو گیا درد آشنا آخر
نظر اب کربلا والوں کی ہر لب پر کہانی ہے

مرثیہ

"بھائی کی لاش ڈھونڈھ رہے تھے جو شاہِ دیں"

بھائی کی لاش ڈھونڈھ رہے تھے جو شاہؑ دیں — رو کر یہ شہ سے کہنے لگے اکبرؑ حزیں
لیجئے یہی ہے لاشۂ عباسؑ مہ جبیں — گھوڑا کہیں ہے آپ کہیں ہیں علم کہیں

رکھے ہوئے ہیں مشک پہ منہ پیار دیکھئے!
شانے کٹے ہیں شانِ علمدار دیکھئے!

۵۴

اکبرؑ نے عرض کی کہ چچا جان مر گئے
جھک کر پکارے شاہ کہ بھیّا کدھر گئے
منہ تو اُٹھاؤ خاک سے رخسار بھر گئے
واحسرتا حسینؑ کو بے آس کر گئے
اب کون دے گا دُکھ میں نبیؐ کے پسر کا ساتھ
دم بھر میں تم نے چھوڑ دیا عمر بھر کا ساتھ!

۵۵

یہ بات سُن کے نزع میں عباس تھرتھرائے
قطرے لہو کے آنکھوں سے عارض پہ بہہ کے آئے
دو بار سر پٹک کے پکارے کہ ہائے ہائے
پُرخوں سر حسینؑ کے قدموں کے پاس آ گئے
ہچکی کے ساتھ موت کا خنجر بھی چل گیا
سر پاؤں پر دھرا رہا اور دم نکل گیا

۵۶

یہ چلائے گر کے خاک پہ شبیرؑ نامدار
بھیّا تمہاری نرگسی آنکھوں کے میں نثار!
اس نزع میں بھی تھا تمہیں بھائیؑ کا انتظار
آنکھیں پھرا کے ڈھونڈتے تھے گھر میں بار بار
شاید زباں ہے بند جو منہ کھولتے نہیں
روتے ہوئے ہم آئے ہیں تم بولتے نہیں

یہ بین فاطمہؑ نے کیے جب بصد بکا!
تڑپے اک آہ کر کے شہنشاہ کربلا
ناگاہ آئی در سے سکینہؑ کی یہ صدا
بابا میں اب نکلتی ہوں گھر سے برہنہ پا!
روتے ہیں آپ کیوں، مرے عموؑ کدھر گئے
حضرتؑ نے دی صدا کہ جہاں سے گذر گئے

آئی صدا یہ حضرت خاتونؑ روزگار!
اے میرے لال تیرے تڑپنے کے ہیں نثار
ہے ہے جہاں سے اٹھ گیا ایسا وفا شعار
میرا پسر ہے آج سے عباسؑ نامدار
بیٹیا بلائیں لاش کی لینے کو آئی ہوں
پرسا تمہارے بھائیؑ کا دینے کو آئی ہوں

اکبرؑ سے پھر کہا کہ علم خاک سے اٹھاؤ!
پُرخوں یہ مشک خیمۂ عصمت میں لیکے جاؤ
بیوہ ہوئی پھپھی اسے پرسا دو خاک اڑاؤ
بیٹا چچا کے بچوں کو جا کر گلے لگاؤ!
پوچھیں جو سب کہ سبط پیمبرؑ کدھر گئے
کہہ دیجیو کہ بھائیؑ کے لاشے پہ مر گئے!

نه

زیرِ علم تھا زوجۂ عباسؑ کا یہ حال
ماتھا بھرا تھا خاک سے بکھرے ہوئے تھے بال
چلاتی تھی یتیم ہوئے ہائے میرے لال
دُنیا سے کھو گئے مجھے عباسؑ خوشخصال
ہے ہے علیؑ کا نورِ نظر مجھ سے چھُٹ گیا
میں رانڈ ہو گئی مرا اقبال لُٹ گیا

ع

حضرت نے لا کے نصب کیا صحن میں علم
اور گر پڑے زمیں پہ شہنشاہ باکرم
سب سے کہا کہ جینے نہ دے گا ہمیں یہ غم
جن سے جُدا نہ ہوتے تھے کھو آئے ان کو ہم
پوچھو ہمارے دل سے مصیبت جدائی کی
بس بھائی جانتا ہے محبت کو بھائیؑ کی!

مه

فرما کے یہ زمیں سے اُٹھے شاہِ انس و جاں
رو کر علم سے باندھ دی وہ مشکِ خونچکاں
تا پہنچے حرم سرا کے جو نزدیک ناگہاں
سر پیٹ کر سکینہؑ نے تب یہ کیا بیاں
اندھیر ہے جہاں میں مجھے سوجھتا نہیں
ہے ہے علم تو آیا ہے میرا چچا نہیں

۱۱

یہ کہہ کے پیٹنے جو لگی وہ بعد الم
زینبؑ نے تب یہ شہ سے کہا یا شہِ امم
سب سے ہوا ہے زوجۂ عباسؑ پر یہ غم
زینبؑ نہ تا رخیمے سے لے جایئے علم
ماتم ہیں اور کوئی مصیبت گذر نہ جائے
ڈر ہے مجھے کہ زوجۂ عباسؑ مر نہ جائے

۱۲

زینبؑ سے تب یہ کہنے لگے سیدِ زمن
لے کر نشان جائے کہاں اب یہ بے وطن
اب تو نہ فوج ہے نہ علمدارِ صف شکن
گھر لٹ گیا علم کو بڑھاؤ اب اے بہن
لو یہ نشان حضرتِ دلدل سوار لو
پٹکا علم سے کھول دو پنجہ اُتار لو

۱۳

شہ سے سُنا علم کے جو بڑھنے کا سب نے نام
سیدانیوں نے گھر دیکھا آ کے اژدھام
رایت لٹا کے خاک پہ کہنے لگے امام
لے الوداع اے علمِ سید الانام
پیاسے گلے کو خنجرِ خونخوار چاہیئے
بس اب ہمیں علم نہ علمدار چاہیئے

۱۴

سُن کر یہ سوئے نہر چلا پیٹتا وہ سر
گھبرا کے بولے شاہ کہ بیٹا چلے کدھر
کی عرض شہ سے ننھے سے ہاتھوں کو جوڑ کر
بابا کی لاش اُٹھانے کو جاتا ہوں نہر پر
میّت نہ اُٹھ سکے گی تو خالی نہ آئیں گے
دامن میں ہم کٹے ہوئے ہاتھوں کو لائیں گے

۱۵

چھوٹا یہ شہ سے کہتا تھا آنسو بہا بہا
بابا ہمارے گھر میں کب آئیں گے کیوں چچا
آیا علم پہ ان کے نہ آنے کی وجہ کیا
چھوٹے سے تب یہ رو کے بڑے بھائیؑ نے کہا
اماں کی مانگ اُجڑ گئی صدمے گذر گئے
بھیّا تمھیں خبر نہیں بابا تو مر گئے

۱۶

زیرِ علم کھڑے تھے جو عباسؑ کے پسر
تسمہ کھلا تھا ایک کا اک تھا برہنہ سر
ماں نے جو طوق اُتارے تھے اور کان کے گہر
سہما ہوا تھا ایک تو ایک پیٹتا تھا سر
زلفوں پہ گرد تھی تو رخوں پر غبار تھا
چہروں سے دردِ بے پدری آشکار تھا

مرثیہ ۲٦

"جب زانوئے حسینؑ پہ عباسؑ مر گئے"

۱

جب زانوئے حسینؑ پہ عباسؑ مر گئے!
چلّائے شاہِ دیںؑ ہمیں بے آس کر گئے!
ہم کو اکیلا چھوڑ کے بھائی کدھر گئے!
کوثر پہ مشک بھرنے کو یا جنتم تر گئے
اب کون ہے حبیبِ خدا کے حبیب کا
تم نے بھی ساتھ چھوڑا حسینؑ غریب کا

۲

بیکس کا اب کوئی نہ رہا وا مصیبتا
بازو ہمارا ٹوٹ گیا وا مصیبتا
پہلے تمھیں کو آئی قضا وا مصیبتا
بچپن کا آج ساتھ چھٹا وا مصیبتا!
اٹھو ذرا کہ بھائی کو چھاتی لگاؤں میں!
اے میرے شیر اب تجھے کس طرح پاؤں میں!

۵۵

اکبرؑ نے لاش گھوڑے پہ رکھ کر بچشم نم
تلوار ایک ہاتھ میں لی اک ہاتھ میں علم
دریا سے گھر کو روتے چلے سرورِ اُمم
جو سدِّ راہ آکے ہوئے بانیٔ ستم
بولے ابھی نہ بھائی کا مردہ اُٹھائیے
سر کاٹ لیں تو لاش کو پھر لے کے جائیے

۵۶

یہ سن کے روئے خوب سا شاہ فلک مقام
اکبرؑ سے پھر یہ کہنے لگے شاہ تشنہ کام
گھوڑے پہ ڈالو لاشۂ عباسؑ نیک نام
آہستہ لے چلو انھیں اب جانب خیام
کس طرح غم میں بھائی کے بھائی کو کل پڑے
سر پیٹتی نہ خیمے سے زینبؑ نکل پڑے

۵۷

آئی صدا یہ لاش کے پہلو سے ایک بار
بس صبر کر حسینؑ یہ بابا تیرے نثار
کہتے ہو کس سے مر گئے عباسؑ نامدار
رونے سے تیرے گر ہوتا ہے دل میرا بے قرار
قبرِ رسولؐ صدمے سے اب تھرتھراتی ہے
زہراؑ بھی پیٹتی ہوئی لاشے پہ آئی ہے

۱۳۲

کس طرح لاش آپ کو لے جانے دیں بتاؤ
عباسؑ سا جری ہو کوئی اور تو بتاؤ
دیکھیں تو لاش اپنے برادر کی لے تو جاؤ
بس کہدیا حسینؑ نہ آگے قدم بڑھاؤ
کیوں تیغ کھینچتے نہیں حضرت نیام سے
بے سر لئے ہٹیں گے نہ ہم اس مقام سے!

ہرگز نہ مانیو کہ یہ منت جو شاہؑ دیں!
پامال کیجیو، تنِ عباسؑ نازنیں!
آنے نہ پائے سبطِ نبیؐ، بھائی کے قریں!
کیجیو نہ رحم فاطمہؑ کے لال پر کہیں!
جتنا رُلایا جائے رُلانا حسینؑ کو
منظور ہے ہمیں تو ستانا حسینؑ کو!

ہم کو لکھا ہے حاکم کوفہ نے سر بسر
ہاں جلد بھیج دو سرِ عباسؑ نامور
سنتا ہوں میں شبیہِ علیؑ ہے وہ خوش سیر
نازاں اسی پہ ہے اسد اللہ کا پسر
دینا یہ داغ دل کو شہِ مشرقین کے
سر اس کا کاٹ لیجیو آگے حسینؑ کے

۱۱

یہ سُن کے دوڑیں پیٹتی سر اپنا بی بیاں
اتنے میں آئے لاش کو لے کر شہِؑ زماں
بولی سکینہؑ لوگو چچا میرا ہے کہاں
بابا تو پھر کے آگئے، پر آئے نہ عمّوؑ جاں
تیغِ الم سے سینہ میں دل پاش پاش ہے
بتلاؤ پشتِ اسپ پہ کس کی لاش ہے

۱۰

فضّہؑ پکاری خیمہ میں جاکر بچشمِ نم
لاتے ہیں لاش بھائیؑ کی تنہا شہِؑ امم
دستِ بریدہ ہاتھ میں ہے اور کمر ہے خم
اکبرؑ لئے ہوئے ہیں علمدارؑ کا علم
ابنِ علیؑ کا نیزوں سے تن پاش پاش ہے
سقّائے اہلبیتؑ کی گھوڑے پہ لاش ہے

۹

سنتے ہی آگیا علی اکبرؑ کو بس جلال
فرمایا یوں بگڑ کے تمھاری ہے کیا مجال
اس دم چچا کی لاش کا لینا تو ہے محال
تنہا نہیں ہے ظالمو! خیر النساءؑ کا لال
اکبرؑ سا شیر سبطِ پیمبرؐ کے ساتھ ہے
اے دشمنو یہ سر تو مرے سر کے ساتھ ہے

۱۲

زینبؑ پکاری پیٹ کے سر کو بہ اشک و آہ
عباسؑ تیرے مرنے سے ہم ہو گئے تباہ
ڈھارس تھی تیرے دم سے ہمیں اے علیؑ کے ماہ
بے یار و آشنا ہوئے اب شاہِ دیں پناہ
چھوڑا ہے بھائی تم نے شہِ کربلائی کو
تیغوں سے آ کے کون بچائے گا بھائی کو

۱۳

لاشے کے پاس زوجۂ عباس نامور
چلّاتی تھی یہ ہاتھوں سے سر پیٹ پیٹ کر
لونڈی کو چھوڑ کر مرے صاحب گئے کدھر
تھامو اٹھیں، تڑپتے ہیں یہ آپ کے پسر
جا کر لبِ فرات جہاں سے سفر کیا!
چھوٹے سے سن میں تم نے انھیں بے پدر کیا

۱۴

برباد میرا گھر ہوا غربت میں ہائے ہائے
صاحب بتائیے کہ یہ رانڈ اب کدھر کو جائے
جو حال ہے کلیجے کا لونڈی کسے بتائے
اب چین ہے اسی میں کہ مجھ کو بھی موت آئے
شمشیرِ غم سے سینہ میں دل چاک چاک ہے
وارث ہی جب ہوئے نہ تو جینے پہ خاک ہے

مرثیہ ۳۶

"ٹھنڈا ہوا علم جو حسینی سپاہ کا"

۱

ٹھنڈا ہوا علم جو حسینی سپاہ کا
غل تھا مٹایا نام علمدار شاہ کا
بس اب کوئی جواں نہیں اس عز و جاہ کا
لوٹا اب آسرا شہِ عالم پناہ کا
شہ نے کہا کہ اور بھی برباد ہم ہوئے
اکبر ہمارے بازو کے بازو قلم ہوئے

۲

دوڑے یہ کہہ کے جانب مقتل شہ انام
لکھا ہے چند بار گرے خاک پر امام
اکبر نے دوڑ دوڑ کے تھاما ہر ایک گام
شہ لاش پر گئے تو وہ غازی ہوا تمام
شہ نے کہا نشانِ علی کو فتح کر گئے
آئے جو ہم یہاں تو علمدار مر گئے

۵

خالی علم سکینہؑ نے دیکھا جو ناگہاں
پوچھا پدر سے کہئے چچا جان ہیں کہاں
لائے جو آپ مشک و علم لے شہِ زماں
آئے نہ ساتھ آپ کے عموئے مہرباں
پانی نہ لائے مجھکو بھرو سا یہ دے گئے
پیاسی ہوں میں وہ نہر سے آگے چلے گئے

۶

دوڑے تمام اہل حرم سُنکے یہ خبر
داخل ہوئے علم لئے سلطان بحر و بر
روئے نشان صحن میں خیمے کے گاڑ کر
اہل حرم میں شور قیامت ہوا ادھر
دل غم سے اہلبیت پیمبرؐ کے پھٹ گئے
سب خوں فشاں علم سے بس آکر لپٹ گئے

۷

شہ نے اُٹھایا خاک سے مشکیزہ و علم
لاشہ کیا سپرد خدا رو کے بے ستم
لیکر علم جو گھر کو پھرے سیدِ امم
آکر قریب خیمہ پکارے بہ درد و غم
لوبی بیو پھر آیا نشان اس سپاہ کا
آتا ہے سرنگوں علم فوج شاہ کا

ش

مجھ کو گلے لگا کے تسلّی تو دی یہاں
لیکن وہ مشک جانبِ دریا ہوئے رواں
میں انتظارِ آب میں بیٹھی ہوں نیم جاں
پیاسی ہوں میں پھرے کر نہ چچا نے شہِ زماں
کیونکر بھلا دیا میرے اندوہ و پیاس کو
کیا ہے پر وہ بھول گئے میری پیاس کو!

ش

مشکیزہ لے کے مجھ سے تو وہ کہہ گئے تھے آہ
جاتا ہوں تیری پیاس کی خاطر خدا گواہ
رو رو کے میری جان تو حالت نہ کر تباہ
پانی پلاؤں گا تجھے لا کر یہی ہے چاہ
واقف ہوں میں تڑپتی ہو تم پیاسی رات سے
لاتا ہوں پانی بی بی کی خاطر فرات سے

ش

لیکن علم کے تھے یہاں سے میرے چچا
بھجوا دیا علم نہ خود آئے یہ کیا ہوا
لونگی چچا کو آپ سے میں [illegible] ہوا
وہ رہ گئے کہاں یہ بتاؤ مجھے ذرا
آئے نہ گھر نہ دھیان ہمارا ہوا انہیں
کیونکر مرا فراق گوارا ہوا انہیں

۱۱

اِس بات سے تو صاف یہ مجھکو یقین ہے اب
گھر میں علم کے آنے کا یہ کیا ہوا سبب
ہے میرے دیکھے چین پڑے گا انھیں بھی کب
مارے گئے چچا مجھے بتلا رہے ہیں سب
ناحق چھپاتے ہیں مجھے معلوم اب ہوا
عمو مرے شہید ہوئے لو غضب ہوا!

۱۰

کس کے لہو سے سُرخ پھریرا ہے یا امام
مجھ سے چھپیئے نہ خبر یا شہِ انام
شہ نے کہا چچا نے کیا نہر پر مقام
یہ سُن کے پھر پدر کو پکاری وہ تشنہ کام
میری عطش بجھانے کو تو کہہ گئے تھے وہ
پانی تو بھیجدیتے اگر رہ گئے تھے وہ

۹

کیونکر کہوں کہ بھول گئے مجھ کو میرے عم!
ہرگز انھیں سکینہ کی اُلفت نہیں ہے کم!
پر ہاں یہی خیال ہے اب مجھ کو دمبدم
وہ بھی کہیں نہ قتل ہوئے ہوں یہی ہے غم
بھجوا دیا علم تو ترائی کے واسطے
مارے گئے چچا مرے پانی کے واسطے

۱۲

یہ سُنکے اُٹھی! بانوؑ نے دیکھا اِدھر اُدھر
دیکھا پڑی ہے مُردے کی صورت وہ خاک پر
بانوؑ پکاری بھابھی اُٹھو گھر کی لو خبر
لو خاک اُڑا دو مر گئے عباسؑ نامور
وارث کے غم میں سر تو بہر حال کھول دو
اُٹھو چلو علم کے تلے بال کھول دو!

۱۳

یہ بات سُن کے بانوؑ سے کہنے لگے یہ شاہ
دیکھو کہاں ہے زوجۂ عباسؑ خیر خواہ
لائے اسے کہ غم سے مرا حال ہے تباہ
شوہر کو اپنے آکے وہ روئے بہ اَشک و آہ
جنسِ عزا ئے شوہر غم دیدہ مول لے
زیرِ علم وہ آکے گندھے بال کھول دے

۱۴

شہ نے کہا کہ صبر کرے اے سوختہ جگر
کوثر پہ اب تمھارے چچا کر گئے سفر
کھویا تمھاری پیاس نے سقہ کو عمر بھر
یہ سُنتے ہی بچی کو پکاری وہ پیٹ کر
دن عیش کے اب اے بچی اماں گذر گئے
ننھی چھڑیاں بڑھاؤ چچا جان گذر گئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

تیرہویں (۱۳) مجلس

در بیان

شہادت حضرت علی اکبر علیہ السلام

جب لشکر خدا کا پھریرا عیاں ہوا
شیر خدا کا شیر سوئے رن رواں ہوا
نعرہ علیؑ علیؑ کا جو ورد زباں ہوا
فوج عدو میں حشر کا پیدا سماں ہوا
دیکھے نہیں جری کبھی اس شکل و شان کے
تھا شور شیر آتا ہے سینے کو تان کے

مجرئی ماتم ارباب وفا آج بھی ہے
نالۂ فاطمہؑ زہرا کی صدا آج بھی ہے
(احسان امروہوی)

قطعہ

یادگار عالم اسلام و روح کربلا
صبح اکبرؑ کی اذاں اور شام سرورؑ کا سجود
ایک تکبیر سحر سے اک نماز عصر سے
تا قیامت دین کو حاصل ہے یہ نام و نمود
(صابر تھاریانی)

رباعیات

(۱)

بیٹھا ہوا جب سبط پیمبرؐ پہ فدا — شہؑ جا کے ہوئے لاشۂ دلبر پہ فدا
بانوؑ سے کہا شکر خدا کا ہے مقام — اکبرؑ بھی ہوئے خالق اکبر پہ فدا

(۲)

کیا کیا ہوئے شبیرؑ کے پیارے مقتول — پہ خیمہ سے نکلی نہ کبھی آل رسولؐ
اکبرؑ جو ہوا قتل تو رن میں آئی! — زینبؑ خیمہ سے اور جنت سے بتولؑ

(۳)

حالت یہ تھی اکبرؑ کے لیے مادر کی — نے ہوش تھا پا کا نہ خبر تھی سر کی
سن پوچھتا تھا کوئی تو کہتی تھی آہ — اٹھارہ ہویں تھی سالگرہ اکبرؑ کی

(۴)

جنگ کے میدان میں جب آئے ہمشکل رسولؐ — رن پکارا شامیو بھاگو کہ اکبرؑ آ گئے
دیکھ کر صورت کو حیرت سے یہ چلائے عدو — حشر آیا قبر سے واپس پیمبرؐ آ گئے

سوز

(۱)

جس دم نظر سے بانوؑ کی اکبرؑ نہاں ہوئے
تڑپا یہ دل کہ آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے
بولی کہ میری جان روانہ کہاں ہوئے
کیا غم ہمارا نام خدا اب جوان ہوئے
عشق پدر اٹھائیں ہمیں ان کا خیال ہے
مڑ کر ادھر نہ دیکھا کہ کیا ماں کا حال ہے

(۲)

برچھی کی انی جب لگی اکبرؑ کے جگر میں!
اور مر گیا دم توڑ کے آغوش پدر میں
شہؑ نے کہا کس طور تجھے لے چلوں گھر میں
بازو میں نہ طاقت ہے نہ قوت ہے جگر میں
لے جانا تیری لاش کا دشوار ہے بیٹا!
سر اپنا بھی تن پر یہ مجھے بار ہے بیٹا

(۳)

اکبرؑ نے کچھ بہار نہ دیکھی شباب کی
"تکلیف تین روز رہی قحط آب کی
شدت وہ پیاس کی وہ تپش آفتاب کی
تڑپی لحد میں روح رسالت مآب کی!
صدمہ سے دل پہ شاہ کے زخم اجل لگا!
گویا کہ جگر کلیجہ میں برچھی کا پھل لگا!

سلام

(از احسان امروہوی)

دنیا میں کچھ بہتر سے بھی بہتر نظر آیا
وہ بعد محمدؐ ہمیں حیدرؑ نظر آیا

صدقہ میں غم شہ کے یہ منظر نظر آیا
پردے میں ہر اک اشک کے کوثر نظر آیا

ہر موج تلاطم نے لئے پاؤں کے بوسے
ساحل پہ جو عباسؑ دلاور نظر آیا

اس طرح بڑھے عونؑ و محمدؑ سر میداں
جعفرؑ نظر آیا کوئی حیدرؑ نظر آیا

اللہ رے انصار حسینی کا یہ جذبہ
ہر پیر و جواں مالک اشتر نظر آیا

دیکھا جو جبینوں پہ نشاں خاکِ شفا کا — دھندلا سا ہمیں ماہِ منور نظر آیا
نازاں نہ ہو کیوں سبطِ پیمبرؐ پہ امامت — قربانیٔ پیہم کا پیمبرؐ نظر آیا
پُر نور جو پڑھا خونِ حسینؑ ابن علیؑ کا — ہر صفحۂ تاریخ منور نظر آیا
اصغرؑ نے پھرائی جو زباں خشک لبوں پر — میداں میں جب لاشۂ سرور نظر آیا
ہر گام پہ دُنیا تہہ و بالا نظر آئی — جب نیزے پہ شبیرؑ ترا سر نظر آیا
دربارِ یزیدی میں قیامت ہوئی برپا — سجادؑ حزیں جب سرِ منبر نظر آیا

احسان غمِ شہ میں ہوئی آنکھ جو پُر نم!
جنت نظر آئی کبھی کوثر نظر آیا

سلام ۲

"میرے لب پر مدحتِ لختِ دلِ شبیرؑ ہے"

از حسین بھائی نظر

اُلفتِ آلِ نبیؐ کی بھی عجب تاثیر ہے — رحمتِ ربِ علا ہر وقت دامنگیر ہے
میرے لب پر مدحتِ لختِ دلِ شبیرؑ ہے — آج کتنے اَوج پر یا رب مری تقدیر ہے
عرش سے تا فرش اِک جلوہ ہے اک تنویر ہے — یہ وہ پوشاک ہے کہ شہرت جسکی عالمگیر ہے
یہ بھی سوچا ہے کبھی اے کلمہ گو تو نے بتا — کس کے دم سے آج لب پر نعرۂ تکبیر ہے
دیکھتے ہی صورتِ اکبرؑ یہ بول اُٹھے حسینؑ — ہو بہو یہ میرے نانا جان کی تصویر ہے
اِس جہاں میں حق پرستوں کیلئے کیا ہے کمی — خنجر و تیغ و سناں ہیں تیر ہے شمشیر ہے
ہو گئے رفع تیرے آج تجھ سے حزن اذا ہیں
تیری قسمت میں یقیناً خُلد کی جاگیر ہے

مرثیہ

ہمشکل نبیؐ شیر خدا تھے علی اکبرؑ

۱

ہم شکل نبیؐ شیرِ خدا تھے علی اکبرؑ
شوکت میں شہ عقدہ کشا تھے علی اکبرؑ
شبیرؑ کے پیری کے عصا تھے علی اکبرؑ
اور بانو کی آنکھوں کی ضیا تھے علی اکبرؑ
جلوہ رُخ پر نور پہ تھا نورِ نبیؐ کا
روشن تھا گھر اس ماہ سے زہراؑ و علیؑ کا

۲

اس طرح کا محبوب پسر جسکو خدا دے
کیونکر وہ پدر بیٹے کو مرنے کی رضا دے
کس طرح سے ماں دولت اولاد لٹا دے
یہ آگ جو بھڑکے تو کلیجے کو جلا دے
فرزند جواں کوئی بشر کھو نہیں سکتا
یہ صبر بجز ابن علیؑ ہو نہیں سکتا

۳

اٹھارہ برس رنج اٹھا کر جسے پالیں
کس طرح سے داغ اس کی جوانی کا اٹھالیں
بس ہو سکے تو آپ اسکی عوض برچھیاں کھالیں
ناچار ہیں کس طرح کلیجے کو سنبھالیں
واں رحم دل فوج جفا جو میں نہیں ہے
یاں دل کا یہ عالم ہے کہ قابو میں نہیں ہے

۴

فرزند کا منہ دیکھ کے فرماتے ہیں سرورؑ
عباسؑ نہیں مر گئے ہم مر گئے اکبرؑ
دشمن کو بھی یہ داغ دکھائے نہ مقدر
پہنچا گئے بھائی کو لب گور برادر
بابا کی عوض عترت حیدرؑ کو سنبھالو
ہم مرنے کو جاتے ہیں تم اب گھر کو سنبھالو

۵

تم ہی کہو کس طرح کہوں مرنے کو جاؤ
میں آنکھوں سے دیکھا کروں تم برچھیاں کھاؤ
اے لال رضا مرنے کی مادر سے تو لے آؤ
زینبؑ کو تو راضی کرو آنسو نہ بہاؤ
پوچھا بھی ہے دونوں سے جو مرنے کو چلے ہو
رخصت تمھیں دے کون کہ نازوں کے پلے ہو

۵۲

یہ سُنکے جگر ہو گیا اکبرؑ کا دو پارا
مادر سے کیا جوڑ کے ہاتھوں کو اشارا
رُخصت مجھے بابا سے دلا دیجئے خُدارا
ان باتوں کے سُننے کا مجھے اب نہیں یارا
جس طرح ہو اس کام میں کد کیجئے اماں!
فرزند کی مُشکل میں مدد کیجئے اماں!

۵۳

اس لال کی جس وقت دلہن بیاہ کے لانا
بانوؑ یہ رہے دھیان ہمیں بھول نہ جانا
میری بھی طرف سے اسے چھاتی سے لگانا
پوتا ہو تو مرقد پہ ہمارے اسے لانا
جب آن کے وہ گھٹنوں تُربت پہ چلے گا
ان چھوٹے سے تلووں سے حسینؑ آنکھیں ملے گا

۵۴

یہ سُن کے گئے خیمہ میں روتے ہوئے اکبرؑ
ناموسِ رسولؐ توبی ہو گئے مُضطر
رنگ اُڑ گیا بیتاب ہوئیں شاہ کی دُختر
بانوؑ نے کہا خیر تو ہے اے مرے دلبر
کیا ظلم ہوا ایسا جو یوں روتے ہو بیٹا
ان آنکھوں کے ماں صدقے ہو کیوں روتے ہو بیٹا

۱۱

یہ کہہ کے جو فرزند سے روئے شہ مظلوم
خیمے میں جواں بیٹے کی رخصت کی ہوئی دھوم
کہنے لگے ہم شکل نبیؐ شہؑ کے قدم چوم
رکھئے گا دم نزع نہ دیدار سے محروم
ماں بولی ہمیں شکل دکھاؤ گے نہ اکبرؑ
صدقے گئی تم گھر میں پھر آؤ گے نہ اکبرؑ

۱۰

یہ سنتے ہی قدموں پہ گرے اکبرؑ ذیجاہ
چھاتی سے لگا بیٹے کو فرمانے لگے شاہ
بابا یہ ہے دشوار جدائی تری واللہ
خیر اب یہی مرضی ہے تو میداں کی لو راہ
عرصہ نہیں کچھ زیست سے گھبرائے ہیں ہم بھی
تم آگے چلو پیچھے چلے آتے ہیں ہم بھی

۹

ماں کانپ گئی بی بیاں رونے لگیں ساری
اکبرؑ کے بھی زینبؑ کے بھی آنسو ہوئے جاری
بانوؑ نے کہا شہ سے یہ لونڈی گئی واری
اکبرؑ نہیں جینے کے جدائی میں تمہاری
رخصت انھیں کیوں دیتے ہیں پوچھے کیا ہو
کچھ ان کی ہے تقصیر کہ لونڈی سے خفا ہو!

۱۲

یہ ذکر تھا جو رن میں قیامت ہوئی بپا
ہر سمت سے اکبرؑ پہ کیا فوج نے نرغا
تلواریں چمکنے لگیں مینھ تیروں کا برسا
اکبرؑ نے بھی لے نام علیؑ تیغ کو کھینچا
غل تھا کہ کبھی ایسی لڑائی نہیں دیکھی
یہ تیغ کی برشتی صفائی نہیں دیکھی!

۱۳

میدان میں یہ غل تھا کہ صدا شاہ کی آئی
اب دلبر زہراؑ کا بھتیجا ہے نہ بھائی
باقی تھا یہ بیٹا تو ہوئی اس سے جدائی
یارو مجھے دیتا نہیں آنکھوں سے سجھائی
ہمشکل پیمبرؐ ہے یہ دلبند ہے میرا
اٹھارہ برس کا یہی فرزند ہے میرا

۱۴

شاہؑ روتے رہے بانوؑ بھی کرتی رہی زاری
میدان میں پہنچی علی اکبرؑ کی سواری
مقتل کی زمیں حسن سے روشن ہوئی ساری
اک نور جو چمکا متحیر ہوئے ناری!
ثابت ہوا سب کو رخ روشن کی چمک سے
خورشید زمیں پر اتر آیا ہے فلک سے

۱۵

یہ کہتے ہی بتورِ علیؑ اکبرؑ نے پھرائے
ہمراہ دمِ سرد کے آنسو نکل آئے
سر پیٹ کے شبیرؑ سخن لب پہ یہ لائے
آغوش سے بابا کی چلے بانو کے جائے
کیا بولتے دنیا سے سفر کر گئے اکبرؑ
سوکھی ہوئی دکھلا کے زباں مر گئے اکبرؑ

۱۶

اتنے میں یہ پُر درد صدا در سے آئی
اے قبلۂ کونین بڑی دیر لگائی
بیٹے نے انی برچھی کی چھاتی پہ ہے کھائی
مل لیجئے آکر کہ ہے درپیش جدائی
غش طاری ہے آنکھوں کو بھی کھولا نہیں جاتا
یہ درد ہے سینے میں کہ بولا نہیں جاتا!

۱۷

یہ سنتے ہی شاہ آئے عجب حال سے رن میں
لغزش جو قدم میں تھی تو رعشہ تھا بدن میں
آنکھوں میں بھرے اشک نہ بال خستہ تن میں
جوں شیر ترائی میں کبھی اور کبھی بن میں
پایا نہ کسی جا یہ جو اس رشکِ قمر کو!
گھبرائے ہوئے ڈھونڈتے پھرتے تھے پسر کو!

مرثیہ

لاش اکبرؑ کی جو مقتل سے اٹھا لائے حسینؑ

لاش اکبرؑ کی جو مقتل سے اُٹھا لائے حسینؑ
نوجواں کو صفِ اعدا سے اُٹھا لائے حسینؑ
چاند کو شام کے بادل سے اُٹھا لائے حسینؑ
جاں بہ لب شیر کو جنگل سے اُٹھا لائے حسینؑ
دی صدا لاشِ پسر آن کے لے جا بانوؑ
چھد گیا برچھی سے اکبرؑ کا کلیجہ بانوؑ

دیکھ لے آخری دیدار پسر مرتا ہے
سامنے آنکھوں کے یہ نورِ نظر مرتا ہے
اب کوئی دم میں ترا رشکِ قمر مرتا ہے
منہ سے باہر ہے زباں تشنہ جگر مرتا ہے
دم ہے سینے میں رکا زخموں سے خوں جاری ہے
ہائے بانوؑ ترے گھر لٹنے کی تیاری ہے

۴۵

دو کے بانوؑ سے یہ فرمانے لگے سرورِ دیں
سر نہ پیٹو ابھی زندہ ہے مرا ماہ جبیں
سانس آتی ہے یہ ہر دم ہے دمِ بازپسیں
کوچ ان کا بھی ہے اور ہم بھی ہیں مرنے کے قریں
سب چھٹے اب نہ رہا کوئی ہمارا بانوؑ!
اس جواں بیٹے کے غم نے ہمیں مارا بانوؑ

۴۶

شام کے کاندھے پہ دیکھا علیؑ اکبر کو نڈھال
ہاتھ پھیلا کے یہ چلّائی کہ ہے ہے مرے لال
کیا غضب ہو گیا اے بادشہ نیک خصال
راس آیا نہ مرے بچےؑ کو اٹھارھواں سال
ٹکڑے تیغوں سے بدن ہو گیا سارا ہے ہے
کون تھا جس نے مرے شیر کو مارا ہے ہے

۴۷

پہنچی خیمہ میں جو حضرتؑ کی یہ پُر درد صدا
مضطرب ہو گئی ناموسِ رسولؐ دوسرا
کہا چلّا کے سکینہؑ نے کہ ہے ہے بھیّا
فضّہ دوڑی سوئے در پھینک کے سر سے ردا
پیٹتی زینبؑ مضطر نکل آئی باہر
بانوؑ گھبرا کے کھلے سر نکل آئی باہر

۴۳

سُن کے مادر کی صدا کھول دیئے دیدۂ نم
ہاتھ اُٹھا کر کہا اے وہ نہ مرے سر کی قسم
پاس آکر ہمیں چھاتی سے لگا لو اس دم
رن سے آئے ہیں تمہاری ہی ملاقات کو ہم
پھر یہ گھر آپ کے اقبال سے دیکھا ہم نے
پر تمھیں آکے عجب حال سے دیکھا ہم نے

۴۴

نزع میں بھی مجھے پوچھا تری اُلفت کے نثار
اماں اس خون میں ڈوبی ہوئی صورت کے نثار
جنگ کی لاکھوں سے تنہا تری جرأت کے نثار
تیری مظلومی کے صدقے تری غربت کے نثار
تجھ کو بیٹے نے یہ کیا شان دکھائی لوگو!
لٹ گئی بانوئے ناشاد دہائی لوگو!

۴۵

کہہ کے یہ لاش لپسر خیمے میں لائے سرور
ہاتھ اکبرؑ کے سر سنبھالے تھا کوئی اور کوئی سر
شہؑ نے فرزند کو آہستہ لٹا یا جا کر
گر کے پہلو میں تڑپنے لگی ماں خستہ جگر
کہتی تھی دل پہ سناں غم کی لگائی بیٹا
آنکھیں کھولو نہیں مرتی ہے یہ دائی بیٹا!

٩

زخمی ہونے کی خبر کس نے مری پہنچائی
جھوٹ ہے میں نے تو ہرگز نہیں برچھی کھائی
اب تلک بیٹے کو تقدیر سلامت لائی!
دیکھے حضرت کے قدم تن میں مرے جاں آئی
مرگ سے پہلے ہو ماتم یہ زبوں ہے اماں
میرے کپڑوں پہ تو عباسؑ کا خوں ہے اماں!

۱۰

غش کے آنے کی کہوں وجہ کہ کیونکر آیا!
تیسرا دن ہے کہ پانی نہیں میں نے پایا
دھوپ میدان کی تھی سر پہ نہ تھا کچھ سایہ
گر پڑا گھوڑے سے تو رل کے تھمارا جایا
مر چکا تھا پہ مقدر نے بچایا ہم کو
دوڑ کر باپ نے گودی میں اٹھایا ہم کو

۱۱

بولی بانوؑ کہ جو کہتے ہو خدا یوں ہی کرے
اے مرے لال یہ ماں تیری بلائیں لے کے مرے
لاؤ دھو ڈالوں میں جو خون کے کپڑے میں بھرے
چاند سے ہاتھ ہیں پھر کس لئے چھاتی پہ دھرے
مجھ کو معلوم ہوا خلق سے جاتے ہو تم
میرے ڈرنے کے سبب زخم چھپاتے ہو تم!

۱۲

آرزو ہے کہ پھلے پھولے مرا نخلِ مراد
تم دولھن بیاہ کے لاؤ مرا گھر ہو آباد
دیکھ لوں اپنی میں آنکھوں سے تمھاری اولاد
پھر میں دنیا سے جو گزروں تو ہے روح بھی شاد
دادی کہلاؤں گی جو بیٹا برابر ہوگا
تیرا فرزند بھی ہمشکل پیمبر ہوگا!

۱۳

ہاتھ سینے سے اٹھا کر تو مجھے دکھلاؤ
پردہ اس تنگ قبا کا تو ذرا سرکاؤ
مجھ سے کہتے ہو کہ اماں نہ پچھاڑیں کھاؤ
دیکھ لوں چاند سی چھاتی کو تو پھر سمجھاؤ
سر نہیں پیٹے کی جان نہ کھوؤں گی میں
تم سلامت رہو تو پھر کاہے کو روؤں گی میں

۱۴

بانو صدمے سے نہ مر جائے یہ ڈر ہے بیٹا
سب ترے دل کی مرے دل کو خبر ہے بیٹا
ہاتھ سینے پہ ترا خون میں تر ہے بیٹا
پھر یہ کیا ہے جو نہیں زخم جگر ہے بیٹا
سنسناتا ہے بدن جان چلی جاتی ہے
اس لہو سے تو مرے دودھ کی بو آتی ہے

۱۷

اے مرے شیر تجھے لطفِ جوانی نہ ملا
چین پردیس میں اے یوسفِ ثانی نہ ملا
قطرۂ آب بجز اشک فشانی نہ ملا
دودھ پی پی کے پلے اور تمہیں پانی نہ ملا
مر گئے، تجھ کو دلہن بھی نہ دکھائی بیٹا
خاک میں مل گئی بانو کی کمائی بیٹا!

۱۶

سرد اک آہ بھری سینے سے یہ سوچ کے بات
ملک الموت نے چاہا کہ کرے قطع حیات
ہچکی اک آئی تڑپنے لگا وہ نیک صفات
ہٹ گئے سینہ سے وہ خون میں ڈوبے ہوئے ہاتھ
بانو چلائی مگر دم نہ پسر میں دیکھا
زخم اک چھاتی میں سوراخ جگر میں دیکھا

۱۵

آہ کی سن کے یہ اکبر نے بصد رنج و ملال!
درد چھاتی میں اٹھا پھر ہوا اور بھی حال
دل میں یہ سوچ کے رونے لگا وہ نیک خصال
ہم سفر کرتے ہیں اماں کو ہے شادی کا خیال
بر میں ہوگا نہ کفن خاک پہ لاشہ ہوگا
نہ دلہن ہوگی، نہ اولاد، نہ سہرا ہوگا!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چودھویں مجلس ۱۴

در بیان

شہادت معصوم علی اصغر علیہ السلام

اب نہ قاسم مرا باقی ہے نہ اکبر باقی
اب علمدار سلامت ہے نہ لشکر باقی
بھانجے ہیں نہ بھتیجے نہ برادر باقی
اک فقط سر مرا باقی ہے اور اصغر باقی
میں نے جو کچھ تری درگاہ سے پایا مولا
سب تری راہ میں خوش ہو کے لگایا مولا

رباعی

کوئی مثال حضرتِ قیس بن نہ سکا!
خدا کے نور کا، نور دو عین، بن نہ سکا!
ولی بنا دیے، ولی نبی بنا ڈالے
خدا بھی بن گئے لیکن حسین بن نہ سکا!

ش
م

رباعیات

(۱)

علی اصغرؑ کی طفلی کہہ رہی تھی بڑھ کے لشکر سے — الٹ دیں فوج کو کچھ ناتواں ایسے بھی ہوتے ہیں
زباں ہونٹوں پہ پھیریں اور دو دو تیغ چل جائے — گھرانے میں علیؑ کے بے زباں ایسے بھی ہوتے ہیں

(۲)

کیوں زر کی ہوس میں دربدر پھرتا ہے — جاتا ہے تجھے کہاں، کدھر پھرتا ہے
اللہ ری پیری میں ہوس دنیا کی — تھک جاتے ہیں جب پاؤں تو سر پھرتا ہے

(۳)

جب دفن ہوا بادشہ نیک نہاد — کی فاطمہؑ نے قبر پر آ کر فریاد
چھوٹی سی لحد بنا کے اصغرؑ کی وہاں — کوزہ جو دھرا تو خوب روئے سجاد

(۴)

فتحمندی ملی ہے اصغرؑ کو — ارجمندی ملی ہے اصغرؑ کو
دست شبیرؑ ہوئے ہیں بلند — سربلندی ملی ہے اصغرؑ کو

سوز

(۱)

یہ دیکھ کے ہر آنکھ سے چشمے ابل آئے — جو صاحب اولاد تھے باہر نکل آئے
ہتھیار نرالا تھا عدو کے بھی بل آئے — افواج کے پہلو سے کلیجے نکل آئے
کہنے لگے یہ ظلم تو دیکھا نہیں جاتا
اس عمر کا معصوم تو پیاسا نہیں جاتا

(۲)

بھر دغا جو ہاتھوں پہ اصغر مچل گئے — حر بے ستم کے حلق پہ بچے کے چل گئے
بابا کے دل کو چھید نے تیر وں کے پھل گئے — غش ہو گئے کبھی کبھی مولا سنبھل گئے

طاری ہوئی خوشی جو دل چاک چاک پر
فرماکے یاعلیؑ گرے گھوڑے سے خاک پر

(۳)

پھر اپنی عبا نھنے سے لاشے پہ اُڑھادی خاموش چلا گھر کی طرف دین کا ہادی
ڈیوڑھی پہ بھی قریں آکے یہ بانوؑ کو ندا دی لو ہنسلیوں والے نے بھی ہچکی کہ دغا دی

اب کوئی بھی حامی نہیں آوارہ وطن کا
بچہ بھی نہ ساتھی ہوا اس تشنہ دہن کا

سلام!

بولی اصغرؑ سے اجل بالیں پہ آکر رات کو
سو رہو مادر کے سینہ سے لپٹ کر رات کو

کل یہ گہوارہ کہاں آغوشِ مادر کل کہاں
تیر کھا کر حلق پر سوؤ گے کیوں کر رات کو!

پھول سا نازک بدن اصغرؑ کا اور کتنے ستم!
دن کو تپتی ریت اور کانٹوں کا بستر رات کو

عرش تک پہنچی شب عاشور پیاسوں کی صدا
جوش میں تشنو بار آئی حوض کوثر رات کو

جب نہ پہلو میں علی اصغرؑ کو مادر پائے گی!
کربلا کے دشت میں ڈھونڈے گی جاکر رات کو

کیا خبر کیسے کٹی بانوؑ کی قید شام میں
خواب میں شاید نظر آتے ہوں اصغرؑ رات کو

آج تک عاشور سے کرب و بلا کے دشت میں
روحِ بانوؑ روتی ہے جنت سے آکر رات کو!

کہتی ہیں باقر شب عاشور کی بیداریاں
کربلا میں کس طرح جاگے تھے اصغرؑ رات کو!

سلام ۲
کیسا مٹی میں ملایا چاند سی تصویر کو

ماں بچاری رو رہی ہے اصغرؑ بے شیر کو
خون میں ڈوبی ہوئی اُس چاند سی تصویر کو

ہو کہاں عباس بھائی آؤ ادھر دیکھو ذرا
ننگے سر لے جا رہے ہیں آپ کی ہمشیر کو

ہر طرف ظلم و ستم کی چل رہی ہیں آندھیاں!
ماں کہاں ڈھونڈے بتاؤ اصغرؑ بے شیر کو

کانپ اٹھی اے مسلمانو زمین کربلا!
چھینا جس دم کہ عدو نے چادر تطہیر کو!

ظالموں نے اکبرِ مہ رو کے دل کو چھید کر
کیسا مٹی میں ملایا چاند سی تصویر کو!

رو کے کہتے تھے یہ مولا اصغرؑ بے شیر سے
کس طرح بیٹا نکالوں حرملہ کے تیر کو!

اے مسلمانوں اگر جنت کی رکھتے ہو طلب!
پرسہ دے لو بھائی کا اس زینبؑ دلگیر کو

ہو گئے عونؑ و محمد بھی شہ دیں پہ فدا
کوئی خیمے میں بتا دے زینبؑ دلگیر کو

شمس کس تابندگی سے وہ مرا مولا حسینؑ
کر گیا پورا نبیؐ کے خواب کی تعبیر کو!

مرثیہ

معصوم علی اصغر

جب رن میں حسین اصغرِ بے شیر کو لائے

جب رن میں حسینؑ اصغرِ بے شیر کو لائے
لختِ جگرِ بانوئے دل گیر کو لائے
جلّادوں میں اس صاحبِ توقیر کو لائے
ہاتھوں پہ دھر کے چاند سی تصویر کو لائے
غش پڑ گیا دیکھ شہِ والا کے پسر کو
خورشید نے ہاتھوں پہ اٹھایا ہے قمر کو

گو سن میں بہت کم ہیں پہ رتبہ ہے زیادہ
ہے موسمِ طفلی میں جوانوں کا ارادہ
کیوں ہو نہ اولوالعزم وہ عالم کا شہزادہ
زہراؑ سی تو دادی اسد اللہ سا دادا
ہے عمر تو چھوٹی پہ بڑا کام کیا ہے
بے جنگ کئے خلق میں کیا نام کیا ہے

۵۳

اعدا کو دکھاتے ہیں مُنہ اس کا شہِ خوش خو
میداں میں تجلّی ہے مہہ و مہر کی ہر سو
جاری ہیں ہر اک صاحبِ اولاد کے آنسو
کھولے ہیں دہن مثلِ صدف اصغرؑ مہرو
پیاسا ہے پسر اشکوں سے مُنہ دھوتے ہیں شبیرؑ
بچے کی طرف تکتے ہیں اور روتے ہیں شبیرؑ

۵۴

فرماتے ہیں اے غنچۂ دہن اے مرے پیارے
بتلاؤ تجھے کیا کہوں میں اہلِ جفا سے
گویا نہیں اس وقت زباں فرطِ حیا سے
کچھ میں نے جو مانگا ہے تو مانگا ہے خدا سے
ادنیٰ سے سخی مانگے یہ دستور نہیں ہے
اب صبر کرو! نہرِ لبن دُور نہیں ہے

۵۵

لیکن تری مادر پہ تری پیاس ہے دشوار
دروازے پہ سر کھولے کھڑی ہے وہ دل افگار
میں نے بھی کیا ہے طلب آب کا اقرار
کرتا ہوں لعینوں سے تری پیاس کا اظہار
پر وہ نہیں دینے کے مرے دل کو یقیں ہے
اس نہر کا پانی تری قسمت میں نہیں ہے

سُن کر یہ سخن وہ ستم ایجاد پکارے
خیر آنے نہ دینا انھیں کوثر کے کنارے
اطفال جئیں یا کہ مریں پیاس کے مارے
تم لوگوں کا حصّہ نہیں پانی میں ہمارے
ہم سمجھے کہ حیلے سے طلب کرتے ہو پانی!
بچّے کے وسیلے سے طلب کرتے ہو پانی!

ان پھول سے رُخساروں کے کمہلانے کو دیکھو
گہوارے سے میداں میں چلے آنے کو دیکھو
ان سوکھے ہوئے ہونٹوں کے مرجھانے کو دیکھو
غش آنے کو اور سانس اُلٹ جانے کو دیکھو
ناحق ہے عداوت تمھیں نازوں کے پلے سے
پھر دو گے تو پانی بھی نہ اُترے گا گلے سے

یہ کہہ کے پکارا اسداللہ کا جانی
کچھ کہتا ہوں یارو علی اصغرؑ کی زبانی
اب اُٹھ نہیں سکتی تعبِ تشنہ دہانی
کہتے ہیں کہ اک بوند پلا دو ہمیں پانی
دن آج تمھارا ہے تو کل ہوگا ہمارا
فردوس کی نہروں پہ عمل ہوگا ہمارا

۱۱

شبیرؑ نے اس چاند کو ہاتھوں پہ اٹھایا
چلّے سے کماں دار نے واں تیر ملایا
خم ہو کے اسے مثلِ کماں شہؑ نے بچایا
مانندِ اجل ناوکِ تیرِ ستم آیا!
شبیرؑ چھپاتے رہے ناوک کے پلے کو!
بازو پہ لگا توڑ کے ننھے سے گلے کو!

۱۰

بڑھ کر بن کاہل نے کہا اے شہِ والا
اکبرؑ کو تو دیکھا، اسے میں نے نہیں دیکھا
دکھلاؤ تو اصغرؑ کا مجھے چاند سا چہرہ
سنتا ہوں کہ ہم صورتِ حیدرؑ ہے یہ بچہ
حاصل ہوئی اکبرؑ سے پیمبرؐ کی زیارت
باقی ہے مگر حیدرِ صفدر کی زیارت

۹

فرمانے لگے سبطِ نبیؐ اشک بہا کر
ہم پیاس بجھائیں گے تو کوثر ہی پہ جا کر
ہٹ جاتا ہوں میں خاک پہ اصغرؑ کو لٹا کر
دریا سے تمہیں پانی پلا دو اسے لا کر!
اپنے لئے سائل کبھی پانی کا نہ ہوں گا
بچہ مرا بچ جائے میں پیاسا ہی ہوں گا

۱۲

فوارہ چھٹا حلق سے بچے کے لہو کا
سب خون میں تر ہو گیا بچے کا شلوکا
دم آکے رکا حلق میں اس تشنہ گلو کا
خوں منہ سے اگلنے لگا وہ دودھ کا بھوکا
ننھی سی وہ ٹوپی بھی گری جاتی تھی سر سے
جب آتی تھی ہچکی تو لپٹتا تھا پدر سے

۱۳

جب تیر کو معصوم کی گردن سے نکالا
دنیا سے سفر کر گیا وہ ہنسلیوں والا
چلّا کے عجب درد سے روئے شہؑ والا
نزدیک تھا ہو جائے کلیجہ تہ و بالا
غل تھا کہ اب امّت کا نگہبان علیؑ ہے
فریاد کو زہراؑ طرف عرش چلی ہے

۱۴

شہ لاش کو ہاتھوں پہ اٹھا کر یہ پکارے
اے بار خدا خلق سے اصغرؑ بھی سدھارے
صد شکر کہ تو نے مرے سب کام سنوارے
کچھ اور پئے نذر نہ تھا پاس ہمارے
یہ ہے پسر صاحب معراج کا ہدیہ!
مقبول ہو اس بندۂ محتاج کا ہدیہ!

۱۵

اس ذکر پہ سر پیٹ کے بانو یہ پکاری
ہے ہے مرے اصغرؑ تری تنہائی کے واری
آغوش میں لے کس کو یہ ماں درد کی ماری
تم مر گئے، ویران ہوئی گود ہماری
دل میں مرے ارمان بھرے رہ گئے بیٹا
کرتے جو سیے تھے وہ دھرے رہ گئے بیٹا

۱۶

خاموش انیس بس! اب کہ بہت تو نے کہا ہے پرجوش
ہو گی نہ محبوں کو تری یاد فراموش!
اللہ نے بخشی ہے جنھیں چشم خطاپوش
کب دیکھتے ہیں نقص کو وہ عاقل ذی ہوش
تعریف کریں خاص، تو ہے کام کی تعریف
کب مانتے ہیں اہل سخن عام کی تعریف

مرثیہ

"گہوارہ سے حسینؑ جو اصغرؑ کو لے چلے"

گہوارہ سے حسینؑ جو اصغرؑ کو لے چلے ہاتھوں پہ رکھ کے فدیہ داور کو لے چلے
بادل میں شام کے مہ انور کو لے چلے چلائی ماں کہاں مرے دلبر کو لے چلے
فارغ ابھی نہیں ہوئی اکبرؑ کے داغ سے
کچھ روشنی ہے گھر میں مرے اس چراغ سے

۵

دیکھو تو میری شکل کو کس طرح تکتا ہے
گودی میں میری آنے کو کیسا ہمکتا ہے
ناچار ہے کہ منہ سے نہیں بول سکتا ہے
لیکن یہ ننھے ہاتھوں کو دے دے پٹکتا ہے
بن دودھ اس کو دیکھ کے چھاتی بھر آتی ہے
جاتا نہیں یہ جان مری نکلی جاتی ہے!

۶

جھولے سے کیوں اٹھایا کہ دکھتا ہے میرا دل
سوتے سے کیوں جگا لیا دکھتا ہے میرا دل
چادر میں کیوں چھپا لیا دکھتا ہے میرا دل
سینے سے کیوں لگا لیا دکھتا ہے میرا دل
وسواس مجھ کو آتا ہے کیا دیکھتے ہیں آپ
کیوں بار بار اس کا گلا دیکھتے ہیں آپ

۷

اللہ رے گل کو نہ خاروں میں لے کے جاؤ!!
ننھی سی جان کو نہ ہزاروں میں لے کے جاؤ
اک مور ناتواں کو نہ ماروں میں لے کے جاؤ
بے شیر کو نہ تیغ کی دھاروں میں لے کے جاؤ
جنگل میں لے نہ جاؤ یہ نازوں کا پالا ہے
میں نے انھیں ابھی نہیں گھر سے نکالا ہے

۵۵

گزری میں پانی سے نہ اسے لے کے جائیے!
پیاسا ہی جی رہے گا نہ پانی پلائیے!
اس کی تو شکل بھی نہ کسی کو دکھائیے!
اس غنچہ لب کو یہاں نہ ہوا بھی لگائیے
احسان ہوگا آپ کا مجھ دل ملول پر!
میں واری اس کو بھیجدو قبرِ رسولؐ پر!

۵۶

بانوؓ کے اس بیان سے گھبرائے شاہِ دیں
آخر قریبِ فوج کے لے آئے شاہِ دیں
بچے کو رکھ کے ہاتھوں پہ چلائے شاہِ دیں
یارو سمجھ لو جو تمھیں سمجھائے شاہِ دیں
کچھ تو خیال چاہیئے ننھی سی جان کا
بتلاؤ کیا قصور ہے اس بے زبان کا

۵۷

یہ سن کے حرملا نے اُٹھایا کمان کو
تاکا خطا شعار نے ننھی سی جان کو
مارا خدنگ شاہؑ کے ابرو کمان کو
ہے ہے مٹایا بانوؓ کے نام و نشان کو
چلائی موت ہائے نہ تجھ کو امان دی
بچہ نے سہم سہم کے ہاتھوں پہ جان دی!

شہ نے سوائے شکر زباں سے نہ کچھ کہا
چاند اپنا زیرِ خاک چھپایا لحد بنا!
تربت سے اُٹھ کے اپنے خیمہ کا رُخ کیا
لیکن قدم نہ آگے کو اُٹھتے تھے مطلقا
کہتے تھے کیا کہوں گا جو بچہ کو مانگے گی!
بانو ضرور ہنسلیوں والے کو مانگے گی!

پہنچے غرض کہ تا درِ خیمہ بحالِ زار
آئی جو بانو دیکھ کے شرمائے بار بار
گردن جھکا کے کہنے لگے شاہِ نامدار
لو شہر بانو بن گیا اصغر کا بھی مزار
ناسور پڑ گیا ہے دلِ دردناک میں
بانو تیری کمائی ملی آج خاک میں!

بانو وہ تیرا ہنسلیوں والا گزر گیا
بانو وہ تیری گود کا پالا گزر گیا!
بانو وہ تیرے گھر کا اُجالا گزر گیا
بانو وہ تیرا ہنسلیوں والا گزر گیا
نے اب وہ چھپ کے نکلتے ہیں نہ ہر دم مچلتے ہیں
فردوس میں وہ حوروں کی گودی میں پلتے ہیں

۱۱

چلاّئی بانوؑ ہائے مرے نامراد ہائے
کن جنگلوں میں بانوؑ تمہیں ڈھونڈنے کو جائے
تم گھٹنوں بھی گھر میں ہمارے نہ چلنے پائے
خیمے سے جا کے شکل نہ ماں کو دکھانے آئے
مجھ سے بچھڑ کے پیاس کے مارے چلے گئے
کس ماں کی گود میں مرے پیارے چلے گئے

۱۲

جھولا تمہارا خالی ہے کس کو جھلاؤں میں
دے دے کے لوریاں کسے شب کو سلاؤں میں
تڑپے گا دل تو کس کو گلے سے لگاؤں میں
رکھ رکھ کے ہاتھ ہونٹوں پہ کس کو ہنساؤں میں
دادی کے پاس خلد میں تنہا چلے گئے
ہے ہے نہ ساتھ پالنے والی کو لے گئے

۱۳

بانوؑ کے اس بیان نے شہؑ کو رلا دیا!
رخصت جو ہو کے رن میں گئے سر کٹا دیا
بس اے شریف حشر کا ساماں دکھا دیا!
شیعوں نے آج اشکوں کا دریا بہا دیا
کہہ عرض شہ سے دل مرا خورسند کیجئے
اصغرؑ کے صدقے سے کوئی فرزند دیجئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۵ پندرھویں مجلس

دربیان شب عاشورا

مظلومیٔ امام عالی مقام

رُباعی

بیکس کی شہادت کا مرقع دیکھو
مظلوم کی غربت کا موقع دیکھو
ہیں پنجتن پاکؑ شریک مجلس
آؤ یہیں جنت کا مرقع دیکھو

قطعہ

صحرائے کربلا کو یہ رفعت عطا ہوئی
اس کی زمین ہمسر عرش علا ہوئی
ادنیٰ سی یہ کرامت خون حسینؑ ہے
جو خاک اس سے چھو گئی خاک شفا ہوئی

سوز

اے مومنو یہ زیست کا عالم ہے غنیمت
جو دم کہ گذرتا ہے سو وہ دم ہے غنیمت
شبیرؑ کا شادی سے فزوں غم ہے غنیمت
واللہ کہ یہ مجلس ماتم ہے غنیمت
کیونکہ صد و ہشتاد برس تک یقیں ہو
شاید کہ یہی دم نہ دم بازپسیں ہو

کربلا

منشور ہے اسلام کا

جناب پروفیسر سردار نقوی

نامِ نامی شاہ تشنہ کام کا — استعارا ہے نبیؐ کے نام کا
وہ محمدؐ یہ حسینؑ ابنِ علیؑ — فرق ہے دونوں میں تو اک نام کا
جو سرِ سبطِ نبیؐ جھکتا نہیں — سوچنا یہ ہے وہ دل کس کام کا
حریت، حسنِ عمل، صبرِ جمیل — "کربلا منشور ہے اسلام کا"
فتحِ مکہ اور جہادِ کربلا — ربط ہے آغاز سے انجام کا
کفر سے اسلام تک کا فاصلہ — عزمِ حُرؑ ہو فقط دو گام کا
سورۂ والفجر، صبحِ کربلا — تیرگی ٹھہری مقدر شام کا
دیں کا استبداد سے کیا واسطہ — کربلا رد ہے اسی الزام کا
زخمِ اصغرؑ کے لہو سے پوچھئے — مدعا شبیرؑ کے اقدام کا

میں محمدؐ کے گھرانے کا غلام
یہ تعارف ہے مِرے اسلام کا

مرثیہ

ابتر جو ہوا بعدِ عشا دفتر ایماں

۱

ابتر جو ہوا بعد عشا دفتر ایماں
[illegible] طاعت سے [illegible] منظر ایماں
[illegible] ناموس ہوا [illegible] ایماں
[illegible] زینب [illegible] اختر ایماں
[illegible] کی طرف آئے
[illegible] اکبر کی طرف آئے

۲

دیکھا جو زمانے کا [illegible] عمر
[illegible] سالم
[illegible] خرم
[illegible]
[illegible]
[illegible] جاتا ہے

۵

کل ہے غم و اندوہ کا دن اے مرے پیارو
کام آئیں گے سب طفل و مسن اے مرے پیارو
اصغرؑ سے تو کچھ کم نہیں سن اے مرے پیارو
گو لشکرِ اعدا ہے فتن اے مرے پیارو
پر تم بھی تو ہو جعفرؑ طیار کے پوتے
کس غازی و جانباز و وفادار کے پوتے

۶

بہ بھی سی لی سُن کے یہ حیرت بھری تقریر
شہ روتے ہوئے آئے سوئے خیمۂ ہمشیر
کیا دیکھتے ہیں آکے وہاں حضرتِ شبیرؑ
ہیں دونوں پسر روبروئے مادرِ دلگیر
لے لیکے بلائیں انھیں سمجھاتی ہے زینبؑ
یوں اپنے جگر گوشوں سے فرماتی ہے زینب

۷

کہتی ہے بہن بعد بلکس کے اے وائے مقدّر
کل خاک میں مل جائے گی یہ شکل منوّر!
اس چاند کے ٹکڑے کو کہاں پائے گی مادر
آلودۂ خوں ہوں گے یہ گیسوئے معنبر
کیا عید ہو گر جان حزیں تن سے نکل جائے
مجھ کو کہ جلی پر تری آئی ہوئی ٹل جائے

۵

آئی ہے بلا بھائی پہ گھبرائی ہے زینبؑ
آفت کے شکنجہ میں یہ دکھ پائی ہے زینبؑ
غربت میں جدا ہونے کو ساتھ آئی ہے زینبؑ
گھر سے تمہیں صدقے کے لئے لائی ہے زینبؑ
نصرت کے سوا اور کوئی کام نہ کرنا
للہ مرے دودھ کو بدنام نہ کرنا!

۶

تشنگی میں بھی آب دم شمشیر بہانا
تشنہ دہن اصغرؑ ہے ترائی میں نہ جانا
ان چھوٹے سے ہاتھوں سے وہ چو رنگ لگانا
گو تم نہ ہو، پر خلق میں رہ جائے فسانا
کہنے کو ہو یہ بات کہ سات آٹھ برس کے
زینبؑ کے پسر مر گئے پانی کو ترس کے

۷

ماں صدقے ہو ماموں پہ فدا کیجیو جانیں
ترسا غزا کو تم سے ہوں یہ خشک زبانیں
ہاں دیکھو ان پھول سے سینوں پہ سنانیں
یوں پہلے پہل لڑتے ہیں دشمن بھی تو جانیں
کیا لطف ہو تم کہ ہیں دلبند نبیؐ کے
خود بول اٹھے رن کہ نواسے ہیں علیؑ کے

۱۱

آگے بڑھے دل پکڑے ہوئے سرورِ ایماں
آئے طرفِ خیمۂ ابنِ شہِ مرداں
بیت الشرفِ ماہِ بنی ہاشمِ ذیشاں
دیکھا تو نظر آیا یہ احوالِ پریشاں!
اک گوشہ میں سر کھولے ہوئے روتی ہیں کلثومؑ
اترا ہوا منھ آنسوؤں سے دھوتی ہیں کلثومؑ

۱۲

پرسش کے مڑے خیمۂ قاسمؑ کی طرف شاہ
یہاں بھی نظر آئی وہی کیفیتِ جانکاہ
بیٹھے ہوئے تھے ماں کے قریں قاسمؑ نوشاہ
ہے زوجۂ شبّرؑ کا یہ ارشاد بصد آہ
کیوں واری ہوئی صلح نہ افواجِ دغا سے
کل جنگ و جدل ہوئے گی پیارے کے چچا سے

۱۳

گو دودھ بحل میں نے کیا تم کو ابھی سے
دی پیاس میں مرنے کی رضا تم کو ابھی سے
کی رخصتِ جنگاہ عطا تم کو ابھی سے
لو برچھیوں کو سونپ دیا تم کو ابھی سے
ہاں صدقے ہو زندہ نہ کہیں آئیو رن سے
محجوب نہ کرنا مجھے تم روحِ حسنؑ سے

۱۲

ہیں عونؑ و محمدؑ پسرِ زینبؑ مضطر
اور بانوئے ناشاد کے فرزند ہیں اکبرؑ
فروا کے جگر گوشہ ہیں قاسمؑ بن شبرؑ
مائیں انھیں کل صدقے کرینگی شہِ دیں پر
اس غم سے ہے مضطر دلِ ناشاد برادر
رہتی نہیں یاں دولتِ اولاد برادر

۱۳

غازی نے یکایک سرِ انور جو اُٹھایا
کلثومؑ دلِ اُفگار کو روتا ہوا پایا!
پوچھا سبب گریہ تو خواہر نے سنایا
ہے اپنے مقدّر پہ یہ رونا مجھے آیا
کل صبح کو یاں معرکۂ مہر و وفا ہے!
قربانی کا ہنگام ہے یا نذرِ منا ہے

۱۴

ان کا تو یہ عالم ہے کہ دل غم سے ہے بے کل
اور تیغ پہ عباسِ علیؑ کرتے ہیں صیقل
کچھ دیکھتے ہیں انگلی سے باڑھ اور کبھی کس بل
تابیں رخِ روشن سے چمکتی ہیں جھلا جھل
پٹکا شہِ مرداں کا لپیٹا ہے کمر میں!
ہیں سامنے رکھے ہوئے ہتھیار سپر میں

۴

حضرت ہی کے بالغنے سے تو حاصل ہوئی عزت
بچپن سے ہوں میں موردِ الطاف و عنایت
بیٹوں کی طرح آپ نے پالا ہے بہ شفقت
آفت سے چھٹوں میں جو ملے مرنے کی رخصت
کل صبح فراغت ہو جو ہیں طاعتِ رب سے
آقا یہ فدا کیجئے پہلے مجھے سب سے

۵

یارا نہ رہا ضبط کا اس کلمہ کو سن کر
کلثومؑ کے قدموں پہ گرا دوڑ کے صفدر
کی عرض کہ بیٹے کی جگہ ہے یہ برادر
رشتہ میں بہن ہو یہ ہو تم ماں کے برابر
اس سوچ میں اب کیوں دلِ بیتاب حزیں ہے
عباسؑ تو ہے گر کوئی فرزند نہیں ہے

بیاضِ تسکینِ زہراؑ
حصّہ اول ــــ حصّہ دوم ــــ حصّہ سوم
نایاب نوحوں کا مجموعہ ۔ شیعہ کتب فروشوں سے حاصل کیجئے

سوز

معصوم نے جسدم یہ سُنی درد کی گفتار
صغراؑ کی طرف پاؤں کو لٹکا دیا اک بار
لے لیکے بلائیں یہ لگی کہنے وہ بیمار
جھک جھک کے دکھاتے ہو مجھے آخری دیدار
دُنیا سے کوئی دم میں گذر جائے گی صغراؑ
تم بھی یہ سمجھتے ہو کہ مر جائے گی صغراؑ

مرثیہ

کرب و بلا میں سجدہ گذاروں کی رات ہے

۱

کرب و بلا میں سجدہ گذاروں کی رات ہے
یثرب کے ڈوبتے ہوئے تاروں کی رات ہے
عشرت کدوں میں بادہ گساروں کی رات ہے
دُنیا کے رنگ و بو میں نگاروں کی رات ہے
مہلت ملی ہے شب کی امامِ حجاز کو
خیموں میں جا رہے ہیں نمازی نماز کو!

جو بی بیاں کہ خیمۂ اقدس میں تھیں وہاں
کہتی تھیں اُن سے دُختر سردار انس و جاں
ہوتی ہے صبح رات کا پردہ ہے درمیاں
کل ہوگا عورتوں کی بھی ہمت کا امتحاں
حیف اُن پہ امتحاں میں جو سُرخرو نہ ہوں
میداں میں جن کے دودھ کی دھاریں لہو نہ ہوں

تھا اک طرف جو خیمۂ عصمت فلک وقار
بیٹھی تھیں اُس میں دُختر خاتونِ روزگار
تھا شام سے جو طبع مبارک کو انتشار
اُٹھتی تھیں بار بار ٹہلتی تھیں بار بار
تھی یہ دُعا کہ فتح ہو یا رب اصول کی
میداں میں سُرخرو رہے عترت رسولؐ کی

بیٹھے تھے اپنے خیمے میں عباس نامدار
پھیلے ہوئے تھے سامنے آلات کارزار
تھی سان پر چڑھی ہوئی شمشیر آبدار
تلواریں تول تول کے رکھتے تھے بار بار
آنکھیں چمک رہی تھیں سنانوں کی تاب میں
منہ دیکھتے تھے فتح کا تیغوں کی آب میں!

ردکردوں اُس کی بات تو ہے قصّہ مختصر
کُنبہ تباہ ہوگا اُجڑ جائے گا یہ گھر
کٹ جائیں گے کل عصر سے پہلے ہمارے سر
میں جانتا ہوں صُلح میں ہے عافیت مگر
احساس فرض کا ہے اشارہ کہ جنگ ہو
ہے مجھ سے میرے خون کا تقاضا کہ جنگ ہو

یہ راہ راہِ طوق و رسن بھی ہے لاکلام
ممکن یہ ہے کہ تم ہو اسیرِ سپاہِ شام
لیکن اب ابنِ سعد نے بھیجا ہے یہ پیام
بیعت جو کیجئے تو ہو جھگڑا یہ سب تمام
ٹھکرائیے صلاح نہ اہلِ نیاز کی!
حاضر ہے پیشکش کو حکومت حجاز کی

ناگہ اندھیری رات میں چمکا خدا کا نور
پردہ اُٹھا کے خیمے کا داخل ہوئے حضور
کہنے لگے بہن سے کہ اے خواہرِ غیور
تم سے اک امرِ خاص میں ہے مشورہ ضرور
سُنتی تو ہوگی جو کہ دلوں کی پکار ہے
جادہ ادائے فرض کا خنجر کی دھار ہے

عورت ہوں مجھ کو گود کی دولت عزیز ہے
بھائیؑ کی جان ماں کی امانت عزیز ہے
لیکن میں کیا کروں کہ صداقت عزیز ہے
کنبے کی لاج دین کی عزت عزیز ہے
جھکنے دے میری رائے جو حق کے نشان کو
رو دے گا فرض عون و محمد کی جان کو!

میں گود میں پلی ہوں شہ قلعہ گیر کی
ہوں حصہ دار خون جناب امیرؑ کی
طاقت ہے میرے دل میں بھی نان شعیر کی
تاثیر میرے خون میں ہے زہراؑ کے شیر کی
یہ چاہتی ہوں حق کا علم سرنگوں نہ ہو
بھائیؑ کا خون ہو پہ صداقت کا خوں نہ ہو

زینبؑ مرا ضمیر دوراہے پہ ہے کھڑا
منزل اُدھر سکوں کی اِدھر راہ ابتلا
اس کشمکش میں اب ہے تمہاری صلاح کیا
سر کو اُٹھا کے دُختر زہراؑ نے یہ کہا
زینبؑ کے دل کی تھاہ امام زمانؑ لیں
میں آپ کی بہن ہوں مرا امتحاں نہ لیں

۱۱

میں خوش ہوں میرے لال جو گردن کٹا کے آئیں
ذکر اُن کا کیا ہے خون میں قاسم نہا کے آئیں
رن سے جو آپ آئیں تو گھر کو لٹا کے آئیں!
۱۴ اٹھارہ سال کی مری محنت گنوا کے آئیں
سب ہو یہ حریت کا یہ پرچم اٹھا رہے
عباس کے لہو سے پھریرہ رنگا رہے

۱۲

پھر میرا کیا جب آپ کی گردن پہ سر نہیں
قربان جاؤں مجھ کو اسیری کا ڈر نہیں
وہ ملک کیا بہشت ہے زنداں اگر نہیں
آزادیٔ ضمیر کا جس میں گزر نہیں
بہتر رسن گلے میں قیودِ عمل سے ہے
زنجیر اہلِ فرض کا فرضِ ازل سے ہے

۱۳

آئے گا جب وہ وقت تو ہمت کرونگی میں
ہو کر اسیر آپ کی نصرت کروں گی میں
حق کی قدم قدم پہ اشاعت کروں گی میں
اعلان عام سرِّ شہادت کرونگی میں
ہوگا یہ غل کہ ہے یہ اشاعت اصول کی
سر ننگے پھر رہی ہے نواسی رسول کی

مرثیہ

عزیزو آج شہادت کی رات آئی ہے

عزیزو آج شہادت کی رات آئی ہے
حسینؑ امام کی رحلت کی رات آئی ہے
یہ رات روزِ قیامت کی رات آئی ہے
حرم سے شاہ کی رخصت کی رات آئی ہے
نہیں ہے یہ شبِ قتلِ حسینؑ سونے کو
بتولؑ آئی ہیں ہر گھر میں آج رونے کو

حیات باقی ہے گر تا بہ سال آئندہ
تو ہوگی بزمِ عزائے حسینؑ زیبندہ
مگر بہت سے اعزا کہ اب نہیں زندہ
لحد کے گوشۂ تاریک میں ہیں شرمندہ
ثواب ہاتھ سے ناداں ہیں جو کھوتے ہیں
حسینؑ آج سبھوں سے وداع ہوتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۱۹۲ پر پڑھئے)

حسینؑ منی وانا من الحسینؑ

(رسول اکرمؐ)

کتاب حسینؑ حسینؑ

مؤلفہ ومرتبہ

محمد وصی خاں

صدر مرکزی تنظیم عزا رجسٹرڈ
کراچی!

حصہ اول روپے

حصہ دوم

اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ "واقعۂ کربلا کیوں ہوا۔" ؟ اور امام حسین علیہ السلام نے کیا درس حیات عالم انسانیت کو دیا ہے — شہادت امام مظلومؑ کا اثر عالم اسلام پر خصوصاً — اور اردو ادب ودیگر فنون پر عموماً کیا ہوا؟

عزاداری نے کیسے رواج پایا — اور اس کو قائم رکھنے کے لئے بعد شہادت حضرت امام حسینؑ کس کس نے قربانیاں دیں۔ مختلف شہروں میں کس طرح حسینؑ کا ماتم ہوتا ہے۔ پاکستانی جنگی قیدیوں نے قید کے زمانے میں ہندوستان میں کس طرح سید سجادؑ کی یاد منائی۔ کیا جنات کی عورتیں بھی غم حسینؑ میں ماتم کرتی ہیں۔ ایک سچا واقعہ!

اس کے علاوہ جید علماء اسلام کے مضامین۔ اور بے مثال معلومات دینی کا بیش بہا خزانہ۔ قیمت: روپے!

- آپ ہر جگہ اثنا عشری مذہبی کتب خانوں سے محمد وصی خاں کی کتابیں طلب فرمائیں!

۵

گھر میں فاطمہ زہراؑ کے ہے سیہ پوشاک
جناب حضرت زینبؑ کا ہے گریباں چاک
لگی ہے بانوؑ کے چہرے پہ کربلا کی خاک
خطاب کرتی ہیں کلثوم بادلِ غمناک
ہمارے بھائی کو از بس جو لوگ روتے ہیں!
قسم خدا کی ہم احسان مند ہوتے ہیں!

۶

حسنؑ بھی کل سر و زانو پہ ہاتھ ماریں گے
عمامہ سر سے رسولِ خداؐ اتاریں گے
پکڑ کر نام کو ہے ہے علیؑ پکاریں گے
یہ سوئے کربِ بلا صبح کو سدھاریں گے
ہر ایک نبیؐ کو زبس غم حسینؑ کا ہوگا
سحر کو قبر پہ ماتم حسینؑ کا ہوگا!

۷

نہ کل یہ تعزیہ خانہ ہے اور نہ یہ مہماں
نہ سائباں نہ یہ فرش اور نہ یہ ساماں
نہ روشنی ہے میسر شام اور نہ مرثیہ خواں
غم حسینؑ کے جانے سے سونا ہوگا مکاں
حسینؑ شام کو زہراؑ کے پاس ہووین گے
تمام تعزیہ خانے اداس ہووین گے

ش

ہزار حیف ہے اس شب بیٹھیں جو ساغر آب
نبیؐ کی آل ہے اس شب کو پیاس سے بیتاب
چمن میں آج نہ ہوگی کوئی روش سیراب
کہ پانی سے چمن فاطمہؑ ہیں شاداب !!
ہر ایک باغ میں گُل مورد خزاں ہوگا
خزاں جنابِ رسالتؐ کا بوستاں ہوگا!

ش

اب آج محفل ماتم کو الوداع کہو!
عزیزو ماہ محرم کو الوداع کہو
حسینؑ سیّد عالم کو الوداع کہو!
سروں کو پیٹ کے اس غم کو الوداع کہو
خصوص آج جو رقت سبھی کو ہوتی ہے
ہر اک جگہ پہ محمدؐ کی روح روتی ہے

ے

نہیں ہے کیا تمہیں معلوم صبح کیا ہوگا
شہید احمدؐ مرسل کا لاڈلا ہوگا!
تمام اہلِ حرمؑ کا بھی سر کھلا ہوگا
حسینؑ خاک پہ کل بے کفن پڑا ہوگا!
سحر کو حالت زینبؑ سقیم ہووے گی!
سکینہؑ چار برس کی یتیم ہووے گی!

۱۷

بدن پہ شاہ کے جو زخم تھے لگے کاری
کہ آج ہوئیں گے تازہ وہ زخم یکبارگی
لہو کفن سے شہیدوں کے ہوئے گا جاری
ہمیں بھی آج مقرر ہے گریہ و زاری
کہ جتنے بھی گہرِ اشک چشمِ پُر نم ہیں
جراحتِ تنِ شبیرؑ کے یہ مرہم ہیں!

۱۸

بہم ہلتے پا ہو اسی شب بہ نالہ و فریاد
کہ صبح جائیں گے کانٹوں پہ ننگے پا سجادؑ
سر اپنا کھول کے پیٹو یہ بات کر کے یاد
کہ سر برہنہ سحر ہوگی زینبؑ ناشاد
خوشا وہ لوگ کہ جاگیں گے اور روئیں گے
کہ پھر تو حشر تلک زیرِ خاک سوئیں گے

۱۹

ہزار حیف ہم اس شب ہوں خواب میں مشغول
نبیؐ کی آل تھی اس شب بہت حزین و ملول
لحد کے گوشے سے نکلے گی آج روحِ بتولؑ
سحر کو ہوئے گا تاراج بوستانِ رسولؐ
پیاسے جائیں گے کوثر پہ دلربائے حسینؑ
جہاں میں دھوم یہی ہوگی ہائے ہائے حسینؑ

۱۵

عزیزو سال گزشتہ میں جو تھے مومن پاک
ہر ایک تعزیہ خانے میں پھرتے تھے غمناک
اور اس برس میں ہوئے سانحۂ ظلم سے وہ ہلاک
قرار ہو گا نہ اس رات ان کو زیر خاک
یہ دھوم غم نے ہر اک قبر پہ مچائی ہے
اٹھو اٹھو شب قتل حسینؑ آئی ہے

۱۶

سحر کو تعزیہ ہر اک کا دفن ہووے گا
مگر نہ گاڑے گا کوئی حسینؑ کا لاشہ
یہ دھوپ اور یہ گرمی یہ دشت کرب و بلا
پڑے گی جسم پہ سبط نبیؐ کے واویلا
غرض گور غریباں کوئی بنائے گا
خدا کا شیر نگہبان بن کے آئے گا

۱۷

یہ شب وہ ہے کہ ہر اک دل پہ آمد غم ہے
غم حسینؑ میں خوں بار چشم پرنم ہے
الم ہے رنج ہے سینہ زنی ہے ماتم ہے
سحر وداع شب عشرۂ محرم ہے
جو حق پرست ہیں ان کو یہ غم برستا ہے
ابھی سے تعزیوں پر بیکسی برستی ہے

قطعہ

حرم سرا میں گئے کہہ کے یہ امام زمن
کیا یہ زینبؑ بیکس سے شاہِ دیں نے سخن
کٹے گی صبح یہاں تیغ سے مری گردن
جو تم کو کہنا ہو اس وقت مجھ سے کہہ لو بہن
تو لاش پر مری مقتل میں آکے روئے گی
سوائے حشر ملاقات اب نہ ہوئے گی!

ط

یہ شب وہ ہے کہ شہِ دیں پہ غم کا طوفاں ہے
عطش کے صدمے سے غش میں ہر ایک انساں ہے
حسینؑ ابن علیؑ ایک شب کا مہماں ہے
سحر کو لاکھ عدو ہوں گے اور اک جاں ہے
دریدہ کر کے گریباں ہم جو رو دیں گے
سحر کو چاک گریباں رسولؐ ہو دیں گے

قطعہ

کیا ہے راوی نے اس شب کا حال یوں مرقوم
یہ شب جو آئی گئے خیمہ میں شہِ مظلومؑ
بلایا اپنے رفیقوں کو با دلِ مغموم!
اور ان سے کہنے لگا یوں وہ خاصۂ قیومؑ
وفورِ شوق ملاقاتِ کبریا ہے مجھے
میں جس کا بندہ ہوں اس نے طلب کیا ہے مجھے

۱۶ سولہویں مجلس

در بیان روزِ عاشورہ

ہر طرف ہے صدا یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ

رُباعیات

(۱)

زہراؑ کے بھرے گھر کو قضا لوٹتی ہے
پردیس میں بھائی سے بہن چھوٹتی ہے
مرنے پر کمر باندھ رہے ہیں شبیرؑ
ہر شیعۂ مولا کی کمر ٹوٹتی ہے

(۲)

سیراب امیرِ حوض کو تر نہ ہوا
پانی مانگا مگر میسّر نہ ہوا
تھا حلق تو خشک اور خنجر بے آب
دونوں میں دمِ ذبح کوئی تر نہ ہوا

سوز

شق کیا چاند کو انگشت سے پیغمبرؐ نے
فتح دروازۂ خیبر کو کیا حیدرؑ نے
زورِ شبیرؑ کو بخشا ہے یہ سب داور نے
مگر اس رتبہ پہ کیا صبر کیا سرورؑ نے
ایسے مظلوم و جفاکش کہیں ہوتے ہیں
اس غریبی سے ہوئے قتل سب روتے ہیں

سلام ۱

حشر کے دن خوش رہوں گا مرتضیٰؑ کے سامنے
اس کا بندہ ہوں یہ کہدوں گا خدا کے سامنے

سہل اب کیونکر نہ ہو عقدہ انامل کا حساب
یہ گرہ بھی کھل گئی مشکل کشا کے سامنے

غم میں دو بچوں کے ہیں آنکھوں سے دریا رواں
لاشیں آئی ہیں جو بنتِ مرتضیٰؑ کے سامنے

جتنے قطرہ ہیں پسینہ کے وہ کہدیں گے ابھی
یہ سفینے تھم نہیں سکتے ہوا کے سامنے

روبرو حیدرؑ کے کعبہ میں ہوئے بت سرنگوں
بت کبھی سجدے کو جھکتے گر کر خدا کے سامنے

بابِ خیبر بوجھ میں یوں تو سوا تھا کوہ سے
تھا وہ اک تنکے سے کم دستِ خدا کے سامنے

قبر میں پاؤں کو پھیلانے کی ضد اچھی نہیں
بے ادب گستاخیاں مشکلکشا کے سامنے

مل گیا جاوید اب تو رتبۂ معراج بھی
پست ہو گردوں ترے ذہن رسا کے سامنے

سلام ۲

چین اے مجرئی شبیرؑ کو دم بھر نہ ملا
تشنہ لب قتل ہوئے پانی کا ساغر نہ ملا

طائرِ جاں شہِ بیکس کی خبر کو پہنچا
مثلِ صغراؑ جو سکینہؑ کو کبوتر نہ ملا

کہا سجادؑ نے تقدیر ہے اپنی اپنی
طوق گردن سے ملا حلق سے خنجر نہ ملا

یوں اولوالعزم ہزاروں ہوئے اور ہوں گے بہت
مثلِ شبیرؑ مگر ایک کو لشکر نہ ملا

غیر فرزندِ علیؑ کون ہوا ایسا شہید
تن تو مدفون ہوا گردن سے مگر سر نہ ملا

لاشۂ شہ سے یہ رہتی یہ صدا آتی تھی
آج سونے کے لئے دامنِ مادر نہ ملا

کیا ہی صدمہ ہوا سجادؑ کو جدم دلگیر
سارا اسباب ملا اور سرِ سرورؑ نہ ملا

مرثیہ

اہلِ عزا میں حشر کا سامان آج ہے

نزع میں آج فاطمہ زہراؑ کا ماہ ہے!
روتی ہے خلق گلشنِ عالم تباہ ہے
آلِ نبیؐ کی آنکھوں میں دنیا سیاہ ہے
جنبش میں آج مرقدِ بشیر الٰہ ہے
سدرہ پہ آج رُوح امیں جان کھوئیں گے
طوبیٰ کو دیکھ کر ملک الموت روئیں گے

اہلِ عزا میں حشر کا سامان آج ہے!
جس گھر کو دیکھئے وہ پریشان آج ہے
آباد جو جگہ تھی وہ سنسان آج ہے
سب کا قلق سے چاک گریبان آج ہے
کیسا ہی آبِ سرد ہو پینا محال ہے
پیاسا جنابِ ساقیٔ کوثر کا لال ہے

۳۵

کہتی ہے بانوئے حزیں کہ یہاں اب نہ آؤ گے
جلتے ہو کیوں امامِ زماں اب نہ آؤ گے
صاحب سدھارتے ہو کہاں اب نہ آؤ گے
کیا قصد ہے بتاؤ یہاں اب نہ آؤ گے
زینبؑ بھی بال کھولے ہوئے شہ کے ساتھ ہیں
پٹکا ہے شہؑ کا اور سکینہؑ کے ہاتھ ہیں

۳۶

اُڑتی ہے خاک سینۂ شبیرؑ ہے اُداس
غل ہے کہ میہماں ہیں سلطانِ حق شناس
سب ننگے سر کھڑے ہوئے ہیں شاہِ دیں کے پاس
فرماتے ہیں سیّدِ والا کلامِ یاس
کس سے سفارش آج سوائے خدا کروں
سر پر اجل کھڑی ہے کدھر جاؤں کیا کروں

۳۷

سیدانیوں کے شاہ کی رخصت کا وقت ہے
پردیسیوں پہ طرفہ مصیبت کا وقت ہے
نزدیک اب حسینؑ کی رحلت کا وقت ہے
ہوتے ہیں شہ وداع قیامت کا وقت ہے
تیغ و سپر لگاتے ہیں مرنے کے واسطے
غل ہے حسینؑ جاتے ہیں مرنے کے واسطے

۵

تم سب کے اب حسینؑ کی رخصت کا وقت ہے
زہراؑ کے نورِ عین کی رخصت کا وقت ہے
سلطانِ مشرقین کی رخصت کا وقت ہے
سب کے دلوں کے چین کی رخصت کا وقت ہے
اشکوں کی نذر چاہیئے پیاسے کے واسطے
روتے ہیں خود رسولؐ نواسے کے واسطے

۶

عابدؑ کھڑے ہیں سامنے ٹیکے ہوئے عصا
بازوئے شاہ تھامے ہوئے پڑھتے ہیں دعا
کچھ لڑکیاں ہیں پکڑے ہوئے دامنِ قبا
آنسو بہاؤ ماتمیو حشر ہے بپا
مرنے کو خیمے سے شہِ عالم نکلتے ہیں!
صدمے سے شاہزادیوں کے دم نکلتے ہیں

۷

سر سے ردا اُتاری ہے کوئی بے قرار
پھرتی ہے گرد زوجۂ عباسؑ نامدار
لپٹی ہوئی ہے پاؤں سے کلثومؑ دلفگار
فضہؑ بلائیں لے کے یہ کہتی ہے بار بار
فرمائے حفظ خالقِ باری حضور کی
ہائے ہائے یہ آخری ہے سواری حضور کی

۱۱

گر موت آگئی تو یہ سامانِ غم کہاں
پھر ماتمِ حسینؑ کہاں اور یہ ہم کہاں
بزمِ عزائے سرورِ والا ہمم کہاں
عاشور کو یہ آہ و فغاں دمبدم کہاں
اٹھیں گے شہ کے تعزیے شہر و دیار میں
تڑپے گی روح پھر نہ پاکر مزار میں

۱۰

یہ روز روزِ حشر سے ہرگز نہیں ہے کم
ہوگی اداس بزمِ عزائے شہِ اُمم
منبر کہاں ضریح کہاں، پھر کہاں علَم
رونے کو اب تمھیں نہ یہاں آؤ گے نہ ہم
بس یہ اخیر مجلسِ شاہِ انام ہے
مہمان ہیں حسینؑ محرم تمام ہے

۹

اے عاشقانِ سبطِ پیمبر بُکا کرو
بہرِ غریب و بیکس و مضطر بُکا کرو
لے لے کے نام کشتۂ خنجر بُکا کرو
یک سر اڑا اڑا کے خاک سروں پر بُکا کرو
یہ دن ہے رخصتِ شہِ عالی مقام کا
ماتم کرو حسین علیہ السلام کا

۱۲

سوچو تو کربلائے معلی کا آج حال
لوٹی گئی جناب رسولؐ خدا کی آل
آج آفتابِ فاطمہؑ پہ آگیا زوال
سرورؑ کی لاش ہو گئی گھوڑوں سے پائمال
آج اٹھ گئے امام دو عالم جہان سے
برسا ہے خون آج کے دن آسمان سے

۱۳

یہ دن وہ ہے کہ قتل ہوئے سرورِ زمن
بلوے میں بے ردا ہوئی شبیرؑ کی بہن
ڈوبا لہو میں آج سکینہؑ کا پیرہن
شہزادیوں کے شانوں میں باندھی گئی رسن
سرتاج کائنات کا سر تن سے کٹ گیا
یہ دن وہ ہے کہ دفترِ عالم الٹ گیا

۱۴

اہلِ شباب کو علی اکبرؑ کا رنج ہے!
بچوں کو تشنہ کامئ اصغرؑ کا رنج ہے
سب لڑکیوں کو شاہ کی دختر کا رنج ہے
سب عورتوں کو زینبؑ مضطر کا رنج ہے
جتنے جری ہیں خلق میں جان آج کھوئیں گے
لے لے کے نام حضرت عباسؑ روئیں گے

۱۶

مدفون ہو سکے نہ شاہِ زمن وا مصیبتا
ممکن ہوا نہ غسل و کفن وا مصیبتا
بھائی کو رو سکی نہ بہن وا مصیبتا
کیسے اٹھائے رنج و محن وا مصیبتا
غم آج تک ہے خلق میں تازہ حسینؑ کا
اُٹھا نہ کربلا میں جنازہ حسینؑ کا

۱۷

یہ دل دہے کہ قید ہوئے زار و ناتواں!
مشکل کشا کے پوتے کو پہنائیں بیڑیاں
کاٹا سرِ حسینؑ کیا زینتِ سناں
لوٹا لباس لاشۂ پرخون میہماں
خیمہ جلا دیا شہِ عالی جناب کا
لوٹا تبرکات رسالت مآبؐ کا

بیاض تسکین زہراؑ

حصہ اول حصہ دوم حصہ سوم

اُن نایاب نوحوں کا مجموعہ ہے جنکی آپ کو عرصہ سے تلاش تھی (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

سترہویں مجلس

در بیان

آخری رخصت امام عالیمقام

قطعہ

یہی ہے اپنا مشغلہ یہی ہے بات کام کی
نفس نفس سے رو چلے درود کی سلام کی
کبھی تنا رسولؐ کی کبھی تنا امامؑ کی
اسی میں ہم نے صبح کی اسی میں ہم نے شام کی

(معجز جونپوری)

سوز

حسینؑ جب کہ چلے بعد دوپہر رن کو
نہ تھا کوئی جو سنبھالے رکاب توسن کو
سکینہؑ جھاڑ رہی تھیں پدر کے دامن کو
شہ دیںؑ چپکے کھڑے تھے جھکائے گردن کو
نہ آسرا تھا کوئی شاہ کربلائی کو!
فقط بہن نے کیا تھا سوار بھائی کو!

رُباعیات

(۱)

سینے میں دمِ مثلِ سحرگاہی ہے — جو ہے اُس کا رُواں میں وہ راہی ہے
پیچھے کبھی قافلے سے رہتا نہ انیسؔ — اے عمرِ دراز تیری کوتاہی ہے

(۲)

مقتل میں پڑا لاشے پہ لاشہ دیکھا — اور خیمہ میں پیاسوں کو تڑپتا دیکھا
شہ کہتے تھے دوپہر میں ان آنکھوں سے — کیوں پیرِ فلک ہم نے بھی کیا کیا دیکھا

سَلام

از اُستاد قمرؔ جلالوی

غریب و بیکس و مظلوم و تشنہ کام سلام — علیؑ کے چاند نبیؐ کے مہِ تمام سلام
اثر ہے یہ ترے اک کربلا کے سجدے کا — نماز ہو گئی قائم مرے امام سلام
رسولؐ زادے ہو جبریل کے ہو شہزادے — فرشتے بھیج رہے ہیں باحترام سلام
تمہیں کو حق نے عطا کی ہے آسماں جاہی — کریں نہ کیوں مہ و خورشید صبح و شام سلام
ادب حسینؑ کا کرتے تھے اس طرح عباسؑ — کہ اپنے آقا کو جیسے کرے غلام سلام
اشارہ کرنا وہ ساقی کا مجھ کو کوثر پر — ادب کے ساتھ وہ میرا اُٹھا کے جام سلام

قصیدہ پڑھنے جو بیٹھا میں بزمِ ساقی میں
تو میکشوں میں اُٹھا غُل قمرؔ سلام سلام

مرثیہ

"جب آخری رخصت کو حسینؑ آئے حرم سے"

۱

جب آخری رخصت کو حسینؑ آئے حرم سے
سب بی بیاں لپٹیں شہِ والا کے قدم سے
حضرتؑ نے کہا قطع محبّت کرو ہم سے
جینے کے نہیں ہم علی اکبرؑ کے الم سے
بابا سے نہ جب تک وہ گل اندام ملے گا
تب تک نہ ہمیں ایک دم آرام ملے گا

۲

سب مر چکے اب کس کے لئے سر نہ کٹائیں
ایسے نہیں بچھڑے کہ جو اکبرؑ چلے آئیں
کس طرح سے اس یوسفِ گم گشتہ کو پائیں
ہے فرقِ بصارت میں کدھر ڈھونڈنے جائیں
بے ان کے نہ کھانے کا، نہ پینے کا مزہ ہے
فرزند سلامت ہو تو جینے کا مزہ ہے!

۴۳

اک جانِ حزیں، تابہ کجا رنج اُٹھائے
راحت اَب اسی میں ہے کہ جلدی اجل آئے
زخمِ جگر و دل کسے شبیرؑ دکھائے
اللہ تباہی یہ کسی گھر پہ نہ لائے
تاراج نہ اس طرح سے ہو باغ کسی کا
اب مجھ کو دکھائے نہ خدا داغ کسی کا

وصی کا دل ہے ماں کی موت کے غم سے لہو لیکن
یہی تقدیر ہستی ہے یہی حکم مشیت ہے
مشیت کس طرح تسلیم کرتے ہیں خدا والے
حسینؑ ابن علیؑ کا ہر عمل اس کی وضاحت ہے
حسینؑ ابن علیؑ کے غم میں اپنے غم کو حل کر لو
یہی ہر قلب مومن کے لئے سامان راحت ہے

مرثیہ

پائی یہ خبر زعفر جن نے جو کسی سے

۵

پائی یہ خبر زعفر جن نے جو کسی سے
ہوتی ہے لڑائی جگر و جان علیؑ سے
سب پھر گئے فرزند رسولؐ عربی سے
ملتی نہیں یزید کو اماں فوج شقی سے
منہ دین محمدؐ سے لعیں پھیرے ہوئے ہیں
اک پیاسے کو نو لاکھ عدو گھیرے ہوئے ہیں

۶

کھینچے ہوئے تلواریں لعیں ایک طرف ہیں
اسوار لئے نیزہ کمیں ایک طرف ہیں!
خنجر لئے خولی و حصین ایک طرف ہیں
سب ایک طرف ہیں شہ دیں تنہا ایک طرف ہیں
ماتم ہے بپا گھر میں رسولؐ عربی کے
تنہائی کا عالم ہے نواسے پہ نبیؐ کے

۵

فرماتے تھے شہ لاشۂ اکبرؑ پہ یہ جا کر!
بابا کی مدد کرنے کو اٹھو علی اکبرؑ
سنتے ہو مجھے کہتے ہیں کیا کیا یہ ستمگر
دیکھو ہمیں تیغوں سے لعیں کرتے ہیں بے سر
تولے ہوئے شمشیر ہر ایک دشمن دیں ہے
اللہ تو اک سر پہ ہے اور کوئی نہیں ہے

۶

کہتا ہے کوئی قاسمؑ بے پر کو بلاؤ!
کہتا ہے کوئی اپنے برادر کو بلاؤ
ہنس کر کوئی کہتا ہے کہ اکبرؑ کو بلاؤ
پھر تیر سے ماریں علی اصغرؑ کو بلاؤ
عصر ہوا کھا آپ کو ملتے نہیں دیکھا
میداں میں زینبؑ کو نکلتے نہیں دیکھا

۷

پیاسا ہے کئی دن سے ید اللہ کا جانی
کہتے ہیں کچھ اور منہ سے نکل جاتا ہے پانی
زخمی کو تو ہوتی ہے بہت تشنہ دہانی
ایک بوند بھی دیتے نہیں وہ ظلم کے بانی
تنہا کو ہیں شمشیر پہ شمشیر لگاتے
وہ کہتا ہے پانی دو وہ ہیں تیر لگاتے

۵

سُنا تھا یہ زعفر کہ جن اک اور بھی آیا
چلّایا کہ گھر خاک میں اعدا نے ملایا
زہراؑ کے جگر بند کو گھوڑے سے گرایا
اب ہوتا ہے بے سر اسد اللہ کا جایا
فرزند رسولؐ عربی غش میں پڑا ہے
شمشیر بکف سامنے جلّاد کھڑا ہے!

۶

تم ہوتے تو گھر آگ سے ناری نہ جلاتے
اور بالی سکینہؑ کے طمانچے نہ لگاتے
تم ہوتے تو زینبؑ کو اسیری سے بچاتے
رانڈوں کی ردا پھر نہ لعین چھیننے آتے
ناموس پہ کیا گزرے گی اس دم یہ الم ہے
محبوس ہوئی دختر زہراؑ تو ستم ہے

۷

شہ لاش علمدارؑ سے فرماتے تھے رو رو
عباس علیؑ جلد مدد کرنے کو اٹھو!!
تلواریں لگاتے ہیں ہمیں ظالم بدخو
اے راحت جاں بھائیؑ کی مظلومی کو دیکھو
اس دم کوئی ہمدم ہے نہ یاور ہے ہمارا
خنجر تو ہزاروں ہیں اور اک سر ہے ہمارا

۹

چلایا خبر سنتے ہی یہ زعفر دیندار
ہے ہے مرے آقا کو ہیں گھیرے ہوئے خونخوار
صدقے تری مظلومی کے اے کل کے مددگار
پانی بھی نہیں ملتا ہے ہوا ایسے گنہگار
حیدرؑ سے خجل ہوتا ہوں صدمہ یہ بڑا ہے
آقا مرا جلتی ہوئی ریتی پہ پڑا ہے

۱۰

یہ کہہ کے کہا ماتمی صف لاکے بچھاؤ
گھر لٹتا ہے زہراؑ کا بس اب تخت اٹھاؤ
میں غم میں ہوں کالی کفنی لاکے پہناؤ
اب شکل مری سوگ نشینوں کی بناؤ
سنتا ہوں کہ جنبش ہے محمدؐ کی لحد کو
جاتا ہوں میں اب دلبر زہراؑ کی مدد کو

۱۱

کہہ کر یہ سخن اسلحہ زعفر نے منگایا
خدام نے ملبوس اسے لاکے پہنایا
مادر کے قریں بہر اجازت جو وہ آیا
رونے لگا اور سر پئے تسلیم جھکایا
گھبرا کے وہ بولی کہ ارادہ ہے کدھر کا
اس نے کہا گھر لٹتا ہے زہراؑ کے پسر کا

۱۲

یہ سُن کے چلا زعفرِ جن جانبِ میداں
اس وقت عجب حال سے تھے سرورِ ذیشاں
پہچانا شہِ دیں کو نہ اس نے کسی عنواں
پوچھا کہ ہیں کس سمت کو ابنِ شہِ مرداں
جیتے ہیں کہ دُنیا سے سفر کر گئے شبیرؑ
حیدرؑ سے میں شرمندہ ہوا مر گئے شبیرؑ

۱۳

وہ بولی کہ جا جلد خُدا کو تجھے سونپا
قربان گئی دودھ بھی میں نے تجھے بخشا
احسان ہیں حیدرؑ کے ترے باپ پہ کیا کیا
شبیرؑ پہ تو سر کو فدا کیجیو بیٹا!
اس ظُلم کی اعدا کو سزا دیجیو پیارے
زہراؑ سے نہ مادر کو خجل کیجیو پیارے

۱۴

وہ بولی کہ ہے ہے ہوا کیا سانحہ برپا
دُنیا میں سلامت تو ہے لختِ دلِ زہراؑ
سر پیٹ کے اس نے کہا یہ حال کہوں کیا
بے جرم گلا کٹتا ہے فرزندِ نبیؐ کا!
اکبرؑ نہیں عباسؑ علمدار نہیں ہے
سب قتل ہوئے اب کوئی غمخوار نہیں ہے

یہ سنتے ہی ٹکڑے ہوا زعفر کا کلیجہ
گر کر قدمِ سیدِ ابرار پہ بولا !!
پہچانا نہ تھا آپ کو میں نے شہِ والا
عرصہ ہوا آنے میں خجل ہوتا ہوں مولا
آرام نہ تھا میرے دلِ زار و حزیں کو
صد شکر کہ جیتا ہوا پایا شہِ دیں کو !

تب رو کے اسے سیدِ بیکس نے سنایا
زعفر ہوں میں ہی حیدرِ کرار کا جایا
لکھ لکھ کے خط شوق مجھے گھر سے بلایا
یاں آیا تو بے جرم لعینوں نے ستایا
تلواروں سے بے سر مرے پیاروں کو کیا ہے
بھائی یہ مرا قافلہ سب لوٹ لیا ہے !

افسوس ہے اس وقت میں قسمت مجھے لائی
جب ہو چکی آقا کے سر و تن میں جدائی
بس جا پہ لٹی فاطمہؑ زہرا کی کمائی
تربت بھی شہِ دیں کی کسی نے نہ بنائی
مرقد ہے کہاں سبطِ رسولؐ دوسرا کا
ہے فاتحہ واجب پسرِ شیرِ خدا کا

۲۰

مجبوب خدا نے کہا بیٹی کہوں کیا حال
میرا بھی جگر شکر غم نے کیا پامال!
رو دیتا ہوں آتا ہے یہ جس وقت مجھے خیال
جاتا ہوں پریشاں کئے گیسوؤں کے بال!
جب تک میں نہ جاؤں گا وہ قاتل نہ ٹلے گا
آغوش میں میری سر شبیر کٹے گا!

۱۹

روضے میں گیا میں تو عجب سانحہ دیکھا
نزدیک تھا شق ہو وے مزار شہ والا
اک بی بی یہ چلاتی تھی سر پیٹ کے اپنا
بچہ مرا تنہا ہے مدد کیجئے یا ما
حوروں نے خبر دی ہے یہ مجھ سوختہ جاں کو
گھوڑے سے گراتے ہیں مرے تشنہ دہاں کو

۱۸

میں جشن میں بیٹھا تھا کہ پہنچی خبر اک بار
اب ہوتا ہے بے جاں پسر احمدؐ مختار
گھبرا کے مدینہ میں جو پہنچا میں دل افگار
دیکھا کہ ہے جنبش میں ضریح شہؐ ابرار
فریاد کناں روح رسول دوسرا تھی
سنتا تھا جدھر ہائے حسیناؑ کی صدا تھی!

۷۱

یاں آیا تو حضرت کو عجب حال سے پایا!
تیغوں سے کٹا گلشن حیدرؑ نظر آیا!
اے میرے خوزادے تجھے کس نے ہے ستایا!
پانی بھی نہ احمدؐ کے نواسے کو پلایا
بیدینوں کو اب کیسی سزا دیتا ہوں مولا!
شہزادوں کے اب خون کا عوض لیتا ہوں مولا

۷۲

گھبرا کے یہ کہنے لگے شاہنشہ ابرار
برباد یہ اُمت ہو گوارا نہیں زنہار
ان لوگوں کو بیووں سے سوا کرتا ہوں میں پیار
راضی ہوں مجھے ذبح کریں تیغ سے خونخوار
اقرار جو تھا اس کو ادا کرتا ہوں بھائی
سر نانا کی اُمت پہ فدا کرتا ہوں بھائی

۷۳

ے دیکھ تو دو۲ دوزن کے پیاسے کی لڑائی
یہ کہہ کے عناں اسپ سبک رو کی اُٹھائی
بدلی سی تھی جو فوج ستم دشت میں چھائی
بجلی کی طرح تیغ چمکتی ہوئی آئی
تھرا اُٹھا کیا دم میں شہ جن و بشر نے
سر خاک پہ برسا دیئے اس تیغ دو سر نے

۲۶

مادر کی صدا سنتے ہی بس روک لی شمشیر
پھر رو کے یہ کی زعفر دیندار سے تقریر
جا جلد مرے قتل میں اب کچھ نہیں تاخیر
آئی ہیں مرے لینے کو یاں فاطمہؑ دلگیر
اللہ کو سونپا تجھے ہم جاتے ہیں بھائی
لینے مجھے سب میرے بزرگ آتے ہیں بھائی

۲۵

زہراؑ کی صدا آئی کہ تلوار کو روکو
نیزے سے نہ پیدل کو نہ اسوار کو روکو
صدقے گئی اب اسپ وفادار کو روکو
غصہ نہیں لازم ہے دل زار کو روکو
وہ کام کرو جس میں رضا مندیٔ حق ہے
امت کی تباہی کا محمدؐ کو قلق ہے!

۲۷

چلائے ستمگر کہ پیمبرؐ کی دوہائی!
اکبرؑ کی دوہائی علی اصغرؑ کی دوہائی
جاں بخشی کرو قاسمؑ بے پر کی دوہائی
مارو نہ علمدار دلاور کی دوہائی
یا سبط نبیؐ احمد مختار کا صدقہ
اب رحم کرو حیدرؑ کرار کا صدقہ

۱۹

جس وقت یہ اسپ شہ مظلوم نے دیکھا
سمجھا کہ بس اب ہوتا ہے بے سر مرا آقا
پھرنے لگا وہ گرد شہ بیکس و تنہا
دہشت کے سبب پاس نہ آسکتے تھے اعدا
ہوتا تھا فدا فاطمہ زہرا کے پسر پر
رکھ دیتا تھا سر پائے شہ جن و بشر پر

۲۰

سنکر یہ سخن ٹوٹ پڑی سب سپہ شام
ٹکڑے ہوا تیغوں سے محمدؐ کا دل آرام
تیروں سے گرانے لگے ریتی پہ بد انجام
زہراؑ کی صدا آئی کہ ہے ہے مرے گلفام
ہے ہے ترا سر تن سے قلم کرتے ہیں ظالم
میں دیکھتی ہوں تجھ پہ ستم کرتے ہیں ظالم

۲۱

دو گام نہ زخموں سے ابھی مقتل سے چلا تھا
ناگاہ پس پشت سے یہ غل ہوا پیدا
سر کاٹ لو فرزند رسولؐ عربی کا
کھاتا نہ ترس کوئی کسی دن سے ہے پیاسا
پانی نہ پلاؤ کوئی زہراؑ کے پسر کو
شبیرؑ کا سر کاٹ کے کھولیں گے کمر کو!

۳۰

شہ نے کہا گھوڑے سے کہ اے اسپ وفادار
جا تو بھی کہ اب ہوتا ہے بے سر ترا اسوار
ہمدم مری اب بانوئے بیکس سے خبردار
لے جائیو جس سمت چلی جائے وہ ناچار
جان اپنی نہ تو بہر شہ جن و بشر دے
جا بانوئے بیکس کو رنڈاپے کی خبر دے

۳۱

پوچھے تجھے گر بانی سکینہ تو سنانا
بی بی تیرا بابا ہوا جنت کو روانا
ہووے گا نہ اب سید مظلوم کا آنا
راتوں کو نہ نیند آئے تو آنسو نہ بہانا
ہم تو رہ معبود میں اب مرتے ہیں بی بی
بن باپ کے بچے نہیں ضد کرتے ہیں بی بی

۳۲

یہ سن کے چلا خیمے کو اسپ شہ خوش خو
یاں سینۂ اقدس پہ چڑھا شمر جفا جو
شہ چونک پڑے چھاتی پہ رکھا جو ہنی زانو
سر کاٹ کے لے آیا وہ پکڑے ہوئے گیسو!
خاموش انیس اب کہ بہت شور بکا ہے
یہ مرثیہ مقبول امام دوسرا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُنیسویں (۱۹) مجلس

در بیان شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام

رُباعیات

(۱)

اِک دن پیوندِ خاک ہونا ہوگا
تنہا تنہا لحد میں سونا ہوگا
اس قبر کے پردے کا کھُلا حال دبیر
جو اوڑھنا ہوگا وہ بچھونا ہوگا

(۲)

مقبولِ خُدا شیعوں کا رونا ہوگا
کیا قبر میں آرام سے سونا ہوگا
حورانِ بہشت آنکھیں بچھائیں گی دبیر
چشمِ بد دور یہ بچھونا ہوگا

قطعہ

(۱)

حقیقت نفسِ پیغمبر کی مُعجز۔ کوئی کیا سمجھے
نُصیری بھی غلط سمجھے جو بندے کو خُدا سمجھے
عقیدت کا سہارا لے کے ہم بھی کھاگئے دہوکہ
علیؑ کی اِبتدا وہ تھی جسے ہم انتہا سمجھے

(۲)

امامت انکی نبوت انکی ازل کے دل سے ملی جلی ہے
خدا کے اک نور کے دو ٹکڑے کوئی نبیؐ ہے کوئی ولی ہے
نبیؐ نہ ایسا ہوا نہ ہوگا نہ ایسا پایا وصی کسی نے
زمیں پہ ذکر علیؑ علیؑ ہے فلک پہ ذکر علیؑ علیؑ ہے

(۳)

کہ دل افزا کس جلالت سے ہے ابن عسکری　　سامنے رکھی ہوئی ہے ذوالفقار حیدری
سر پہ عمامہ رسولِ حق کا قرآں ہاتھ میں　　جاگ اٹھی قسمت تری اے مسندِ پیغمبری

(از مولانا سید محمد احمد حسن صاحب منظر جونپوری)

سوز

اُس کو مجرا جو بیان کرتی تھی بھائی بھائی
تُم قتل ہوئے مجھے موت نہ آئی بھائی
یہ سمجھتی تو مدینہ سے نہ جانے دیتی
کیا خبر تھی کہ وہاں ہوگی لڑائی بھائی
بھیجدو بھانجوں کو تُم نہ سدھارو رن میں
فتح کر لیں گے مرے لال لڑائی بھائی

(۲)

جب سو گئی درخانۂ زنداں سکینہؑ
اور جاگ اٹھی بادلِ گریاں سکینہؑ
تصویر سی خاموش تھی اس آن سکینہؑ
کیا بولے کہ سکتے میں تھی نادان سکینہؑ
تکیہ پہ جو گردن تھی جھکی رہ گئی اس کی
نرگس کی طرح آنکھ کھلی رہ گئی اس کی

(۳)

جب سبطِ پیمبرؐ گیا تلواروں سے مارا
اور ظالم بے رحم نے سر تن سے اُتارا
رہوار بھی تھا خون میں ڈوبا ہوا سارا

آ خیمۂ عصمت کی یہ ڈیوڑھی پہ پکارا
اے بی بیو لوٹی گئی زہراؑ کی کمائی
شبیرؑ ہو قتل دہائی ہے دہائی

سلام

(از معجز جونپوری)

جام کوثر ہاتھ میں لب پر علیؑ کا نام ہے
عمر دو روزہ ترا کتنا حسین انجام ہے

ہم غلامانِ حسینی بھی ہیں کتنے خوش نصیب
کربلا آغاز اپنا کربلا انجام ہے

صلح شبّرؑ سے جہادِ حضرت شبیرؑ تک
ایک ہی فکر و نظر ہے ایک ہی پیغام ہے

کربلا میں آپ بھی ہوتے تو ہوتے کس طرف؟
ایک جانب ہیں مسلماں اک طرف اسلام ہے

اس حقیقت سے کوئی انکار کر سکتا نہیں
میرے مولا کی بدولت آج یہ اسلام ہے

امتحاں شبیرؑ کا کرب و بلا میں ہو چکا
حشر تک اب امتحانِ عالمِ اسلام ہے

یہ جدھر چاہیں زمانے کا ادھر رخ موڑ دیں
ان کے ہاتھوں میں عنانِ گردشِ ایام ہے

انقلابِ آسمانِ پیر دیکھا چاہیئے
ساقیٔ کوثر کا بیٹا اور تشنہ کام ہے

گھاٹ پر پہرہ بٹھا کر روکنا ممکن نہیں
شامیو پہچان لو عباس میرا نام ہے

درد کا درماں لئے آئے حسینؑ ابن علیؑ
اب دلِ مضطر کو اے معجز بہت آرام ہے

(سلام ۲)

یوں غمِ شبیرؑ میں نقشے بدلتے ہی رہے
دل تڑپتے ہی رہے آنسو نکلتے ہی رہے

ماتمِ شہ سے دلِ دنیا دہلتے ہی رہے
رنگ اڑتے ہی رہے نقشے بدلتے ہی رہے

شمر کے دستِ ستم کی جنبشیں بڑھتی رہیں
عابدؑ بیمار غش کھا کر سنبھلتے ہی رہے

لشکرِ دیں کی نمازِ آخری ہوتی رہی
اور فوجِ اشقیاء سے تیر چلتے ہی رہے

ہوگیا گل ایک ہی جھونکے میں باطل کا چراغ
مجلسِ حقانیت کے دیپ جلتے ہی رہے

ریسمانِ ظلم نے گو روک دی ننھی زباں
اشک تو بالی سکینہؑ کے نکلتے ہی رہے

مسکرا دیں لاشۂ عونؑ و محمدؑ دیکھ کر
قلب پر زینبؑ کے لیکن تیر چلتے ہی رہے

شمرِ لعیں کا خنجر گلوئے خشک پر چلتا رہا
شاہ کے زیرِ قدم چشمے اُبلتے ہی رہے

دل پکڑ کر زینبؑ ناشاد تکتی رہ گئیں
لاشۂ شبیرؑ پر رہوار چلتے ہی رہے

جتنا بھی دنیا نے روکا ماتمِ شبیرؑ کو
اتنے ہی سینے کی جانب ہاتھ چلتے ہی رہے

پردۂ آلِ نبیؐ احسان اُٹھتا ہی رہا
خیمۂ سلطانِ دیں رہ رہ کے جلتے ہی رہے

مرثیہ

"جب خاتمہ بخیر ہوا فوج شاہ کا"

۱

جب خاتمہ بخیر ہوا فوج شاہ کا
کوثر پہ قافلہ گیا پیاسی سپاہ کا
گھر لُٹ گیا جنابِ رسالت پناہؐ کا
خاک اُڑ رہی تھی حال یہ تھا بارگاہ کا
بھائی تھے نے رفیق نہ وہ نورِ عین تھے
دو بہنیں رونے والی تھیں اور اک حسینؑ تھے

ڈیوڑھی تھی وہ صبح تک تھے دو دستہ جہاں سوار
خادم وہاں تھا کوئی نہ کوئی رفیق و یار
وہ دُود وہ دوپہر کی تپش اور وہ غبار
پردہ ہوا سے سر کو پٹکتا تھا بار بار
آفت تھی بیکسی تھی مصیبت تھی یاس تھی
بے فوج بادشاہ تھا ڈیوڑھی اداس تھی

فرماتے تھے کہ واہ یہ تاخیر اے اجل!
اکبرؑ کے بعد کونسا تھا زیست کا محل!
اب مجھ کو اک برس کے برابر ہے ایک پل
موت آئے اب یہ ہے شجرِ زندگی کا پھل
اک جا چھری گلوں پہ جو چلتی تو خوب تھا
یہ جان اُن کے ساتھ نکلتی تو خوب تھا

ہم سب کے بعد خلق سے جانے کو رہ گئے
سر پیٹنے کو اشک بہانے کو رہ گئے
اس نوجواں کا داغ اٹھانے کو رہ گئے
پیری میں آہ ٹھوکریں کھانے کو رہ گئے
بیٹا کہاں خبر جو دم انتقال لے
اتنا نہیں کوئی کہ گروں تو سنبھال لے

غم جب سے چھوٹے ساعد و بازو میں درد ہے
گردن میں سر میں آنکھوں میں ابرو میں درد ہے
دل میں کمر میں سینہ میں پہلو میں درد ہے
رگ رگ میں کیا ہر اک بُنِ مو میں درد ہے
ہر مرتبہ لڑے ہیں لہو میں نہائے ہیں
پیری میں ہم جوانوں کے لاشے اٹھائے ہیں

عباس نامدار ترائی سے اُٹھ کے آؤ!
پھنکتا ہے قلب جل رہے ہیں سب جگر کے گھاؤ
چھڑکو مری زرہ پہ جو پانی کہیں سے پاؤ
چلتے ہوئے عدم کے مسافر سے مل تو جاؤ
غفلت کی تم کو نیند ہے شبیر کیا کرے
میری طرح کسی کو نہ بیکس خدا کرے

ناگاہ سوئے لاش پسر جا پڑی نظر
چلائے دل کو تھام کے سلطانِ بحر و بر!
سوتے ہو کیا دھرے ہوئے رخسار خاک پر!
اکبر! اٹھو کہ گھوڑے سے گرتا ہے اب پدر
بچھڑے پدر کو نیند میں قربان آپ کے
آؤ نماز عصر پڑھو ساتھ باپ کے

۱ ش

سبطِ نبی کے مرتبہ کو نہ جانا ہزار حیف
تیروں سے صدرِ پاک کو چھانا ہزار حیف
شانے تھے ناوکوں کا نشانا ہزار حیف
مظلوم کا وہ برچھیاں کھانا ہزار حیف
ٹوٹے تھے سب رسولؐ کے پیارے حسینؑ پر
کیا وقت پڑ گیا تھا تمہارے حسینؑ پر

۹ ش

فریاد ہے وہ فوج کے دل اور اک حسینؑ
وہ بے شمار تیغوں کے پھل اور اک حسینؑ
وہ تیر جاں ستاں وہ جدل اور اک حسینؑ
وہ سینکڑوں پیامِ اجل اور اک حسینؑ
فوجوں میں شام کی مہِ تاباں گھرا ہوا
بیکس بھی وہ کہ جس سے زمانہ پھرا ہوا

۳ ش

چلایا فوج کو پسرِ سعد نابکار !
دیکھو حسینؑ کو سب مل کے ایکبار
پلٹے بڑے سواروں کے لیکر رسالہ دار
دو غول باندھے آئے کماندار دس ہزار
نیزا فگنوں میں تیغوں میں بھالوں میں گھر گئے
بیکس حسینؑ برچھیوں والوں میں گھر گئے

۲۳۲

۱۳

فضہؑ نے جاکے خیمہ میں رانڈوں کو دی خبر
ہے ہے مرے خورزادے کا کٹتا ہے تن سے سر
بستر سے اُٹھ کے گر پڑے سجادؑ نوحہ گر
خیمہ سے نکلیں بی بیاں بچوں کو چھوڑ کر
ہلتا تھا عرش حضرت زینبؑ کے بین سے
گر گر کے دوڑتی تھیں کہ مل لو حسینؑ سے

۱۲

یوں کر کہوں کہ عرش خدا خاک پر گرا
خیر النساءؑ کا ماہ لقا خاک پر گرا
سر تاج بادشاہ و گدا خاک پر گرا
زیں سے اُلٹ کے راہ نما خاک پر گرا
وہ دو ہزار زخم تنِ چاک چاک پر
کیا گزری ہو گی جب گرے ہو گے خاک پر

۱۱

گرتے ہیں آپ کون سنبھالے کوئی نہیں
سینہ سے کون تیر نکالے کوئی نہیں
بیجاں پڑے ہیں گود کے پالے کوئی نہیں
سب مر چکے ہیں چاہنے والے کوئی نہیں
بیکس ہیں آپ زور سپاہ عدو کا ہے
خنجر جس کا دیکھتے ہیں وہ پیاسا لہو کا ہے

۱۴

ماننڈ آفتاب لرزتا تھا جسم پاک
جائیں کدھر وہ فوج وہ صحرائے ہولناک
سر پہ قضا پاؤں میں موذی ردا پہ خاک
لٹے ہوئے تھے دونوں طرف تیر سن کے چاک
عابدؑ کا نور عین ردا کھلے ساتھ تھا
اک ہاتھ میں یتیم سکینہؑ کا ہاتھ تھا

۱۵

چلاتی تھی اے مرا بھائی ہے کس طرف
لوٹی ہوئی علیؑ کی کمائی ہے کس طرف
دریا کدھر ہے خوں کا ترائی ہے کس طرف
سونے کی جا حسینؑ نے پائی ہے کس طرف
رستہ دے اے زمیں فلک کہ ستائی ہوں
میں اپنے پیاسے بھائی سے ملنے کو آئی ہوں

۱۶

میں سیدہ ہوں رحم کرو لاش کو بتاؤ
اے اہل قریہ بنت علیؑ کی مدد کو آؤ
دنیا میں تم خوشی رہو عقبیٰ میں چین پاؤ
سید کدھر ہے خون میں غلطاں بتا جاؤ
یاں لٹ گئے فلک نے یہ دکھ ہم پہ ڈالے ہیں
اے بھائیو مدینے کے ہم رہنے والے ہیں!

مرثیہ ۲

اے مومنو حسینؑ پہ شدّت کی پیاس ہے

۱

اے مومنو حسینؑ پہ شدت کی پیاس ہے
جنگل میں فاطمہؑ کا پسر بے حواس ہے
یاور نہ کوئی ہے نہ کوئی بھائی پاس ہے
لاشے اُٹھا کے لانے سے مولا اُداس ہے
لُو چل رہی تھی پیاس تھی وقتِ زوال تھا
بے چین رن میں دھوپ سے زہراؑ کا لال تھا

شہ کے کراہنے کی جو آنے لگی صدا
دوڑی اُدھر نبیؐ کی نواسی برہنہ پا
دیکھا بہن نے کٹتے ہوئے بھائی کا گلا
آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کے گری بنتِ مرتضیٰ
غم سے کلیجہ پھٹ گیا زہراؑ کی جائی کا
اٹھیں تو دیکھا نیزے پہ سر اپنے بھائی کا

۴

اعدا سے کہہ رہے تھے یہ مولا غریب ہوں!
اللہ کے حبیب کا پیارا حبیب ہوں!
اک دم میں دم نکلتا ہے اب عنقریب ہوں
زخمی ہوں بے گناہ ہوں آفت نصیب ہوں
تم جس کے کلمہ گو ہو میں اُس کا نواسا ہوں
پانی پلا کے ذبح کرو یارو پیاسا ہوں

۵

خندق میں گرد خیموں کی آتش ہے شعلہ ور
بچے ذرا ذرا سے تڑپتے ہیں خاک پر
تنہا کھڑے تھے رن میں شہنشاہ بحر و بر
لاشے بھی سب پڑے تھے برابر اِدھر اُدھر
غش آ رہا تھا پیاس کے مارے امام کو
ہرنے پہ شہ نے ڈال دیا تھا لگام کو!

۶

اے مومنو خیال کرو دل میں تم ذرا
وہ پیاس اور وہ زخم وہ صحرائے کربلا
وہ سامنے کی دھوپ وہ زخموں کا منہ کھلا
وہ لو سے پھٹنا زخموں کا وہ درد وہ جفا
کیا دکھ اٹھائے فاطمہؑ کے نورِ عین نے
آفت سہی تمہارے لئے یہ حسینؑ نے

اس دم عمر نے دور سے دیکھا یہ ماجرا
شمرِ لعیں کو پاس بُلا کر یہ تب کہا
سبطِ رسولؐ خاک پہ بیہوش ہے پڑا
کیا دیکھتا ہے وقت پھر ایسا نہ آئے گا
زخموں سے چور رہے تنِ اطہر حسینؑ کا
ہاں جلد جا کے کاٹ لے اب سر حسینؑ کا

جس دم سُنی حسینؑ نے زہراؑ کی یہ صدا
خوفِ خدا سے کانپ گئے سر تا بہ پا!
غش کھا کے فرشِ زمیں سے گرے وامصیبتا
ہر زخم سے نکلنے لگی شکر کی صدا
سجدے میں سر تھا دھیان تھا اس کارساز پر
روتے تھے شاہ سر دھر کے خاکِ نیاز پر

کہتے تھے یہ حسینؑ کہ ایک زلزلہ ہوا!
ساتوں طبق زمین کے ہلے آسماں ہلا!
ناگاہ آئی فاطمہؑ زہراؑ کی یہ صدا
وقتِ نمازِ عصر بھی نزدیک آ گیا
طفلی میں جو کہا تھا وہ وعدہ وفا کرو
جھک کر حسینؑ شکر کا سجدہ ادا کرو

فرمایا شہ نے کون ہے تو اے ستم شعار
کیوں بن کے زخمی سینہ پہ آکر ہوا سوار
خنجر مرے گلے پہ جو رکھتا ہے بار بار
سمجھا ہے کس خطا پہ مجھے تو گناہ گار
دیتا ہے رنج روحِ رسالت پناہ کو
کیوں ذبح کرنے آیا ہے مجھ بے گناہ کو

یہ مژدہ سن کے آگیا لالچ میں وہ لعین
خنجر پکڑ کے آیا قریبِ امامِ دیں
چھاتی پہ پاؤں رکھ کے چڑھائی جو آستیں
تب نورِ چشمِ فاطمہؑ نے آنکھیں کھول دیں
دیکھا تو کوئی دوست ہے نے غمگسار ہے
خنجر گلے پہ سینہ پہ قاتل سوار ہے

اس دم عمر سے کہنے لگا شمر بد گہر
حاضر ہوں میں تو ذبح شہ مشرقین پر
پر اس کا کیا صلہ مجھے دے گا تو اے عمر
اس نے کہا بھروں گا طلا سے تری سپر
حاکم کے سامنے تری عزت بڑھاؤں گا
اور اس کے ماسوا تجھے خلعت دلاؤں گا

م۱۱

اس پہ بھی کچھ نہ دل میں لعین کے اثر ہوا
خنجر سے سر کاٹنے لگا مظلوم کا گلا!
اس وقت آئی فاطمہ زہرا کی یہ صدا
اے شمر میرا لال ہے بے جرم و بے خطا
یہ ظلم مصطفےٰ کے نواسے کے حلق پر!
خنجر نہ پھیر بھوکے پیاسے کے حلق پر

م۱۲

میں نے بڑے دکھوں سے ہے پالا حسینؑ کو
ناحق تو ذبح کرتا ہے پیاسا حسینؑ کو
للہ نہ زیر تیغ تو تڑپا حسینؑ کو
پھٹتے ہیں زخم ہوتی ہے ایذا حسینؑ کو
ظالم کلیجہ پھٹتا ہے مجھ دل ملول کا
بچے کو میرے چھوڑ دے صدقہ رسولؐ کا

بیاض تسکین زہراؑ

حصّہ اول ۔ حصّہ دوم ۔ حصّہ سوم تمام اثناعشری

کتب فروشوں سے حاصل کیجئے جو نایاب، مقبول عام نوحوں کا مجموعہ ہے